کربل کتھا

یعنی

دہ مجلس

تالیف

فضل علی متخلص بہ فضلی

مع مقدمہ از

پروفیسر خواجہ احمد فاروقی

شعبۂ اردو دہلی یونیورسٹی۔ دہلی

سلسلۂ اشاعتِ مخطوطاتِ اردو، دہلی یونی ورسٹی

کربل کتھا

یعنی

دہ مجلس

تالیف

فضل علی المتخلص بہ فضلی

مع مقدمہ از

پروفیسر خواجہ احمد فاروقی

شائع کردہ

شعبۂ اردو۔ دہلی یونی ورسٹی ، دہلی ۶

کربل کتھا یا دہ مجلس : فضل علی فضلی

سلسلۂ اشاعتِ مخطوطاتِ اردو، دہلی یونی ورسٹی۔ نمبر ۲

اڈیٹر: خواجہ احمد فاروقی

ناشر: شعبۂ اردو، دہلی یونی ورسٹی

اشاعتِ اول : ۱۹۶۱ء

" دوم : ۱۹۸۷ء

قیمت : ۶۰/- (ساٹھ روپے)

مطبع : فوٹو آفسیٹ پرنٹرس، بارہ دری شیر افگن بلّی ماران۔ دہلی ۶

تقسیم کار

ایجوکیشنل پبلشنگ ہاؤس

۳۱۰۸ گلی عزیز الدین وکیل، کوچہ پنڈت لال کنواں دہلی ۶

ترتیب

انتساب

مقدمۂ مرتب ج تا ی

آغاز کربل کتھا (دہ مجلس)

فاتحہ، ۱

دیباچہ، ۱۵

مقدمہ، ۳۴

پہلی مجلس، ۴۱

دوسری مجلس، ۴۹

تیسری مجلس، ۵۶

چوتھی مجلس، ۶۴

پانچویں مجلس، ۷۲

چھٹی مجلس، ۸۲

ساتویں مجلس، ۹۲

آٹھویں مجلس، ۱۰۴

نویں مجلس، ۱۱۶

دسویں مجلس، ۱۲۲

فرہنگ، ۱۲۹

اُردو کا یہ کھویا ہوا رتن جو ٹیوبن گن (جرمنی) کے کتب خانہ سے حاصل کیا گیا ہے، بڑے ادب کے ساتھ شری جواہر لال نہرو کی خدمت میں پیش کیا جاتا ہے جن کی ذاتِ گرامی ہماری بہترین تہذیبی قدروں کی امانت دار ہے۔

مقدمہ

کربل کتھا یا دہ مجلس کا یہ نادر اور نایاب نسخہ مجھے ذخیرۂ اشپرنگر سے دستیاب ہوا ہے[1] جو دوسری جنگِ عظیم کے دوران میں برلن سے ٹیوبن گن یونی ورسٹی کے کتب خانے میں منتقل ہوگیا تھا۔ جہاں تک میرا علم ہے اس کا کوئی اور نسخہ دنیا میں موجود نہیں۔ مخطوطاتِ فورٹ ولیم کالج کلکتہ کی قلمی فہرست[2] سے معلوم ہوتا ہے کہ دہ مجلس کا ایک نسخہ اس کالج کے کتب خانے کی زینت تھا[3] لیکن اب ناپید ہے۔ ایک نسخہ مولوی کریم الدین، صاحبِ طبقات الشعرا کے پاس تھا[4] مگر اس کا بھی پتا نہیں۔

دہ مجلس کے اس اہم نسخہ کا مالک ڈاکٹر الواس اشپرنگر[5] (۱۸۱۳ء - ۹۳) قومیت کی رو سے جرمانی تھا۔ وہ ایسٹ انڈیا کمپنی میں طبیب کی حیثیت سے ملازم ہو کر آیا لیکن سنہ ۱۸۴۴ء میں دلّی کالج کا پرنسپل مقرر ہوگیا جو اس زمانے میں ایشیا کی مشہور درس گاہوں میں تھا۔ وہ عربی، فارسی، عبرانی اور علوم مشرقیہ سے بخوبی واقف تھا۔ دہلی میں اُس نے اصطلاحاتِ صوفیہ، انگریزی ہندوستانی قواعد، محمود غزنوی اور عربی ادب کا انتخاب یہ چار کتابیں مرتب کیں اور پینی میگزین کے طرز پر ایک باتصویر اور ہفتہ وار اُردو رسالہ جاری کیا جس کا نام قران السعدین تھا۔ گویا مشرق اور مغرب، مشتری اور زہرہ تھے جن کا قران اِس رسالے میں ہوا تھا۔ سنہ ۱۸۴۷ء میں ڈاکٹر اشپرنگر کا تقرر لکھنؤ میں اکسٹرا اسسٹنٹ ریزیڈنٹ کی حیثیت سے ہوا، جہاں اُس نے دس ہزار مخطوطات کا مطالعہ کیا اور بڑی

---

۱ ملاحظہ ہو BIBLIOTHECA ORIENTALIS SPRENGERIANA. GIESSEN, JANUARY 1857, MS. ORIENT: SPRENGER 173

۲ فہرست مخطوطات فورٹ ولیم کالج کلکتہ مکتوبہ ۱۸۱۳ء - مخزونہ رائل ایشیاٹک سوسائٹی لندن ۳ ایضاً - نمبر ۱۰ ہندی نثر - قاضی عبدالودود صاحب کا یہ قیاس ٹھیک نہیں کہ فورٹ ولیم کالج کا نسخہ غلطی کی وہ مجلس کے بجائے سید حیدر بخش حیدری کا ترجمہ گل مغفرت تھا (معاصر پٹنہ حصہ ۲ ص ۱۰۸) ۴ طبقات الشعرا، کریم الدین نسخہ قدیمہ ص ۹۱

۵ DICTIONARY OF NATIONAL BIOGRAPHY VOL. L III, p. 425

نیز ملاحظہ ہو دلی کالج میگزین کا قدیم دلی کالج نمبر ۱۹۵۳ء مرتبہ خواجہ احمد فاروقی۔ مقالہ بعنوان ڈاکٹر اشپرنگر از ڈاکٹر عبدالستار صدیقی۔ ص ۱۲۲ تا ۱۲۸

جان کمپا کر شاہانِ اودھ کے بیش قیمت کتب خانوں کی فہرست مرتب کی۔ اس کی پہلی جلد کلکتہ سے شائع ہوئی (۱۸۵۲ء)
یہ اُن نادر کتابوں کے متعلق معلومات کا واحد ذریعہ ہے جن میں سے اکثر ۱۸۵۷ء کی بغاوت میں ضایع ہو گئیں
اشپرنگر نے اپنا ذاتی کتب خانہ بھی جمع کرنا شروع کیا اور اس سلسلے میں بڑی بڑی زحمتیں اُٹھائیں۔ وہ لکھتا
ہے کہ "میں ہر ذاتی اور پبلک لائبریری میں گیا۔ ہر کتاب کا بغور مطالعہ کیا۔ ایک اچھے مخطوطے کے خریدنے
میں اپنی کمائی کا آخری پیسہ صرف کر دیا۔ جو کتاب قیمتاً نہیں مل سکی، اس کو نقل کروایا اور بڑی احتیاط سے اس کا
اصل سے مقابلہ کیا۔ میرے ایجنٹ ملک کے کونے کونے میں تھے جو مجھے بیش قیمت کتابوں کے متعلق معلومات
فراہم کرتے تھے۔"

اشپرنگر لکھتا ہے کہ "لائبریری جمع کرنے کا محرک 'کتاب مانیا' نہیں بلکہ احساسِ فرض ہے..... مشرقی
ادب کا مطالعہ ایک اچھے طالب علم کو مغربی تعصب کی تنگ نائے سے باہر نکال سکتا ہے اور اس کی نظر میں
وسعت اور قلب میں کشادگی پیدا کر سکتا ہے۔ تاریخی نقطۂ نظر سے بھی مشرق کا ادب غیر معمولی فلسفیانہ اہمیت کا
حامل ہے..... تاریخ کا مطالعہ بغیر ادب کے مطالعے کے ناقص ہوگا اور یہ ایسی ہی مضحکہ خیز بات ہوگی کہ کوئی
شخص قدیم یونان کی واقفیت بغیر ہومر اور افلاطون کے مطالعے کے بہم پہنچانے کی کوشش کرے۔"

آخر میں اشپرنگر اس کا افسوس کرتا ہے کہ "مشرقی اقوام اپنے علمی خزانوں کی حفاظت نہیں کر سکتیں۔ اس
کی وجہ یہ نہیں کہ ان کے دل میں ان کا ادب اور احترام نہیں بلکہ وہ در اصل اتنی ناکارہ اور نکمی ہو چکی ہیں کہ
ان کو اپنی اس متاعِ گراں بہا کا ہوش ہی نہیں۔ یہ کتابیں ان کی بے توجہی سے کیڑوں کی نذر ہو جاتی ہیں، گل جاتی
ہیں، ضائع ہو جاتی ہیں لیکن ان کو خبر نہیں ہوتی..... مشرق کے شہروں میں نادر اور بیش قیمت کتابوں کے بکھرے
ہوئے اوراق بوریوں میں بند ملیں گے جو اگر مکمل ہوں تو وہ یورپ کی ایک علمی انجمن کو ایک چوتھائی صدی تک مشغول
رکھ سکتے ہیں۔ ان حالات میں مشرق کی علمی میراث کی حفاظت کی ذمہ داری مغرب کے علم دوست جانشینوں پر
ہے اور ان کو چاہیے کہ جتنی اچھی کتابیں مل سکیں ان کے حاصل کرنے میں دریغ نہ کریں۔"

اشپرنگر نے لکھا ہے کہ "آج تک کسی شخص نے اتنی زیادہ اور اتنی اہم کتابیں یورپ کو نہیں بھیجیں

۵ل A CATALOGUE OF THE BIBLIOTHECA ORIENTALIS SPRENGERIANA 1857

اس کے پیش لفظ کا آزاد ترجمہ

جتنی میں نے روانہ کی ہیں" یہ علمی خزانہ راس اُمید کے راستے ہیم برگ پہنچا (۱۸۵۵ء) اور پرشا کی اسٹیٹ لائبریری میں شامل ہوا (۱۸۵۵ء) اِس کے بعد یورپ میں بہت سے انقلابات رونما ہوئے اور دو بڑی لڑائیاں برپا ہوئیں جنھوں نے جرمنی کو زیر و زبر کر دیا لیکن خدا کا شکر ہے کہ اِس علمی خزانہ کو نقصان نہیں پہنچا۔ وہ مجلس کا یہ نادر نسخہ، جس سے اب تک چشمِ مغرب روشن تھی اور جس کو ہندوستان کی متاعِ بازیافتہ کہنا چاہیے، اِسی ذخیرۂ اشپرنگر سے حاصل ہوا ہے۔

کربل کتھا یا وہ مجلس کے مولف یا مترجم کے حالات نہ دتاسی نے لکھے ہیں، نہ کریم الدین نے اور نہ اصل کتاب میں درج ہیں۔ وہ مجلس میں بھی صرف اتنا لکھا ہے:

"المسمی بہ فضل علی والمتخلص بہ فضلی"[1]

تصنیف کی تاریخ ذیل کے قطعہ سے معلوم ہوتی ہے:

یہ جو نسخہ ہوا ہے اب تصنیف　　　بہر کسب ثواب و فیضِ بشر
چاہا تاریخ اوس کی، بولا سروش　　　شیعیوں کی نجات کا منظر[2]

۱۱۵۴ھ

۱۱۶۰ھ (۱۷۴۷ء) میں وہ مجلس پر نظر ثانی کی گئی ہے۔ تاریخ کا شعر یہ ہے:

ہر کس از من کند بہ نیکی یاد　　　بجہاں نامش ہم بہ نیکی باد[3]

یہ کتاب محمد شاہ بادشاہ دہلی (۱۷۱۹ - ۱۷۴۸ء) کے زمانے میں تصنیف ہوئی۔ اس کی تعریف میں یہ اشعار درج ہیں؎

محمد شاہ شاہ عدل گستر　　　کمینہ چاکرش دارا سکندر
ہے عدل اوس کے سیتی آفاق معمور　　　ہوا ظلم و ستم اوس دور سے دور
سراپا زیب تختِ کامرانی　　　باو زیبا شدہ صاحبقرانی

---

[1] وہ مجلس (مخطوطہ اشپرنگر) ورق ۲۸ الف

[2] ایضاً ورق ۳۵ ب

[3] ایضاً ورق ۳۵ ب ۔ مخطوطہ میں ۱۱۶۱ھ ہے جو صحیح نہیں۔

سپہر سلطنت کا مہر انور خلافت کے فلک کا روشن اختر
الٰہی تا جہاں پایندہ بادا براورنگِ شہی زیبندہ بادا[۱]

فضلی نے کربل کتھا یا دہ مجلس کو روضۃ الشہدا کا ترجمہ کہا ہے، جو انوار سہیلی کے مصنف ملا حسین بن علی الواعظ الکاشفی (متوفی ۱۵۰۵ء) کی مشہور کتاب ہے[۲]۔ فضلی نے سببِ تالیف میں لکھا ہے:

باعث تصنیف اس نسخۂ مسودہ کا کہ ہر حرف اس کا ایک گلدستہ بوستانِ ولایت کا ہے اور ہر صفحہ اس کا ایک گلشن گلستان امامت کا، ہر سطر نثر اس کے کی شاہ راہ وادی ہدایت کی ہے اور ہر بیت نظم اس کے کی بادشاہ سریر شہادت کی مہذب کیا ہوا اخبارات شہادات ریحانتین گلشستان مصطفوی کے سے مرتب کیا ہوا آثارات حکایات نور العینین درسنستان مرتضوی کے سے موسوم بہ **کربل کتھا** اس سبب ہوا کہ قبلۂ حقیقی اور کعبۂ تحقیقی میرا نواب مستطاب معلی القاب ...**شرف علی خاں** سلمہ اللہ الملک المنان .... تعزیہ دار سید الشہداے کربلا کا کہ حق تعالیٰ تصدق سرناحق بریدہ امام حسین مظلوم کے اوسے ایمان عطا کرے اور سایہ بلند پایہ اوس غلام دوازدہ امام کا مجھ عاصی رہی کے سر پر سلامت رکھے۔ ہر سال تعزیہ حضرت اباعبداللہ الحسین علیہ الصلوٰۃ والسلام کا بخلوصِ نیت اندرونِ محل مخفی بموجب حدیث شریف کہ التقیۃ دینی و دین آبائی و التقیۃ جنۃ بوجہ احسن بجا لاتا تھا اور بندۂ حقیر پُر تقصیر حسب الارشاد اوس قبلہ گاہ کے خلص روضۃ الشہدا کا کہ سب نکتہ سنجان مناقب شاہ لافتی نے اور سب دقیقہ فہمان مصایب سید الشہدا نے واقعہ شہادت شاہ کربلا کا اوس میں لکھا ہے سوناتا تھا لیکن معانی اوس کے نساءِ عورات کی سمجھ میں نہ آتے تھے اور فقرات پُر سوز وگداز اوس کتاب مذکورہ کے بسبب لغات فارسی اون کوں نہ رولاتے تھے۔ اکثر اوقات بعد کتاب خانے کے سب یہ مذکور کرتے کہ صد حیف و صد ہزار افسوس جو ہم کم نصیب عبارت فارسی نہیں سمجھتے اور رونے کے ثواب سے بے نصیب رہتے، ایسا کوئی صاحب شعور ہووے کہ کسی طرح من وعن ہمیں سمجھاوے اور ہم سی بے سمجھوں کوں سمجھا کر رلاوے۔ مجھ احقر احقر کی خاطر میں گزرا کہ اگر ترجمہ اس کتاب کا برنگینی عبارات وحسن استعارات ہندی قریب الفہم عامۂ مومنین و مومنات کیجیے تو بموجب اس کلام بانظام کے کہ من بکا علی الحسین اوتبا کا وجبت لہ الجنۃ بڑا ثواب باصواب لیجیے[۳]۔

---

[۱] دہ مجلس: ورق ۲۷ ب

[۲] روضۃ الشہدا: انڈیا آفس۔ ایتھے: فارسی مخطوط نمبر ۳۸۳ نیز مطبوعہ لاہور ۱۲۸۷ھ (۱۸۷۰ء) [۳] دہ مجلس: ورق ۳۰ ب

فضلی نے یہ بھی دعویٰ کیا ہے کہ وہ "اِس صنعت کا مخترع" ہے :

بہ ہیر دل میں یہ گزرا کہ ایسے کام گرام کوں عقل چاہیے کامل اور مدد کسو طرف کی ہووے شامل کیوں کہ بے تائید صمدی و بے مدد جناب احمدی یہ مشکل صورت پذیر نہ ہووے اور گوہر مراد رشتۂ امید میں نہ آوے و لہذا بیش ازیں کوئی اس صنعت کا نہیں ہوا مخترع اور اب لگ ترجمہ فارسی بعبارت ہندی نثر نہیں ہوی متمتع [1]

فورٹ ولیم کالج کی فہرستِ مخطوطات میں ۳۷ نمبر پر "روضۃ الشہدا بزبانِ دکھنی" کا ذکر ہے لیکن نہ مصنف کا نام ہے اور نہ سنہ تصنیف ہے[2]۔ سید حیدر بخش حیدری کی گل مغفرت بھی روضۃ الشہدا کا ترجمہ ہے جو ۱۸۱۲ء میں لکھی گئی، اسی سال کلکتہ سے شائع ہوئی اور ۱۸۴۵ء میں اس کا ترجمہ فرانسیسی میں ہوا[3]۔

فضلی کی کربل کتھا میں ایک مقدمہ، بارہ مجلسیں اور ایک خاتمہ ہے[4]۔

اسی نوع کی ایک قلمی کتاب انڈیا آفس لائبریری لندن میں ہے جس کا نام "دوازدہ مجلس" ہے[5] اور جس کا آغاز مندرجہ ذیل شعر سے ہوتا ہے:

عزیز و سخت رسول خدا کا ماتم ہے فغان و نالہ کرو مصطفیٰ کا ماتم ہے

اس کے بھی مصنف کا نام اور تصنیف کی تاریخ معلوم نہیں۔ بلوم ہارٹ کا خیال ہے کہ یہ انیسویں صدی کی تصنیف ہے لیکن اس پر فضلی کی کربل کتھا کا دھوکا نہیں ہونا چاہیے۔ یہ اس سے مختلف ہے۔

فضلی نے اپنے ترجمہ کا نام "کربل کتھا" رکھا ہے[6] لیکن فہرست نگار مخطوطاتِ فورٹ ولیم کالج[7]، ڈاکٹر اشپرنگر[8] اور مولانا محمد حسین آزاد[9] نے "دہ مجلس" لکھا ہے مگر مولوی کریم الدین جنھوں نے اس کتاب کو پڑھا تھا اور

---

[1] دہ مجلس ورق ۳۱ الف
[2] فہرست قلمی مکتوبہ ۱۸۱۳ء
[3] بلوم ہارٹ: ہندوستانی مخطوطات کی فہرست ص ۴۷ - برٹش میوزیم
[4] دہ مجلس ورق ۳۵ الف
[5] بلوم ہارٹ: ہندوستانی مخطوطات کی فہرست (انڈیا آفس) ص ۲۷
[6] کربل کتھا یا دہ مجلس: ورق ۲۰ ب
[7] قلمی فہرست مکتوبہ ۱۸۱۳ء
[8] فہرست اشپرنگری ذخیرۂ مشرقیات نمبر ۱۰۳
[9] آب حیات طبع لاہور ۱۹۵۰ء ص ۲۳

آزاد نے فضلی کی دہ مجلس کے بارے میں جو کچھ لکھا ہے وہ طبقات الشعرا سے مستعار ہے۔

جنھوں نے اس کے طویل اقتباسات بھی نقل کیے ہیں، اس کا نام بصراحت کربل کتھا لکھا ہے[51]:

"فضل علی نام، تخلص فضلی، محمد شاہ بادشاہ کے عہد میں وہ موجود تھا۔ اوس نے ایک کتاب اُردو زبان میں قدما کے محاورات پر لکھی ہے۔ وہ خود کہتا ہے کہ اون ایام میں میری عمر بائیس ۲۲ برس کی تھی۔ اوس کتاب کا نام اوس نے کربل کتھا رکھا ہے[52]۔"

مولوی کریم الدین کا یہ تذکرہ کربل کتھا کے متعلق اصلی ماخذ رہا ہے۔ آب حیات[53] اور نمونۂ منثورات[54] میں اُس کے بارے میں جو کچھ مرقوم ہے وہ بھی بڑی حد تک طبقات الشعرا سے ماخوذ ہے۔ معاصر[55] نے جو عبارتیں نقل کی ہیں، وہ بھی اسی تذکرے سے لی ہیں لیکن پروفیسر حامد حسن قادری نے یہ غضب کیا ہے کہ مفتیانِ گوپا مئو کے کتب خانے کے ایک "بے نام و نشان" نسخہ کو جو "نقل در نقل اور ناتمام" ہے غیر معمولی اہمیت دی ہے اور اُس کا اقتباس یہ کہہ کر نقل کیا ہے کہ اس کی "عبارت، زبان، اسلوب میں کوئی ایسی بات نہیں ہے جو اس کو فضلی کا ترجمہ سمجھنے سے مانع ہو[56]" ہم نے اُس کا مقابلہ کربل کتھا کی متعلقہ عبارت سے کیا لیکن اس میں ہمیں سوائے مجلس چہارم کے عنوان کے اور کوئی چیز مشترک نہیں ملی۔

مولانا احسن مارہروی نے "تذکرۂ محبوب الزمن کے حوالے سے فضلی کا سال وفات ۱۱۸۴ھ قرار دیا ہے[57] لیکن یہ فضلی، شاہ فضل اللہ فضلی اورنگ آبادی، حنفی نقش بندی ہیں۔ صاحبِ وہ مجلس نہیں۔ موخر الذکر شیعہ تھے اور ان کی عمر کا ایک بڑا حصہ روایات شہادتین کے بیان میں گزرا تھا۔ وہ مجلس کے آخر میں تبرا بھی ہے جس کو ہم نے متن میں شامل نہیں کیا۔ ایسی صورت میں فضلی کو حنفی اور نقش بندی قرار دینا کسی طرح صحیح نہیں۔

گارساں دتاسی نے ولی دہلوی کے ذیل میں دہ مجلس منظوم کا ذکر کیا ہے، جس کا ایک قلمی نسخہ کلکتہ کی ایشیاٹک سوسائٹی کے کتب خانہ میں محفوظ تھا[58]۔ وہ لکھتا ہے کہ اس کے مصنف کے متعلق یقین نہیں کہ کون ہے۔

---

[51] طبقات الشعرا: ص ۵۰

[52] طبقات الشعرا: ص ۵۰

[53] آب حیات: بار پانزدہم ص ۲۳ (طبع لاہور ۱۹۵۰ء)

[54] نمونۂ منثورات (تاریخ نثر اُردو): احسن مارہروی ص ۷۱-۶۴

[55] معاصر پٹنہ حصہ ۴ ص ۱۸۹-۱۸۱

[56] داستان تاریخ اُردو: حامد حسن قادری۔ دوسرا ایڈیشن ۱۹۵۶ء ص ۵۱

[57] نمونۂ منثورات: احسن مارہروی ص ۷۱

[58] فرانسیسی زبان میں تاریخ ادبیات ہندوی و ہندوستانی: گارساں دتاسی طبع پیرس ۱۸۳۹ء ج ۱ ص ۵۲۳

ممکن ہے ولی دہلوی[1] ہو۔ لیکن اس کا موضوع وہی ہے جو حیدری کی دہ مجلس یا گل مغفرت کا ہے۔ اس کو دراصل مراثی کا مجموعہ کہنا چاہیے جس کا مقصد یہ ہے کہ ان کو عشرہ محرم کی مجالس میں پڑھا جائے۔ دتاسی نے ایک حاشیہ[2] میں دہ مجلس کے اس مخطوطہ کا بھی ذکر کیا ہے جو فورٹ ولیم کالج کے کتب خانہ میں تھا۔ قاضی عبدالودود سے اِس حاشیہ کے ترجمہ میں سہو ہوا ہے۔ دتاسی نے یہ نہیں لکھا کہ فورٹ ولیم کالج میں جو نسخہ ہے وہ غالباً فضلی کی تصنیف ہے جیسا کہ قاضی صاحب کا خیال ہے[3]۔ اس کے نزدیک یہ کہیں زیادہ قرینِ قیاس ہے کہ وہ گل مغفرت ہو۔

پروفیسر حامد حسن قادری نے دردؔ کاکوروی کے حوالہ سے سید اشرف جہانگیر سمنانی (۱۴۰۵ - ۱۲۸۹ء) کے ایک رسالہ اخلاق و تصوف (۱۳۰۸ء) کو اُردو کی اولین تصنیفِ نثر قرار دیا ہے[4] لیکن کچھوچھے (اودھ) میں اس کتاب کا کہیں وجود نہیں اس لیے مستند تاریخی شواہد کی غیر موجودگی میں اس بیان پر بھروسا نہیں کیا جا سکتا۔ ایسی صورت میں فضلی کی دہ مجلس یا کربل کتھا کی اہمیت بہت بڑھ جاتی ہے اور اس وقت تک جو معلومات ہے اس کی روشنی میں اسے دہلی کی اُردو نثر کی قدیم ترین کتاب کہا جا سکتا ہے۔

کربل کتھا لسانی اعتبار سے بڑی اہم کتاب ہے۔ ابھی تک ہمارے سامنے شمالی ہند کی نثر کا کوئی بڑا نمونہ نہیں تھا اسی لیے دہلوی زبان کے ہمہ گیر اثرات کا پورا جائزہ نہیں لیا جا سکا اور ہماری ساری توجہ دکنی اردو اور اس کی لسانی خصوصیات پر مرکوز ہو گئی تھی اگرچہ اس کی اہمیت میں بھی کلام نہیں۔ اب دہ مجلس کے چھپنے کے بعد دہلوی زبان کے اُن اثرات کی نشان دہی آسان ہو گی جو دکنی پر ہوے اور دونوں میں جو مماثلت یا فرق ہے وہ بھی ایک حد تک ظاہر ہو جائے گا۔

دہ مجلس کی زبان کو خالص دہلوی کہنا بھی صحیح نہیں۔ اس میں روزمرۂ دکن کا میل ہے مثلاً

"حضرت، فاطمہ کے گھر تشریف لاے اور حسن کو منگاے، گود لے، سیدھے کان میں اذان اور بائیں کان میں اقامت کہے۔ پھر پوچھے کہ نام اس کا کیا رکھا۔"[5]

خط کشیدہ فقرے قابلِ غور ہیں۔ یہ اندازِ بیان اور روزمرہ سوداؔ، شاہ رفیع الدین اور شاہ عبدالقادر دہلوی

---

[1] بینی زاؤن نے اسے غلطی سے ولی دکنی سمجھا ہے۔ دتاسی

[2] تاریخ ادبیات متذکرہ، دتاسی جلد اول ص ۲۰۹ حاشیہ (۱) ترجمہ حیدری

[3] معاصر حصہ ۲ ص ۱۰۰ سطر ۳

[4] داستانِ تاریخ اُردو۔ دوسرا ایڈیشن ص ۱۷

[5] دہ مجلس ورق ۱۷ الف

کی نثر میں نہیں ملتا جن کا زمانہ فضلی سے بہت دور نہیں لیکن دکن کی تصانیف میں اس کے بہت بعد تک موجود ہے۔ اسی بنا پر مولانا حامد حسن قادری کو اصرار ہے کہ فضلی دکنی الاصل تھے، اگرچہ "اس کے ساتھ یہ بھی ضرور ہے کہ فضلی دکن میں نہیں رہے"[۱]

فضلی کی نثر نے فارسی کا اثر قبول کیا ہے لیکن وہ اس کے حسن سے عاری ہے۔ اس کا اسلوب قدامت آمیز دشوار فہم اور کہیں کہیں پیچ دار اور مقفیٰ ہے۔ روانی اور شیرینی بہت کم ہے لیکن اگر فضلی کا یہ دعویٰ صحیح ہے کہ وہ اس "صنعت" کے "مخترع" ہیں تو ہمیں اس ابتدائی زمانے کی دقتوں پر نظر رکھنا چاہیے جب کہ نثر کا آفتاب طلوع نہیں ہوا تھا اور لوگ نوعروسِ نظم ہی کے خط و خال پر مٹے ہوئے تھے۔

اشپرنگر کے اِس نسخہ دہ مجلس کا کاتب نہایت خوش خط ہے۔ وہ اظہارِ ضمہ و کسرہ کے لیے "و" اور "ی" لاتا ہے جیسے چونکر (چُن کر)، اونکو (اُن کو) یا دیکھلانا (دکھلانا)۔ اس نے لفظ عام طور پر ملا کر لکھے ہیں جیسے ظلملی (ظلم کی)، "کے" کے بجائے "کہ" لکھا ہے۔ یاے معروف و مجہول اور ک گ میں امتیاز نہیں کیا۔ فضلی کی انشا کی ایک خصوصیت یہ بھی ہے کہ اس نے جمع میں اُردو کے حروفِ جمع بھی بڑھا دیے ہیں مثلاً عقلاؤں، بلغاؤں، احادیثوں، مصائبوں، "کو" کے بجائے "کوں" اور "سے" کے بجائے "سیتی" استعمال کیا ہے۔ ہم نے متن کی تیاری میں نسخہ اشپرنگر کے ان تمام امتیازاتِ املا و انشا کو برقرار رکھا ہے۔ صرف یاے معروف و مجہول اور ک گ کو موجودہ املا کے مطابق اور اسی طرح بعض مرکب الفاظ کو سہولت کے خیال سے علاحدہ علاحدہ لکھا ہے۔

دہ مجلس کا عکس مجھے ٹیوبن گن یونی ورسٹی سے ملا ہے۔ میں اِس عنایت کے لیے اس کے کتب خانہ کے مہتمم کا شکر گزار ہوں۔ متن اور فرہنگ کی تیاری میں پروفیسر ضیا احمد بدایونی، شفیع الرحمن صاحب اور میرے رفیق کار رشید حسن خاں صاحب نے بڑی مدد فرمائی ہے۔ میں ان حضرات کا بھی تہ دل سے ممنون ہوں۔

خواجہ احمد فاروقی

شعبۂ اُردو، دہلی یونی ورسٹی

جمعہ: ۲۴ مارچ ۱۹۶۱ء

---

[۱] داستان تاریخ اُردو، دوسرا ایڈیشن ص ۵۰

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الفاتحۃ الاولیٰ فی نعت محمد المصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

ہے درودِ خدائے لم یزلی — دم بہ دم بر نبی خفی و جلی
وہ نبی جس کے وصف میں لولاک — یعنی تجھ لیے بنائے سب افلاک
خاتم المرسلیں رسول بحق — سرِ حق اور مخبرِ اصدق
ایسا مخبر جس حق بشیر و نذیر — حق کلام اپنے میں کرے تقریر
ایسا مرسل کہ بارے پیغمبر — چاہتے اوس کی امت ہوئیں یکسر
ایسا مقبول کہ سب ملایکِ نور — اوس کے سجدے لیے ہوے مامور
جب کہ ہوئی آفرینشِ آدم — تب ہوا حکمِ خالق العالم
سب ملایک کریں اب اوس کوں سجود — سمجھو پس مومنو کہ یہ مقصود
کس کا تہا؟ تہا رسولِ امجد کا — خاتم المرسلیں محمد کا
حضرت آدم کی پاک پیشانی — تہی اوسی نور سے درخشانی
اوس سبب سب ملک کیے سجدہ — آدم آگے ملی اپس جبہہ
کنتُ نبیاً و الآدم اوس حق — قاب قوسین پر ہے اوس کا نسق
وصف یٰس اوس کی اور طاہا[1] — اور اسریٰ بعبدہٖ لیلا

ورق ۱ الف

---

[1] کذا۔ در اصل طٰہٰ

حاضراں پس یو با خضوع و خشوع — با ادب ہو کہ[1] اوس جناب رجوع

پڑہو سب مل با عتقادِ خاص

فاتحہ ہات اوٹھا کہ[1] با اخلاص

الفاتحۃ الثانی فی المنقبت ابن عم رسول صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم

ورق ۱ ب

بعد نعت نبی رسول اللہ — کہوں وصفِ علی ولی اللہ

وہ علی ولی کہ جس سر تاج — ہے سزاوار بل اتیٰ کا آج

اس کے حق میں ہے قل کفیٰ باللہ — مقصدِ اِنما یُرید اللہ

ساقی کوثر ہے وو روز نشور — و سقٰی رَبہم شراب طہور

نازل اوس حق ہوئی ہے نادِ علی — حلِ ہر مشکل ہے گی یادِ علی

شیر حق مظہر العجایب ہے — عون تک وو ہی فی النوایب ہے

کل ھم و غم سینجلی ہے — حلِ مشکل سبہوں کا نِت علی ہے

ہے وصی نبی ز روزِ الست — اور نبی کی متابعت میں مست

ابنِ عم نبی و خویش نبی — خانہ زادِ خدا علی ولی

نبی فرمائے اوس حق اِس مضمون — انت مِنّی بمنزل ھارون

ورق ۲ الف

اور فرمائے وال مَن والاہ — اوس آگے بولے عادِ من عاداہ

پھر کہے یہ اَنَا مدینۂ علم — و علی بابہا شہنشہ حلم

انا میزان حکمت و علی — بے شک و شبہہ ہے لسان اوس کی

اوس کے غالب ہوئے ہیں سب مغلوب — پس تم اے حاضراں بصدقِ قلوب

پڑہو سب مل با عتقاد خاص

فاتحہ ہات اوٹھا کہ[1] با اخلاص

---

[1] ، [2] ، [3] "کے" ہونا چاہیے۔

الفاتحۃ الثالث فی منقبت حضرت خیر النساءِ یعنی حضرت فاطمہ زہرا علیہا السلام

بعدِ توصیفِ ابن عمِ رسولؐ　　کہوں وصفِ بتول ہوئے مقبول
وہ بتولِ حزیں کہ جس کے یتیم　　ہیں گے حسنین واجب التعظیم
زوجۂ حضرت علیِؑ ولی　　بِضعۃ مِنّیِ اوس حق میں بولے نبیؐ
اوس کوں ایک دن گلے لگائے رہے　　مَن اَذاہا فقد اَذانی کہے
پہیر فرمائے اوس اگے باللہ　　من اَذانی فقد اذا اللہ　ورق ٢ ب
وہ پیمبر کی ہے ضیاء العین　　ڈکہ[1] کشیدہ ہے مادرِ حسنین
ہووے جس روز عرصۂ محشر　　وہ تو برہم کرے قضاء و قدر
سیدہے کاندہے پہ رکہہ حسنؑ کا کفن　　زہر آلودہ سبز چون گلشن
بائیں کاندہے پہ جامۂ شبیر　　لہو لوہان جو کیے ہیں سب بے پیر
سر پہ عمامۂ شہِ مرداں　　ہاتہہ میں اپنے باپؐ کے دنداں
پکڑ ایک ہاتہہ میں حسنؑ کا ہاتھہ　　دوسرے ہاتہہ حسینؑ کا ہیہات
قائمۂ عرشِ حق کا پکڑے جا　　کرے بچوں کے خون کا دعوا
جب بھرے آہ فاطمہؑ پیہم　　عرصۂ حشر تب ہووے برہم
دوکہہ[2] میں اپنے دوکہیوں[3] کے ہوے دوکہیا[4]　　صدق سوں اوس کی روح پر یک جا

پڑہو سب مل باعتقادِ خاص
فاتحہ ہات اوٹھا کرہ[5] با اخلاص　ورق ٣ الف

الفاتحۃ الرابع فی منقبت سبط محمد مصطفیٰ احسن المجتبیٰ علیہ السلام

طوطیِ سبزِ باغ و خلد وعدن　　زینتِ عرشِ کردگارِ حسنؑ

---

[1] دکھ　[2] دکھ　[3] دکھیوں　[4] دکھیا　[5] "کے" ہونا چاہیے۔

وہ حسن شہ سوار دوشِ نبیؐ — راحتِ جانِ فاطمہؑ و علیؑ
گلشنستان دین کا سروِ رواں — اور رسالت کے باغ کا ریحاں
گلِ سیرابِ باغِ مصطفوی — رونقِ بوستانِ مرتضوی
اوس کے تئیں جمع ہو کہ[۱] اہلِ جفا — دیے کئی بار زہر کر کہ[۲] دغا
آخر کار بے حیا اسما — لے کے[۳] الماس پیسہ بہول وفا
حق سے پکہہ دل منی نہ لا وسواس — اوس کے پانی بہتیر[۴] ملا الماس
پہری پہر اپنے گہر طرف ہو شاد — بوجہہ دل میں کہ آئی میری مراد
ییک پیو حضرت حسن وہ نیر — بوے بیہاتہہ[۵] پانی تہایا تیر
چہن گیا ہاے مجہ کلیجا سب — نکلنے لاگا وہ جگر کٹ تب
ہاے ہو ٹکڑے ایک سوستر — مونہہ سوں کٹ کٹ کہ نکلا شہ کا جگر
زہر الماس سے وو در صفا — افسر دین کا زمرد ہوا
سرو سرسبز سودۂ الماس — کیا جنت مقام تج وو لباس
اوس جگر پارہ پارہ کوں کر یاد — دل کوں اپنے بنا کہ[۶] غم آباد

پڑہو سب مل باعتقاد خاص
فاتحہ ہاتہہ اوٹھا کہ باخلاص

ورق ۳ ب

الفاتحۃ الخامس فی منقبت حضرت سید الشہدا خامس آل عبا علیہ السلام

سید العالمینؐ کا نور العین — مبتلائے بلا امام حسینؑ
حضرتِ فاطمہ کا لختِ جگر — مہرِ برجِ اسد شہِ بے سر
دلربائے خدیجتہ الکبرا — تشنہ لب شاہِ سید الشہدا

---

۱ "کے" ہونا چاہیے ۲ دراصل "کرکے" ۳ دراصل "لے کے" ۴ بہیتر

حسنؑ دیں پناہ کا بازو — جس کی چھاتی پہ شمر دہر زانو (ورق ۴ الف)
سر جدا تن سیتی کیا پل میں — دھڑ دیا ڈال لوتھون کے دَل میں
لالہ مُہرو نجف وہ لعل سا لال — لال ہوئی مجہ زباں کہ کیسا لال
لال لوہو میں اپنے لال ہوا — سیس اوس شہہ کا نیزے نال ہوا
بہائی اور بہانجے اور بھتیجے سب — بیٹے اور خویش سارے تشنہ لب
لے گیا ساتھہ اپنے اپنے حال — اوس کا واجب ہے تعزیہ ہر سال
مَن بکا کی حدیث ہے گی گواہ — اوس پہ رونے کوں از رسول اللہؐ
اوس پہ جو رووے دل کی رقت سوں — نہ رہے بے نصیب جنت سوں
اون کہا پانی وقت یاد کرو — پیاس میری وپہر درود پڑہو
جب دیوے دوکھہ تمہیں زمانہ بد — یاد مجہ دوکھہ کرو کہ ہے گا سند
سب کے دوکھہ پر پس اے محبان سب — یاد کر اوس کا دوکھہ بصدق ادب

پڑہو سب مل باعتقاد خاص
فاتحہ ہات اوٹھا کہ[۱] با اخلاص (ورق ۴ ب)

الفاتحۃ السادس فی منقبت ائمہ طاہرین صلوات اللہ علیہم اجمعین

نورِ آلِ نبیؐ و زینِ عباد — مرجعِ ساجدین پاک نژاد
بے بہا لعل کا وو دُرِ یتیم — صدفِ غم میں بحرِ دوکھہ کا مقیم
صابرِ رنجِ دشتِ کرب و بلا — خلف ابن علیؑ کا زینِ عبا
ہجرِ یوسف ز حضرتِ یعقوب — اوس اوپر کربلا میں ہے مقلوب
بچھڑا تہا اپنے باپ سے بیٹا — ہائے سجاد سے پدر بچھڑا
ہو گیا اوس کے رونے پر مغلوب — ہجرِ یوسف سوں گریۂ یعقوب

---

[۱] دراصل : کے۔

منقبت اوس کے فرزنداں کی سب — فضلی کرتا بیاں بصدقِ ادب
شمعِ بزمِ نبی شہ باقر — سب علومِ الٰہی کے ماہر
صادق القول حضرت صادق — صدق سے بولوں مصحفِ ناطق
کاظم الغیظ حضرت موسیٰ — عالی موسیٰ سیتی بطورِ دعا
ضامنِ عصیان فضلی کے برضا — بے شک ہیں حضرت امام رضا
دیں کے ایوان کے ہیں رکنِ ہشم — یعنی حضرت تقی، نقی ہیں دہم
ہیں محیطِ کرم بوجہِ حسن — حسن عسکری، امام زمن
مومناں بل کہ[1] بہرِ کسبِ نجات — ادخلوا الجنۃ کی لکھا کہ[2] برات

پڑھو سب مل باعتقادِ خاص
فاتحہ ہات اوٹھا کہ[3] باخلاص

الفاتحۃ السابع مع الثناء والمنقبت وتعجیل ظہور حضرت امام محمد المہدی علیہ السلام

قایم منتظر امام بحق — حجۃ اللہ و ہادیِ مطلق
مہدی دیں پناہ جس کا نام — عیسیٰ مریم کا ہے گا پیش امام
صاحبِ عندنا و حسن مآب — حکم رانِ یصلیٰ فی المحراب
صومعہ دار یذکرون اللہ — شہریار و فی سبیل اللہ
صاحب العصر و ہادی الایمان — ناصر الدین خلیفۃ الرحمٰن
واسطے اوس ظہور کے تعجیل — دینداراں عجالتہ بے ڈھیل

پڑھو سب مل باعتقادِ خاص
فاتحہ ہات اوٹھا کہ[4] باخلاص

---

[1] ، [2] ، [3] ، [4] - دراصل "کے"

الفاتحۃ الثمانیہ فی ثناء شہداء الکربلاء و فی المنقبت اسباط الشہداء علیہم السلام

بعد ایں اربع عشر نبیاں پر — سب شہیدان اور دلیاں پر
خاص کر وہ شہید کرب و بلا — فرزند اور خویشِ سید الشہدا
اولیں ہیں گے مسلم ابن عقیل — پہر دونو اوس کے چہوٹے بچے قتیل
سب سے پہلے کیے دو سیس فدا — شہِ مظلوم اوپر بہ دل کی رضا
پہر بڑے دونو بیٹے اوس کے آہ — بہائیوں باپ سنگ ہوے ہمراہ
بعد آں حرّ و اوس کا بہائی شہید — اور بیٹا غلام با امید ورق ۶ الف
بیٹے دونو یو بی بی زینب کے — ماموں پر ہو فدا عدن میں بسے
پہیر عبد اللہ عون اور جعفر — فضل و عباس علی دیں پرور
پہر کہ عبد اللہ قاسم ابن حسن — وہ ہی قاسم گیا جو چہوڑ دولہن
ایک پل بیچ گہر موں شادی رچا — ایک پل میں بنا وو مردہ بنا
پہر شہِ دین کے بچے یکسر — ہژدہ سالہ جواں علی اکبر
اصغرِ شیر خوارہ طفلِ صغیر — جن نے پانی پیا ز نوکِ تیر
سب مددگار اور سب اصحاب — کیے شہ پر جو جیو فدا بیتاب
اے محبان یک تن و یک من — یاد کر سر جدا بہتّر تن

پڑہو سب مل باعتقاد خاص
فاتحہ ہات اوٹہا کہ[1] با اخلاص

الفاتحۃ التاسع فی ثناء پادشاہ عالی درجات و انقضاء حوایج المومنین و المومنات ورق ۶ ب

بعد ازیں از برائے ظلِ الٰہ — بادشاہ بہادر محمد شاہ

---

[1] در اصل: کے۔

بادشاہت کے تخت پر قایم سلطنت بخش وہ رہے دایم
نت ظفریاب رہے وو بر اعدا اوس کے اعدا تمام ہوویں فنا
پھر برائے برآمدِ حاجات ان سبھوں کے جو حاضر ہیں ایک سات
شاہ مظلوم کے لیے روتے غم میں اس دوکھ کے سب خوشی کھوتے
دل میں ہر ایک حاجتیں رکھتا یا الٰہی وو حاجتیں بر لا
بہر خیر جمیع دین داراں مومنیں مومنات ابراراں
خاص ساداتِ عالی ذات تمام سیّدہ ہائے واجب الاکرام
دینِ برحق کی تقویت کے لیے رفع اعدائے دین لیے پہلے
پھیر خیرِ مسافراں کے لیے خاص کر سارے حاجیاں کے لیے
زایر خیر الامۃ کی خاطر زائران ائیمہ کی خاطر ورق ۷، الف
جو گئے ہیں گے سٹ سب اپنے وطن چھوڑ گہر زایران چودہ تن
پہونچیں وہ سب بہ منزل مقصود کر زیارات ہوویں جب محمود
آویں اوطان میں سلامت سب بہ طفیلِ شہِ عجم و عرب
ہیں جو یہاں مومنین اور سادات ہوئے نصیب اون کو زیارت عتبات
حاضر و غایب از نظر جو ہیں دور جن کے اسم اب نہیں ہیں دل میں حضور
اپنے جو دوست اپنے بیگانے غم شبیر جو یقیں جانے
پیر و استاد اور معلم سب ذی حق از بہر شاہ تشنہ لب
اون سبھوں کی یو مرحمت کے لیے والدیں کی یو مغفرت کے لیے
قرض سب کے ادا ہوویں یارب جو ہیں بیمار چنگے ہوویں سب
صالح اولاد اون کو ہووے عطا از طفیلِ شہید کرب و بلا
اُسرا مومنیں کے ہوویں خلاص ہوویں بحرِ نجات کے غوّاص
بانیٔ تعزیہ کی سب حاجات آویں بر اب اے قاضی الحاجات ورق ۷، ب
خاص وہ شخص صاحب التصنیف مرثیہ گوے شہ بصدق نظیف

نام اوس کا جو ہے گا فضل علی — اور تخلص کرے ہے وہ فضلی
ہے شرف اوس کے تئیں علی سے مدام — ہوئے عطا اوس کوں از طفیل امام
آبرو کل کائنات آگے — اور ایمان و علم دیں پاوے
اب حوائج وو اوس کے مشروعہ — آویں بر یا الٰہی مجموعہ
اور کسو کا نہ جگ میں ہوے محتاج — اوس کی بر لا الٰہی سب احتیاج
اوس کی مقبول ہو ویں سب طاعات — بطفیل ائیمہ برکات
خاتمہ اوس کا یا الٰہی بہ خیر — ہووے اور خلد کی نصیب ہوے سیر
گور اوس کی ہوئے کربلا کا بن — حشر میں ہوئیں شفیع چودہ تن
فاتحہ ان مطالبوں خاطر — جو پڑھے حاجت اوس کی آوے بر ورق ۸ الف

حاضراں مل کہ[۱] اس مطالب کوں
فاتحہ اب پڑھو دل و جاں سوں

تمت الفاتحہ بعون اللہ الملک الوہاب والیہ المرجع والماٰب والصلوٰۃ والسلام علی الحسین المظلوم وعترتہ المغموم

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الفاتحۃ الاولیٰ فی نعت حضرت محمد المصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

بہر ترویح روح پیغمبر — مصطفیٰ پیشوائے جن و بشر

---

۱ دراصل: کے۔

چشمۂ فیض انا اعطینا — جرعہ بخشِ شرابِ کا الکوثر
شاہبازِ مقام اَو اَدنیٰ — یکہ تازِ سپہرِ نیلو فر
۸ ب کنت نبیاً و الآدم مصداق — تاجِ لولاک جس کے سر اوپر
حکم سے جس کے رَدِّ شمس ہوا — اوس اشارے سیتی ہے شق قمر
حاضراں پس خلوصِ نیت سوں — با ادب اوس جناب عالی پر

پڑھو سب کر کہ[۱] ترک گفت وشنید
فاتحہ با سہ سورۂ توحید

الفاتحہ الثانی فی منقبت حضرت شاہ ولایت پناہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم

بہرِ ترویحِ روحِ مرتضوی — خانہ زادِ خدا علیؑ ولی
شیرِ حق شہوارِ بدر و اُحد — موردِ لافتیٰ و نادِ علی
راکب دوشِ احمدِ مرسل — نائب و ابنِ عَمّ خفیؔ و جلی
انت منی بمنزلہ ہارون — حق میں جس کے ہے حکمِ مصطفوی
اوسی کے حق میں وال من والاہ — عین واجب ہے سب پہ محبِّ علی
۹ الف حاضراں پس با اعتقاد تمام — با ادب اوس جناب پر یو سبھی

پڑھو سب کر کہ[۲] ترک گفت وشنید
فاتحہ با سہ سورۂ توحید

الفاتحہ الثالث فی منقبت بنت رسول خداؐ اعنی فاطمہ زہرا علیہا الف ثنا

بہرِ ترویحِ روحِ خیرِ نسا — دادخواہ و شفیعِ روزِ جزا

---

[۱]، [۲] دراصل "کے"۔

بنتِ احمدؐ و مادرِ حسنین — زوجۂ شہ سوارِ زورِ وغا
مصطفیٰ جس کوں بضعۃ منّی — من اذاہا اذانی فرمایا
منبعِ شرم و معدنِ عصمت — مظہرِ خلق و حلم و کانِ حیا
راضیہ مرضیہ زکیہ لقب — ساجدہ عابدہ جیبہ ثنا
حاضراں پس بصدقِ خاص الخاص — با ادب بر جنابِ خیرِ نسا

پڑھو سب کرکے[1] ترک گفت و شنید
فاتحہ باسہ سورۂ توحید (ورق ۹ ب)

الفاتحۃ الرابع فی منقبت نور العیون رسول خدا یعنی حضرت امام حسن المجتبیٰ علیہ السلام

بہرِ ترویحِ روحِ پاک حسنؑ — سروِ سرسبزِ باغِ خلد و عدن
گلشنستانِ دیں کا سروِ رواں — اور رسالت کے باغ کا ہے چمن
راکبِ دوشِ احمدِ مختار — حاملِ ظلم ہاد درد و محن
دل خراشیدۂ سمِ الماس — جگر آزردۂ زنِ پرفن
جب پیا ہاے سودۂ الماس — دلِ نازک گیا تب اوس کا بہ چھن
حاضراں پس بعین صدق و صفا — با ادب بر جناب حضرت حسنؑ

پڑھو سب کرکے[2] ترک گفت و شنید
فاتحہ باسہ سورۂ توحید

الفاتحۃ الخامس فی منقبت حضرت سید الشہدا خامس آلِ عبا علیہ السلام

بہر ترویح روحِ پاک حسینؑ — نورِ عینین سید الثقلین (ورق ۱۰ الف)

---

[1]، [2] در اصل کے

حضرتِ فاطمہ کا لختِ جگر　　دلبرِ شہ سوارِ بدر و حنین
تشنہ کام و شہیدِ کرب و بلا　　اوس کون ظالم نیٹ رکھے بے چین
مزرعِ آخرت کوں اس غم میں　　موماں پانی دو تم از بحرین
اوس پہ جو رووے دل کی رقت سے　　کرے حاصل دو نعمتِ کونین
حاضراں پس بقلبِ درد و الم　　با ادب اوس جناب اوپر پھر نین

پڑھو سب کرکہ[له] ترک گفت و شنید
فاتحہ با سہ سورۂ توحید

الفاتحہ السادس فی منقبت ائمۃ الطاہرین صلوات اللہ علیہم اجمعین

پھر ترویحِ روحِ زینِ عبا　　خلف الصدق سید الشہدا
دادے مانند باکی العینین　　صابر رنج دشت کرب و بلا
اوس کے بعد اوس کی آل اطہر پر　　جن کی واجب ہے فضلی سب پہ ثنا　　ورق ۱۰ ب
حضرت باقر حضرت جعفر ،　　بعد ازاں موسیٰ اور امام رضا
پھر جناب تقی نقی اوپر　　پھر حسن عسکری امام ہدا
حاضراں پس ہو یک دل و یک جان　　با ادب بر جناب ہر مولا

پڑھو سب کرکہ[له] ترک گفت و شنید
فاتحہ با سہ سورہ توحید

الفاتحہ السابع فی المنقبت و الدعای تعجیل ظہور موفور السرور حضرت صاحب الامر علیہ التحیۃ و الثناء

ازبرائے ظہورِ ہادیِ دیں　　حجت اللہ شاہ با تمکیں

له و عله۔ دراصل "کے"

مہدیِ دیں پناہ جس کا نام   عیسی مریم کا پیش امام مبیں
صاحب العصر و ہادی الایماں   قایم منتظر و ناصرِ دیں
حاضراں پس باتفاقِ تمام   باادب اوس ظہور لیے آمیں
پڑھو سب کرکہ[1] ترک گفت وشنید
فاتحہ باسہ سورہ توحید   ورق ۱۱ الف

الفاتحۃ الثمانیۃ فی المدح الانبیاء والاولیاء والشہداء الکربلا علیہم التحیۃ والثنا

بعدِ ترویج ایں چہاردہ نام   بہر ترویح انبیاے کرامؑ
پہر اونہوں کے سبھی وصیوں پر   پہیر جو گزرے اولیاے تمام
پہیر شہداے کربلا اوپر   جو لیے ہیں گے مرکہ[2] وہاں بسرام
مسلم اور اوس کے ہر چہار بچے   حُرّ و بہائی پسر سمیت غلام
شہ کے بیٹے بھتیجے اور بہائی   بہانجے اور صحابۂ عظام
حاضراں پس برائے کسب ثواب   بوجھ کر اون سبہوں کوں خلد مقام
پڑھو سب کرکہ[3] ترک گفت وشنید
فاتحہ باسہ سورہ توحید

الفاتحۃ التاسع فی الدعاء البادشاہ ارفع الدرجات ولقضاء حوایج المومنین والمومنات

باز بہر قیامِ ظلِّ الٰہ   بادشاہ بہادر محمد شاہ   ورق ۱۱ ب
بہر دفع اعادیِ اسلام   بہر حاجات مومنیں آں گگاہ

۱۔ ۲۔ ۳۔ دراصل "کے"

پہیر ان سارے حاضروں خاطر — صدق سے جو لیے ہیں ماتم شاہ
پہیر خیر مسافراں کے لیے — زایر و حاجیانِ بیت اللہ
پہیر حاجات فضلی کی خاطر — اوس کی حاجاتیں لاوے براللہ
حاضراں اپنی حاجتوں کے لیے — اور مصنف لیے براے الہ

پڑہو سب کرکہ[1] ترک گفت و شنید
فاتحہ باسہ سورۂ توحید

تمت الفواتح بالخیر

ورق ۱۲ الف

---

[1] دراصل: کے۔

رب یسّر و تمم بالخیر

اللہ کی اگر جو مدد شامل حال ہے　　　دیباچۂ کتاب کا دل موں خیال ہے

مطلع عنوان کتاب کریم

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

مخلوق کا سخن وو ہی اب بے زوال ہے　　　خالق کی حمد میں جو کہ وہ لایزال ہے

اے دل اول بگو تو بسم اللہ　　　کن ادا شکر نعمت اللہ

حمدِ بے غایت اور ثناے بے نہایت شایستۂ وسزاوار اوس کبریاے واجب الوجود کوں، کہ بزرگی صفاتِ کمال اوس کی کی درکِ افہام سے مبرّا ہے، اور لالی حمد و جوہرِ ثنا، تحفہ وار شایان اوس بادشاہِ عالی بارگاہ کوں، کہ کمال صفاتِ جلالؔ اوس کے کا احاطہ اوہام سے معرّا، عقل عقلاؤں کی درک کرنے ٭ ورق ۱۲ ب حقیقتِ ذات اور صفات اوس کی سے بیچ مضیقِ عجز و قصور کے، اور فہم بلغاؤں کے پاؤں نے بہید بلاغت اور فصاحتِ اعجازِ کلامِ مجید اوس کے سے بیچ مقامِ حیرت و فتور کے، ذات پاک اوس کی بیچ ہر جہت کے بہ حقیقت موجود ہے، اور حقیقت ہر موجود کی بیچ پرتوِ نورِ وجود اوس کے کے نابود۔

رباعی

اے ہستی تیری کا نورِ بر حق موجود　　　تجہ جود سے عرش و فرش آے بوجود

تجہ لطف اگر مدد نہ کرتا یارب　　　ہرگز نہ ہوتا آدمِ خاکی مسجود

ایسا خداوند کہ وصّافِ زبانِ فصیح ہر چند بیچ اوصاف میدان عزت اوس کی کے جواہرِ الفاظ چون کر بیچ رشتۂ بیان کے ایچے، عاقبت بعجز مقر ہو کر، بکلمۂ "لا احصیٰ ثناء علیک" بولے، اور کشّافِ بیانِ صحیح جیتا کہ بیچ شرح اصناف نہایت قدرت اس کی کے بڑھا کر عبارات سنجیدہ اور پریشانی ظہور کے ٭ ورق ۱۳ الف لاوے، بالآخر اپنی تقصیر پر مصر ہو کر زبان ساتھ حدیث، "انت کما اثنیت علی نفسک" کہولے۔

وہ کرے خاک سیتی صورت پاک — وہ کرے پہر خاک کے تیں خاک
وہ دیوے اور نکالے از دلِ سنگ — آتشِ لعل و لعل آتش رنگ

ایسا صبور بے ملال، اور ایسا شکورِ بے زوال، کہ عام ہیں عطیات اوس کے، اور مسرت بخش ہیں بلیات اوس کی، کتابِ کریم اور کلامِ لازم التکریم میں، گروہِ بلا رسیدگانِ میدانِ محبت اور محنت کشیدگانِ معرکۂ مشقت کوں اس خطاب دل نواز سے معزز اور سرافراز کیا۔ "ولنبلونکم بشیٔ من الخوفِ والجوعِ ونقصٍ من الاموال والانفس والثمرات"، پہر اون سے بعد وصول "اذا اصابتھم مصیبۃ، انا للہ وانا الیہ
راجعون کہلوایا اور اولئک علیھم صلوات من ربھم ورحمۃ واولئک ھم المھتدون سے مفتخر اور ورق ۱۳ ب
ممتاز کیا۔

جام محنت دو پیو نہ مارے دم — غیر راہِ وفا نہ رکھے قدم
جلے خوش ہوے کربلا میں چو عود — ہرگز اون سیتی بر نہ آیا دود

ایسا عزیز کہ جس کے تیں دوست رکھا، لشکر بلا کا اوس پر بہیجا، اور جس کے تیں محبوب جانا، شربت غم و عنا کا اوسے چکھایا، بموجب یحبھم ویحبونہ چاہنے والا، چاہنے والوں کا، اور موافق "وکان اللہ غفورا رحیما" بخشنے والا اور رحمت کرنے والا مومنوں کا، ایسا یکتا، کہ وحدہ لاشریک لہ، صفت اوس کی ہے، اور ایسا احد، کہ دلیل صمدیت اوس کی کی لم یلد ولم یولد ہے اور ایسا صمد، کہ شاہدِ احدیت اوس کی کا لم یکن لہ کفواً احد ہے، ایسا صانع کہ جب مشیتِ بے علت اوس کی نے بیچ تمشیتِ امورِ ایجاد و
تکوین کے تعلق پکڑی موافق نص کے اعطی کل شیٔ خلقہ ہر فردِ انواعِ ممکنات کوں ساتہہ خلعتِ لایق ورق ۱۴ الف
کے، خصوصیت دے کر، بدنِ نادرِ انسانی کوں، مطابقِ کلمۂ لقد خلقنا الانسان فی احسن تقویم بیچ خوب ترین صورت کے، کتمِ عدم سے، عالمِ وجود میں پہنچایا، اور تاجِ پر زیور، لقد کرمنا بنی آدم، سر پر معشرِ بشر رکہہ کر، خلعتِ با بہجت، وفضلناھم علی کثیر ممن خلقنا، اور قامتِ قابلیت اون کی کے پہنایا۔ بیت

زفضلش وجود از عدم شد پدید — زفیضش فضیلت بانساں رسید

ایسا دانا، کہ جب حدیث "انی اعلم مالا تعلمون" بیچ مجامعِ صوامعِ ملکوت کے شایع کی، تکلم کرنے والے "اتجعل فیھا من یفسد فیھا ویسفک الدماء" باتوں اپنیوں سے پشیمان ہو کر قدم بیچ راہِ عذر کے رکھے، اور جب شہرتِ "وعلم آدم الاسماء کلھا" بیچ بساطِ بسیط غبرا کے ڈالی، تسبیح کرنے والے نحن نسبح

بحمدك ونقدس لك، پیشانی پشیانی کی اوپر زمین بندگی کے گھس کر، زبان ساتھہ کلمۂ سبحانك لاعلم ٭ ورق ۱۴ ب
لنا الاما علمتنا کے کھولی۔ رباعی

جو کوئی کہ راہ معرفت چلتے ہیں — نت علم و ادب کا جزو وہ رکھتے ہیں
جب بات کمال اوس کے کی ہوتی شروع — سبحانك لاعلم لنا کہتے ہیں

ایسا بادشاہ، کہ جب لگ سلاطین نیچ درگاہ جلال اوس کی کے، از روے تضرع و زاری، زبانِ حال ساتھہ سوال، ایاك نستعین، کے نہ کھولیں، فرمانِ فرماں روائی اون کی کا، ساتھہ طغراے غراے، وَاللہ یوید بنصرہ من یشاء کے زینت نہ پاوے، او جب لگ خواقین نیچ میدان مملکت لایزال اوس کے کی پانو سکونتِ سلوکِ راہِ بندگی کا نہ رکھیں، آفتابِ فتح و ظفر کا مطلع وینصرك اللہ نصرا عزیزا کے سے، اوپر نشان شوکت اون کی کے روشنی اپنی نہ چمکاوے، توتی الملك من تشاء وتنزع الملك ممن تشاء وتعز من تشاء بیدك الخیر انك علی کل شئ قدیر۔ نظم ٭ ورق ۱۵ الف

خدایا توں ہی خالقِ انس و جان — تیرے حکم سے ملک و دیں تو امان
تجھے تاج دارانِ گردن فراز — کریں سجدہ از روے عجز و نیاز
آ گہی کہاں قدرتِ فہم و عقل — کرے وصف تجہ فضل کی جو کہ نقل
خصوصاً جو فضلی ہے بے عقل و فہم — کہاں اوس کوں قدرت کرے جو کہ نظم
بیاں تیری توحید کا سربسر — دویم نعت پیغمبرِ نام ور

تمت التوحید بعون اللہ الملك الوحید

پھر جو سخن کہ نکلے ہے مونہہ سیتی پے سخن — نعت رسولؐ میں وو سخن باکمال ہے
زینتِ بیتِ من از نعت پیمبرؐ باشد — سقف را مرتبہ از پہلوے خاتم بندست

وہ پیغمبرؐ، کہ ذات عالی شان اوس کی نشان مرحمتِ عالمیاں کا ہے، مختوم بہ خاتم نبوت۔ کلمہ کریمہ وما ارسلناك شاھدا و مبشرا و نذیرا شاہد اس مدعا کا، اور وہ عالی گوہر کہ وجودِ فایض الجود اوس کا مقصود ایجادِ عالم کن فکان کا ہے۔ منسوب بہ منصب رسالت، ٭ ورق ۱۵ ب
مرویہ صحیحہ لولاك لما خلقت الافلاك موید اس دعوا کا۔ ایسا مقدم کہ بموجب کلام معجز آئین کے

کنت نبیا و الادم بین الماء و الطین۔ پیش از پیدایشِ آسمان و زمین کے، علم ہدایت کا اور نشان عنایت کا پیچ صحن عالم قدس کے بلند کیا، اور ایسا مکرم، کہ جب تک اخترِ سعادت نور اوس کے نے اوپر اوس خاک کے کہ خمیر کی ہوئی یدِ قدرت کی تھی، پر تو نہ ڈالا، ہمائے بلند پرواز روحِ کثیر الفتوح نے اوس منزل شریف کو نشیمن عزت کا نہ کیا۔

ہوا ہر ذی نفس آگے یہ تحقیق — کہ مقصود اوس کا ہی ایجاد تہا بس

اعنی سید انبیا اور سید اصفیا، صدر صفۂ امکان کا، محرم خلوت خانۂ لامکان کا، عطر افروز
ورق ۱۶ الف محافلِ جانی، بخور اندوز مجامع روحانی، سلطان مساندِ رسالت کا، برہان مقاصدِ نبوت و جلالت کا، بادشاہِ عرش بارگاہ، خاتم انگشتِ ید اللہ، ترجمانِ اسرارِ غیبی، دیدہ کشائے استارِ لاریبی، نقطۂ پرکارِ احدیت کا، مرکز دایرۂ صمدیت کا، طغرائے مناشیرِ قدر و قضا، دیباچۂ دسایرِ خوف و رجا، محررِ تفاسیرِ معالمِ غیب و شہود کا مفسر اساطیرِ صحایفِ وجود کا، بزرگی دینے والا عسیٰ ان یبعثک مقاما محمودا کا راہ دیکھلانے والا شہودِ معراجِ ہو بالافق الاعلیٰ کا یکہ تازِ سبحان الذی اسریٰ بعبدہ لیلا شاہبازِ قربِ دنیٰ فتدلیٰ، صدر نشینِ محفلِ ذی قوۃ عند ذی العرش مکین، منبر گزینِ اقلیمِ دلکشائے مطاع ثم امین، مجموعہ مکارمِ انک لعلیٰ خلق عظیم کا، دانا رموزِ فوق کل ذی علم علیم کا، کماں دار مقام
ورق ۱۶ ب قاب قوسین او ادنیٰ، قادر اندازِ اعجازِ ما رمیت اذ رمیت ولکن اللہ رمی، مخصوص ان اللہ وملائکتہ یصلون علی النبی، مضمونِ السراج المنیر والدر البہی، سلطانِ سریرِ انا فتحنا لک فتحا مبینا، تخت گاہِ رضیت لکم الاسلام دینا، مشعل فروزِ قلوب بانوار اہتدیٰ، مالکِ ممالکِ اصطفیٰ، سرفرازِ بجنودِ لم تروھا، رحمۃ للعالمین، شفیع المذنبین، سید المرسلین، خاتم النبیین پیش ترین نقطۂ پرکار ہستی، بیش ترین لمعۂ انوارِ معرفت و خدا پرستی، طلیعۂ طباشیرِ صباحِ قدرت، سراجِ منیرِ شامِ صنعت و حکمت، فاتحۂ مصحفِ رسالت، خاتمۂ رسالتِ نبوت، سرجوشِ بادۂ فیضِ ازل، سردار فادہ عقول سے

چشمۂ فیضِ انا اعطینا — جرعہ بخشِ شرابِ کا الکوثر

مرجع ضمیر ہو اللہ الاکبر، کنوز الحقایق السرمدیہ، حفظہ رموز الاسرار الصمدیہ، مفاتح خزاین العلوم

الغیبیہ، مصابیح مکامن المعارف الدینیہ، مجالی شواہد التجلیات الاحدیہ، مرایای عرایس الاشراقات ٭ ورق ۱۱ الف
الالہیہ، ایسا پیغمبر کہ معجزات اوس کے تاقیامت ظاہر اور ایسا سرور کہ دین مبین اوس کا تا یوم
القیام دنیا پر دایر، ایسا بلند مقدار کہ شب معراج خطہ غبراے طارم خضرا پر پرواز کر، جناح
بخشش کا، گوشہ نشینانِ میدانِ قدس پر بہن کا، اور ایسا شاہ سوار کہ پہر اوس منزلِ پاک
سے عنانِ عزیمت پہیر، بہ ترتیبِ ساکنانِ مرکزِ دایرۂ خاک مشغول ہوا، ایسا راہ نورد کہ غبار
نعل براق اوس کے کا باتفاق تاج مفارقِ اشرافِ عالمِ علوی، اور ایسا جہاں گرد کہ
گردِ نعلین مبارک اوس کے کی بتحقیق سرمۂ دیدۂ بزرگانِ خاکدانِ سفلی، مصطفائی مکی، مجتبائے
مدنی، مہتداے قرشی، مقتداے ہاشمی

ہے زمیں پر قبلۂ افلاکیاں ٭ برفلک امیدگاہ خاکیاں ٭ ورق ۱۱ ب

یعنی رسول اللہ، حبیب اللہ، مرجعِ خیرانام، شفیعِ یوم القیام، احمد مجتبیٰ محمد مصطفےٰ
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

رسولِ امین امی مقتدا   سپہرِ شرف، مہرِ اوج ہدا
پناہِ عرب، بادشاہِ عجم   شفیعِ گناہِ جمیعِ الامم
وہی نور ہوا جب بر آدم نمود   فرشتے کیے اوس کے تیں تب سجود
رکہے اوس سے تہا نوح جب اختصاص   ہوا تب یو طوفاں سیتی خلاص
چہوٹے آگ سے اوس کے باعث خلیل   مسیحا کوں تہی اوس کے دم کی دلیل
اوسی کے لیے عرش و کرسی زمیں   اوسی کے لیے پیکِ روح الامیں
کسے ہے گی قدرت جو اوس کی ثنا   کرے ثبت کاغذ پہ با انتہا
دو جگ گر ہوئیں کاغذ ہوئیں دریا مداد   قلم سب شجر ہوویں تو بہی زیاد
ثنا اوس کی ہی فضلی نہیں کہہ سکے   اب آگے شہِ اولیا کی کہے ٭ ورق ۱۲ الف

تمت نعتِ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

پہر جو سخن بہ منقبتِ شاہِ اولیا   موزوں ہوا سو وہ سخن عالی خیال ہے
منقبت اوس کی کہوں ہے گا جو ہم نامِ خلیل   جس کا شاگردِ پسندیدہ کہا یا جبریل

وہ شاہِ اولیا کہ سردفتر ہے مخلوقات کا، اور شیرازہ صحیفہ ممکنات کا، دُرِ درجِ لافتیٰ، بدرِ برجِ ہل اتیٰ،
برادر محمد مصطفیٰ، خانہ زادِ خدا، تاجدارِ انبیا، رازدارِ کبریا، واقفِ مواقفِ ناسوت و ملکوت، عارفِ
معارف لاہوت و جبروت، مظہرِ اسرارِ ولایت و نبوت کا، مصدر آثارِ فتوت و مروت کا،
خورشید سپہرِ امامت کا، جمشید سریرِ کرامت کا، دیباچہ مخزنِ رسالت کا، خاتمہ مصحفِ وصایت
کا، قوت ناطقہ فصاحت کا، زورِ سرپنجہ شجاعت کا، روشنی اخترِ ایمان، عزت پیشانیِ عرفان
قاضی محکمہ قضا و قدر، قاسم طوبا و سقر، صاحب بہید سید البشر، خداوند[۱] شمشیرِ دوسر، سزاوارِ ورق ۱۸ ب
ندائے مصرع لافتیٰ الا علی لا سیف الا ذوالفقار، سربلندِ خطابِ حیدرِ صفدرِ نامدار، رافعِ
فجار، دافعِ اشرار، قاتلِ کفار، کرارِ غیر فرار، منشیِ احکامِ خدا، گوہرِ تاجِ انما یرید اللہ لیذهب
عنکم الرجس اهل البیت و یطهرکم تطهیرا، حلہ پوشِ قل کفیٰ باللہ شهیدا، برگزیدہ انما ولیکم
اللہ و رسوله والذین آمنوا الذین یقیمون الصلوة و یؤتون الزکوة، اور پسندیدہ ان الذین
آمنوا و عملوا الصالحات، لائقِ من کنت مولاہ فعلی مولاہ، صادقِ اللهم وال من والاہ
وعاد من عاداہ، جانبازِ ومن الناس من یشری نفسه ابتغاء مرضات اللہ، اور
سرافرازِ اجعلتم سقایة الحاج و عمارة المسجد الحرام کمن آمن باللہ والیوم الآخر وجاهد
فی سبیل اللہ، مقتدا اور پیشوا جمیع مومنین و مومنات و مسلمین مسلمات کا، ساقیِ روز عرصات کا و ورق ۱۹ الف
سقیهم ربهم شرابا طهورا، علمدارِ واذا رایت نعیما و ملکا کبیرا، رازدارِ ویطعمون
الطعام علی حبه مسکینا و یتیما و اسیرا، سزاوارِ عنایتِ قل لا اسئلکم علیه اجرا الا المودة
فی القربیٰ، مخصوصِ انا ارسلنا الیکم نورا مبینا، قافلہ سالارِ انا مدینة العلم و علی بابها،
نامدارِ انا میزان الحکمة و علی لسانها، خطیب منبر سلونی کا، وارث مرتبہ ہارونی کا، مخاطب
بخطابِ انت منی بمنزلة هارون من موسیٰ مفتخر بافتخارِ انی جاعلک للناس اماما، استاد
جبریل، ہمنام ربِ جلیل، تخم مزرعہ مناقب و مفاخر، مفہوم ہو الاول و الآخر، جان نثارِ رسول،
زوجِ بتول، گوشہ نشین روز سقیفہ، مخصوصِ انا جعلناک خلیفہ، ثانی اثنین مرج البحرین کا، چلہ
کمانِ قاب قوسین کا، ناصدق[۲] ان من شیعته لابراہیم کا، موردِ ہو العلی العظیم کا، کرسی نشینِ رفعناہ ورق ۱۹ ب

۱؎ نخ میں "خواوند" ۲؎ نخ میں "باصدق"

مکاناعلیا، ناموروِلم نجعل لہ من قبل سمیا، معزز رقم یا اباتراب، منصوص وعندہ علم الکتاب، منشاءِ نزولِ رضیت لکم الاسلام دنیا، مخبرِ صادق لوکشف الغطاء ماازددت یقینا، یکہ تازِ معرکۂ نقاتل علی تاویل القران، متمکن بساطِ امتحن اللّٰہ قلبہ بالایمان، شہ سوارِ دوشِ پیغمبرؐ، کنندۂ درِ خیبر، کشندۂ عمرو وعنتر، بابِ شبیرؑ و شبرؑ، علی خیر البشر ومن ابی فقد کفر، امامِ برحق، وصیِ مطلق، اباالحسنین اور اباالریحانتین، مصلی القبلتین، امام اہل المشرقین و المغربین، سیدالکونین اور ہادی الخافقین، یداللّٰہ، قدرت اللّٰہ، سیفۃ اللّٰہ، سید اوصیا، سرور انقیا، فریادرسِ روزِ جزا، یعنی زوج فاطمہ زہراؑ [1] ابنِ عمِ محمد مصطفیٰ اعنی اسداللّٰہ الغالب، غالب کل غالب، مظہر العجایب ومظہر الغرایب، شگوفۂ باغ ابوطالب، مطلوب کل طالب، شہاب اللّٰہ الثاقب، ہزبرالسالب، فارس المشارق والمغارب، سیدالوصیین ویعسوب المسلمین افتخارِ اولین والآخرین امیرالمومنین علی ابن ابی طالب علیہ الصلوٰۃ والسلام ⁂ ورق ۲۰ الف

رہبرِ دیں اور امام الاولین ساقیِ کوثر امیر المومنین
اوس کتاب وصف میں بحروں کی نیر نہیں ہے کافی جو محبان دبیر
کرکہ ترا اوس پانی سے اونگلی شتاب جو کریں سب اوس کے ورقوں کا حساب
وصف اوس کے کی نہیں ہے انتہا لاتعد لاتحصی ہے اوس کی ثنا
کس کی قدرت جو ثنا اوس کی کہے یا ثنا خاتونِ جنتؓ کی لکھے ⁂ ورق ۲۰ ب

تمت المنقبت حضرت شاہ ولایت پناہ علیہ السلام

پہر منقبت بتول کی کہنی بصدقِ دل بیشک رضاے احمدؐ اور ذوالجلال ہے

وہ خاتونِ جنت کہ سیدۃ النساء العالمین ہے اور زوجۂ حضرت امیرالمومنین ہے، بنتِ خاص رسولِ خدا، نورِ دوچشمِ خدیجۃ الکبریٰ، شفیعۂ روزِ جزا، حبیبۂ حبیبِ خدا، ام الکتاب قران جلالت وہدایت کی، سورۂ مریم مصحف رسالت ونبوت کی، مسجۂ پنجۂ یداللّٰہ، عابدۂ صومعۂ عرش اشتباہ، معدن جواہر قدسیہ، حوارئ انسیہ، مرات انوار نامتناہی کی، صورت علیۂ الٰہی کی، آبروے دریاے طہارت، شمع فانوسِ پردۂ عصمت، قوتِ مدرکۂ دستِ تقدیر، منبعِ

---

[1] دراصل: کے

ق ۲۱ الف چشمۂ آیۂ تطہیر، کدبانو کارخانہ ایجاد کی، مرشدہ طریقۂ صلاح و سداد کی، مخزنِ علم لدنی، مصداقِ الفاطمۃ بضعۃ منی، محمل نشینِ اشارۂ ناقۃ اللہ و سقیاھا، موردِ اذانی من اذاھا، گنج نامۂ اسرارِ کنزاً مخفیاً، رازدارِ اذ نادیٰ ربہ نداءً خفیا، مخاطب بخطابِ ارجعی الی ربک راضیۃ مرضیہ، زہرۃ الریاض من شجرۃ مبارکۃ زیتونۃ لاشرقیۃ ولاغربیۃ، مشکوۃِ چراغِ اللہ نور السمٰوات، محفل افروزِ الباقیات الصالحات، سرمہ کشِ ما زاغ البصر وما طغیٰ، معراجِ آرزوے سبحان الذی اسریٰ، منصوصِ نفطم شیعتہا من النار، قاسمۂ جنات تجری من تحتہا الانہار، سیدۃ الجلیلہ، کریمۃ النبیلہ، مکروبہ العلیلۃ، مظلومۃ الزاکیۃ، معصومہ التقیۃ ذات الاخزانۃ الطویلہ فی المدۃ القلیلہ، محدثۃ العلیمۃ، مطہرۃ النقیۃ، صالحہ زماں، عفیفہ جہاں، مخدومۂ جناں، معصومۂ آخرالزماں، دادخواہِ روزِ محشر، برہم کنِ قضا و قدر، نورالعینین ق ۲۱ ب
خاتم المرسلین، مالکۂ یوم الدین، زوجۂ خیرالامۃ، ام الائمۃ، بنتِ سید الثقلین، والدۃ الحسنین، فریادرسِ محبان، دردکشیدۂ ہر دو یتیمان، البتول العذرا اعنی فاطمۃ الزہرا صلی اللہ علیہا و علی ابیہا و علی بعلہا و نبیہا

بیت

عصمتِ دیں تاج دارِ ہر نسا   جگ کی زینت حضرت خیر النسا
اوس کے گیارہ[۱] اخترِ روشن چو نور   پے بہ پے سب نے کیا ہے گا ظہور
کہنے مناقب احمد عشر کو کیا   روحِ روان فضلی کانت اشتغال ہے

وہ گیارہ[۲] اخترِ روشن کہ ہر یک برجِ اسد امامت ہیں مانند مہرِ منیر کے ہے، اور روشنی مہرِ منورِ بدرِ انوار اوس پر توِ ضیا آگے مثال عشرِ عشیر کے۔ پس درودِ نامعدود سزاوارِ ان یازدہ اخترِ سپہرِ رسالت کہ جن کے نورِ محبت سے قنادیل دلہاے محبان روشنی بخشِ زمین و آسماں، اور شعشۂ خورشید ورق ۲۲ الف
محبت اون کی سے بمقتضاے سیماھم فی وجوھھم من اثر السجود، صبحِ صادقِ یقین و ایمان پیشانی شیعیان سے نمایان، خصوصاً سعدینِ آسمانِ رسالت اور قطبینِ فلکِ امامت، دو دستِ قدرت، دو چشم الوہیت، دو ابروے پیشانیِ سروری، دو بازوے نعت پیغمبری، دو گواہِ عادلِ

۱؎ ۲؎ م۔ گیارہ

توحیدِ یزداں، دوعدلینِ نسخِ انتظامِ جہاں، دو کفۂ میزانِ عدالت، دو دمِ شمشیرِ شجاعت، دو رکعت نمازِ صبحِ تجلّیِ ذات، موذتینِ قرانِ نجات، دو مصرعِ دیوانِ کبریا، دو پارۂ قمرِ آسمانِ اصطفیٰ، دو گوشوارۂ عرشِ اعظم شہادتینِ مجسّم، قرینۂ موسیٰ و ہارون، فاضل تر از یوشع و شمعون، دو صدر نشینِ سینۂ رسولؐ، دو پارہ عقیقِ جگرِ بتول، دو گل باغِ بہارِ ریحانتانِ من الدنیا، دو برگزیدۂ اللّٰہم انی ب ورق ۲۲
احبہما تکرارِ رب المشرقین و المغربین، دو خانۂ کمانِ قاب قوسین، دو گوہرِ بحرِ یخرج منہما اللؤلؤ و المرجان، دو مخصوص بحدیثِ سبطان، دو یکہ تازِ نعم الفارسان من الاسباط، دو مہتدی آیت ہدینا ہما الصراط، دو مامورِ طہرا بیتی للطایفین و العاکفین، دو دانشورِ آتینا ہما الکتاب المستبین، دو داعی ربنا اجعلنا مسلمین، دو ما صدقِ انی ترکت فیکم الثقلین، دو مخاطب بخطاب قد اجیبت دعوتکما فاستقیما دو تائید یافتۂ لاتخافا انی معکما، دو پنجہ درِ عالمِ حقیقتِ بین الاصبعین من اصابع الرحمن، دو صاحب دستگاہ وسعت آبادِ مجازِ بل یداہ مبسوطتان المظلومان فی دار الجنۃ سیدا شباب اہل الجنۃ ابی محمدؑ الحسن المجتبیٰ والامام المرتجی سبط المصطفیٰؐ وابن المرتضیٰؑ علم الہدیٰ العالم الرفیع ذی الحسب المنیع ب ورق ۲۳
الشفیع المقتول بسم النقیع والمدفون بارض البقیع وابی عبداللہ الحسین سبط رسول الثقلین، نور العینینِ شہسوارِ بدر و حنین، المقتول الشہید المحنۃ والکرب والبلا، المظلوم والمذبوح بجفا الیزید الپلید والمدفون بارضِ کربلا علیہما الصلوٰۃ والسلام والتحیۃ والثنا۔

باقی ائمۂ اطہار، وصیہائے برحقِ احمد مختار، جگر گوشۂ حیدرِ کرار، کرسی نشینِ بارگاہِ عزت کے، بلند مرتبہ عرشِ رفعت کے، نفوسِ فلکِ اعتلا کے، عقولِ عالمِ کبریا کے، اسماءِ حسنیٰ ایزدِ متعال کے، دررِ بحرِ زخارِ جلال کے، مقاماتِ عارفین منازلِ صدق و یقین، سلکِ لعلِ سرخروئی شہادت، سلسلۃ الذہب پاکی طینت، گلستانِ رسالت کے ریحانِ زکی، اور بوستانِ امامت کے سروِ سہی، گوہرِ ب ورق ۲۳
تاجِ ولایت و نبوت کے، مصدرِ معراجِ فتوت و مروت کے، ہادیانِ راہِ ہدایت، قاضیانِ صدرِ عدالت، منتظرِ وعدۂ انہم لہم المنصورون، مبشرانِ جندنا لہم الغالبون، متمکن بساطِ فی جنات النعیم علی سرر متقابلین کے، نظارہ کرنے والے عندہم قاصرات الطرف عین کے، والی ولایت جعلنا ہم ائمۃ یہدون بامرنا، مالکِ ملکِ والدار الاخرۃ خیر و ابقیٰ، مخبرانِ وعد اللہ الذین امنو و عملوا الصالحات لیستخلفنہم، مقربِ بارگاہِ اللہ معکم اینما کنتم، مخصوصانِ سلام و تحیۃ اولئک ہم

خیر البریہ، اعنی حضرت سید الساجدین زین العابدین، شمس النہار المستغفرین، والقمر لیلۃ المتہجدین، علیہ الصلوٰۃ والسلام، اور حضرت امام محمد الباقر الطاہر، بحر الزاخر، و بدر الباہر و النجم الزاہر علیہ الصلوٰۃ والسلام ورق ۲۴ الف
اور حضرت امام جعفر الصادق الصدیق، الامام الوثیق، والحلیم الشفیق، ساقی شیعۃ من شراب الرحیق علیہ الصلوٰۃ والسلام، اور حضرت امام موسیٰ الکاظم، سید الکریم، سمی الکلیم، علیہ الصلوٰۃ والسلام اور حضرت امام علی موسیٰ الرضا، سید المعصوم والامام المظلوم والغریب المغموم والشہید المسموم علیہ الصلوٰۃ والسلام اور حضرت امام محمد تقی الجواد، العالم باسرار المبدا، والمعاد، مناص المحبین یوم التناد الموصوف بالسداد والمعروف بالارشاد، علیہ الصلوٰۃ والسلام، اور حضرت امام علی النقی الفاضل الکامل الباذل والغیث الہاطل علیہ الصلوٰۃ والسلام، اور حضرت امام حسن العسکری المرتجیٰ نور حدقۃ المصطفیٰ و نور حدقۃ المرتضیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام اور حضرت امام محمد المہدی الہادی ورق ۲۴ ب
صاحب العصر والزمان، قاطع البرہان، وامین الدیان، خلیفۃ الرحمٰن، سید الانس والجان نائب مناب پیغمبرؐ، امام ثانی عشر، صلوٰۃ اللہ وسلامہ علیہم وعلی آبائہم اجمعین الی یوم الدین، اللہم ہولاء ائمتی وسادتی وقادتی بہم اتولی ومن اعدائہم ابترا، اللہم وال من والاہم وعاد من عادیہم وانصر من نصرہم واخذل من خذلہم والعن علی من ظلمہم واہلک عدوہم من الجن والانس من الاولین والآخرین، اللہم زدنا حبہم وارزقنا شفاعتہم واحشرنا معہم وفی زمرتہم تحت لوائہم بفضلک وجودک واحسانک ورحمتک یا ارحم الراحمین

تمت المناقب ائمہ طاہرین صلوٰۃ اللہ وسلامہم اجمعین

پھر یہاں سینی دعائیہ از بہر آں ظہور سب کفر جس ظہور سیتی پائمال ہے ورق ۲۵ الف

تحفۂ دعا و ہدیۂ ثنا بہر تعجیل ظہور موفور السرور صاحب الدعوۃ النبویہ والصولۃ الحیدریہ والعصمت الفاطمیہ والحلم الحسنیۃ والشجاعۃ الحسینیۃ والعباد السجادیۃ والآثار الجعفریۃ، والعلوم الکاظمیۃ والحجج الرضویۃ، والجود التقویۃ والنقاوۃ النقویۃ والہیبۃ العسکریۃ امام منتظر، خاتم اثنا عشر کمال قدرت ملک جبار، ہمنام احمد مختار، زبیندۂ انواع لحوظ، حافظ لوح محفوظ، متصف بصفت خدا ظاہر در پردۂ خفا، صورت قرب احمدیؐ، معنی حقیقت محمدیؐ، وارث مرتبۂ امیر المومنین، مقتدائے اولین و آخرین، امام سجۂ دور زمان کا، عنوان صحیفۂ ایمان کا، مقرب بارگاہ انی لہ عندنا لزلفی و

حسن مآب، برپادارندۂ شرط و شروط وہو قایم یصلی فی المحراب، سر حلقۂ صومعہ داران یذکرون ورق ۲۵
اللہ قیاماً، شہریار کشورِ انی جاعلک للناس اماماً، زبان دانِ ویکلم الناس فی المہد وکہلاومن الصالحین
کا، صاحب جمال وجیہاً فی الدنیا والآخرۃ ومن المقربین کا، بیعت ستان لہ اسلم من فی السموات
والارض طوعاً وکرہاً والیہ ترجعون کا، لشکرکش اولئک ضرب اللہ الا ان حزب اللہ ہم المفلحون
کا، منذر ارایتم ان اصبح ماءکم غوراً، منصوص یملأ الارض عدلاً بعد ما ملئت ظلماً وجوراً، امین الدیان
صاحب الزمان صلوۃ اللہ الملک العلام

علیہ وعلی اباۂ الکرام — پڑھ سورۂ اخلاص سہ وفاتحہ تمام
جلد کر اب ظہور یا مولا — شاد کر دل اپس غلاموں کا
تیرا دیدار دیکھہ ہوویں شاد — دین حق سیتی سب جگ ہوئے آباد
فضل اپنے کی مشکلیں آساں — جلد کر یا خلیفۃ الرحمٰن ورق ۲۶

تصنیف جو کرے کوئی کچہہ جس کے دور میں — اوس کا بہی اوس مین نام لے آنا کمال ہے

گلدستۂ دعا لایق وسزاوار اوس بادشاہِ عالی بارگاہ کے اور دوحۂ ثنا پیش کش اوس
خسرو جم جاہ خلایق پناہ کے کہ جس کے عدل دوران اور معدلت زمان میں یہ نسخہ محمودہ تصنیف ہوا
اور یہ رسالہ مسعودہ تالیف - ابیات -

یہ ترجمہ فارسی کا ہندی — از فہم و ذکاے ہوشمندی
ناواقفوں کا یوں واقف ہونا — اور ہوئے کہ واقف اوس پہ رونا
اوس کوں بہی یہ شرح اوتبا کا — ہوتا ہے ثواب اوس بجا کا

ایسا بادشاہ سلطنت پناہ کہ زمام ایالت وسرفرازی اور عنان عدالت وبندہ نوازی
بیچ ملک ہندوستان کے کف کفایت اور قبضہ درایت اوس کے میں آئی اور طلیعۂ سپاہ اوس کی
نے جس طرف منہہ دکہلایا، صبح اقبال مطلع امانی وامال سے طالع ہو مونہہ دکہلاے اور جناح ورق ۲۶
ہما شوکت اوس کے نے جس ملک پر کہ سایہ کیا آفتاب فتح وظفر کا سپہر اقتدار سے لامع ہوا۔ عدل
کامل اوس کا کافی تمہید مبانی دین ودولت کا، دستِ باذل اوس کا ضامن تشئید قواعدِ ملک وملت کا،

آفتاب بے زوالِ سپہر جہاں بانی وجہاں داری، بدرکمال فلک کامرانی وکامگاری، مظہر اصناف الطاف الٰہی، مقرب بارگاہِ عالم پناہ شاہی، انیس الدولۃ والہیبۃ الباہرہ، جلیس الحضرۃ والعلۃ القاہرہ، تمثیل فرمانِ انّ اللہ یامرکم بالعدل والاحسان، المؤید بتائید اللہ المستعان والمؤید من السماو والمظفر علی الاعداء، امین المملکت والولایت، معین السلطنت والخلافۃ، شایستہ مسند سلطانی، زینت رتبہ گورگانی، شرف دودمان تیمور، ابوالمظفر والمنصور السلطان ابن السلطان والخاقان ابن الخاقان ورق ۲۷ الف
شاہنشاہ سپہر بارگاہ، جم جاہ، سکندر سپاہ، روشن اختر، ثریا لشکر، داراشوکت، فریدون فر، غرہ ناصیہ سرفرازی محمد شاہ پادشاہ غازی ادام اقبالہ و دوام اجلالہ، اللّٰہم متع المسلمین بطول بقایہ و حیاتہ وضاعف ثواب جمیل حسناتہ وارفع درجۃ اولیائہ، ودمر علی اعدایہ، اللّٰہم امن بلدہ واحفظ ولدہ وایدہ المولی علی اعدایہ وشماتتہ۔ ابیات

محمد شاہ شاہ عدل گستر ۔۔۔ کمینہ چاکرش دارا سکندر
ہے عدل اوس کے سیتی آفاق معمور ۔۔۔ ہوا ظلم وستم اوس دور سے دور
سراپا زیبِ تختِ کامرانی ۔۔۔ باو زیبا شدہ صاحبقرانی
سپہر سلطنت کا مہرِ انور ۔۔۔ خلافت کے فلک کا روشن اختر
الٰہی تا جہاں پایندہ بادا ۔۔۔ براورنگِ شہی زیبندہ یادا ورق ۲۷ ب

تمت الثناء والدعا بادشاہ جہاں پناہ دام سلطنتہ

مشکیں رقم قلم کا یو توحید ونعت بعد ۔۔۔ باعث کتاب کہنے کا لکھنا خیال ہے

اوپر ضمیر منیر عارفانِ معارفِ سخن سازی کے اور اوپر خاطر خطیر واقفان مواقفِ نکتہ پردازی کے، پوشیدہ وپنہاں نہ رہے کہ ناظم ان عقود شاہوار کا اور راقم ان حروفِ دُر رنثار کا بندۂ نفیر اور ذرۂ حقیر، قلیل البضاعت، بے استطاعت، خادم خادمانِ حضرت اباعبداللہ الحسین علیہ الصلوٰۃ والسلام کا، المسمی بفضل علی والمتخلص بہ فضلی، رب یسر علیہ کل تعسر، حق تعالےٰ بخشے اوس کے گناہوں کوں اور پوشیدہ کرے اوس کے عیبوں کوں، کہ خوشہ چین سب سخن فہموں کے کہلیان کا ہے، اور ریزہ خور سب سخن سنجوں کے دسترخوان کا، ساتہہ حسب مناسبت ازلی کے بلکہ محض ارادتِ لم یزلی سے، ابتدائے سنِ رشد اور تمیز سے تااب لگ کہ سن عزیز اوس کے تے ورق ۲۸ الف

حدود عشرین سے دو تین منزل تجاوز کیا ہے، ہمیشہ صحیح کرنے روایتوں آثار حضرت امام حسین علیہ السلام کی ہیں، اور تصریح کرنے حکایتوں اخبار حضرت امام حسین علیہ السلام کی ہیں مائل و راغب رہتا تھا اور رہتا ہی بعد از واقف ہونے سب احوال شہادت آل جگر گوشہ ہائے رسول خدا صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کے سے۔

اب ساتھہ زبانِ نیاز اور لسان آغاز کے در خدمتِ برادران ایمانی عرض کرتا ہے کہ اوپر رائے معنی آرائے اربابِ فطنت اور احباب مکنت کے مخفی اور محتجب نہ رہے کہ سببِ تالیف اس مجموعۂ محمودہ کا، اور باعثِ تصنیف اس نسخۂ مسعودہ کا کہ ہر حرف اس کا ایک گلدستہ بوستانِ ولایت کا ہے، اور ہر صفحہ اس کا ایک گلشن گلستانِ امامت کا، ہر سطر نثر اس کے کی شاہ راہ وادی ہدایت کی ہے، اور ہر بیتِ نظم اوس کے کی بادشاہ سریر شہادت کی۔ مہذب کیا ہوا اخباراتِ شہادات ریحانیتن گلشتنان مصطفوی کی سے اور مرتب کیا ہوا اثاراتِ حکایاتِ نور العینین دربستان مرتضوی کی سے موسوم بہ **کربل کتھا** اس سبب ہوا کہ قبلۂ حقیقی اور کعبۂ تحقیقی میر انواب مستطاب، معلی القاب، شرافت مآب، نجابت نصاب، خورشید جناب، ہلال رکاب، امارت مرتبت، شجاعت منزلت، سخاوت مکرمت۔ نظم۔ ورق ۲۸ ب

وجودش در دریاے فضایل ۔۔۔ کفش گوہر فشاں بر فرقِ سایل
سپہرِ جود را خورشید انور ۔۔۔ بہ باغِ فضل سروِ سایہ گستر ورق ۲۹ الف
امینِ دولت و خانِ زمانہ ۔۔۔ بحسن خلق درعالم فسانہ
افاضل پرورِ عالی مناصب ۔۔۔ فضیلت گستر وافر مناقب
مساند زیب فضل و عز و تمکیں ۔۔۔ مقاصد بخش ارباب مساکیں

اعنی نواب بابا امام نواب شرف علی خاں، سلمہ اللہ الملک المنان۔ شرف قدرہ و شرح صدرہ۔

شرف کوں قدر اس کی سے شرافت ۔۔۔ علی کی اوس کے اوپر نت عنایت

غلام بے مقدار چہاردہ معصوم رہ نما کا، اور نعرہ بردار سید الشہداے کربلا کا، کہ حق تعالےٰ تصدق سرِ ناحق بریدہ امام حسین مظلوم کے اوسے ایمان عطا کرے، اور سایہ بلند پایہ اوس

غلام دوازدہ امام کا مجھ عاصی رہی کے سر پر سلامت رکھے۔ ہر سال تعزیہ حضرت ابا عبد اللہ الحسین
علیہ الصلوۃ والسلام کا بہ خلوص نیت اندرون محل مخفیؔ بہ موجب حدیث شریف کہ التقیۃ دینی ودین ٭ورق ۲۹ ب
آبائی والتقیۃ جنۃ، بوجہ احسن بجالاتا تہا۔ اور بندۂ حقیر، پُر تقصیر حسب الارشاد اوس قبلہ گاہ کے
خلص روضۃ الشہدا کا کہ سب نکتہ سنجانِ مناقبِ شاہِ لافتیٰ نے اور سب دقیقہ فہمانِ مصائبِ
سید الشہدا نے واقعہ شہادت شاہ کربلا کا اوس میں لکہا ہے، سونا تا تہا لیکن معانی اوس کے
نسا، عوات کی سمجھ میں نہ آتے تہے، اور فقراتِ پُر سوز و گداز اوس کتاب مذکورہ کے بسبب لغات
فارسی اون کوں نہ رلاتے تہے۔ اکثر اوقات بعد کتاب خوانیؔ کے سب یہ مذکور کرتے کہ صد حیف
و صد ہزار افسوس جو ہم کم نصیب عبارت فارسی نہیں سمجھتے اور رونے کے ثواب سے بے نصیب رہتے
ایسا کوئی صاحب شعور ہووے کہ کسی طرح من وعنؔ ہمیں سمجھا دے اور ہم سے بے سمجھوں کوں سمجھا کر ٭ورق ۳۰ الف
رلاوے۔ مجہ احقر کی خاطر میں گذرا کہ اگر ترجمہ اس کتاب کا بہ رنگینی عبارت و حسنِ استعارات
ہندی قریب الفہم عامۂ مومنین و مومنات کیجیے تو بموجب اس کلام با نظام کے کہ من بکا علی الحسین اوتبا کا
وجبت لہ الجنۃ، بڑا ثواب باصواب لیجیے۔ کیونکہ اس فائدۂ سبحانی سے اور اس مائدۂ ربانی سے زن و مرد
اور پیر و جوان، خوانده و ناخوانده اور خورد و کلاں کو بہرۂ فاضل اور نصیبۂ کامل حاصل ہووے
اور ہر ایک بے خبر اس دردِ پُر سوز اور اس خبرِ غم اندوز کوں سُن کر اور سمجھ کر رووے۔ پہیر دل میں
یہ گزرا کہ ایسے کام کرام کوں عقل چاہیے کامل، اور مدد کسو طرف کی ہووے شامل، کیونکہ بے تائیدِ صمدی و
بے مددِ جناب احمدیؐ یہ مشکل صورت پذیر نہ ہووے اور گوہرِ مراد رشتۂ امید میں نہ آوے، ولہذا ٭ورق ۳۰ ب
پیش ازیں کوئی اس صنعت کا نہیں ہوا مخترع، اور اب لگ ترجمۂ فارسی بہ عبارت ہندی نہیں
ہوئے مستمع، پس اس اندیشۂ عمیق میں سر بہ گریبانِ تفکر ڈال دریائے اندوہ و تحیر میں غوطہ کہایا اور
بیابانِ تامل اور تدبر میں سرگشتہ ہوا لیکن راہ کعبۂ مقصود کی نہ پائی۔ ناگاہ نسیم عنایتِ الٰہی گلشن
افکار پر اہتزاز میں آ یہ بات آئینۂ خاطر میں مونہہ دیکہلائی کہ یہ فکرِ عظیم بغیر امداد ارواحِ مقدس
حسنین علیہم السلام حسب الخواہش مجتوں کے سرانجام نہ پاوے، چوں ذکر حسنین علیہم السلام کی مدد کا

۱؎ خوانی

ذہن نشین ہوا، دونہیں دل کوں تقویت ہو، پہر خاطر میں گزرا کہ قادرِ حقیقی اور خالقِ تحقیقی نے ذات ٭ ورق ۳۱ الف
انسانی کوں ایسی قدرت کرامت کی ہے کہ جیسے کام پر طبیعت اور توجہ کوں مصروف رکہے، البتہ معطّل
وموقوف نہ رہے اور انصرام کوں پہنچے۔ اے دل بہ حکم السعی منّی والاتمامُ من اللّٰہ تعالیٰ
اس سعادتِ عظمیٰ اور اس عبادتِ کبریٰ کوں خاطر امید میں موفق دہر، اور اس بیابان فصاحت وبلاغت
کوں ساتہہ تائید عنایاتِ صمدی کے طے کر، اور بمقتضائے حدیث اَلدّالُ علی الخیر کفاعلہ امیدِ
ثواب دہر۔ ایک رات بعد کتاب خوانی اور سینہ زنی کے ایک فاتحہ مخفی اس کام بانظام لیے بہی پڑہا۔
دونہیں برکت اور میمنت فاتحہ سے مجہ بے دل کے دل کوں ایک انشراح اور افتتاح ظاہر ہوا۔ پہر
ساتہہ نظر تامل اور تفکر کے مطالعہ لاتتحرک ذرۃ الّا باذن اللّٰہ کا کر سو گیا۔ میں اوسی رات واقعہ ٭ ورق ۳۱ ب
میں دیکہتا ہوں کہ گویا ایک طرف بمعہ اخوانِ ذی شان و دوستان بہتر از جان سیر کوں جاتا۔ مابین
راہ کے ایک شخص اجنبی نے کہا کہ اوّل روضۂ مقدسہ حضرت حسنین علیہم السلام کی زیارت کر جا۔ میں
بہ خواہشِ اتم اور بہ خوشی اکمل اوس روضۂ منورہ میں کیا دیکہتا ہوں کہ عمارت باہدایت اوس
مکان نظیف کی بعینہٖ مانند عمارت حضرت قدم شریف ہے اور متصل دیوار کے دو قبریں نہایت
ملیں[1] ہوئیں باہم چوں قافیہ و ردیف ہے۔ ایک بالشت بہر سرہانے کی طرف سبز ہے اور
ایک اوسی دستور سرخ۔ میںنے[2] بہ ادبِ تمام اور بصدق تام فاتحہ پڑہ، سرہانے طرف بیٹہہ ٭ ورق ۳۲ الف
مناقب شروع کیا۔ جوں مجہے وہ معراج بلند حاصل ہوا دونہیں میری فلک چشمان سے رونا
نازل ہوا۔ یکایک اون مرقدوں سے دو دستہ نرگس کے نہایت تر و تازہ نکلے۔ لیکن میں مناقب
دونہیں پڑہتا اور روتا رہا کہ دو دستہ اور نکلے۔ تب میںنے[3] یہ دعا مانگی کہ یا امامین علیہما السلام
ایک دستہ اور عنایت ہووے کہ میرا صدق دل مجہہ پر ثابت ہووے کیونکہ میں پنجتن کا خادم ہوں۔
معن مانگنے اس دعا کے ایک دستہ اور تر و تازہ نکلا۔ حاصل الامر میں تا شام اوسی درگاہ
ملک بارگاہ میں رہا۔ اور دل موں[4] کہا اے فضلی تو ایسی جناب مستطاب اور ملجا و مآبِ عالم و
عالمیان سے کہاں جاتا ہے اور پہیر اپنے تئیں چاہِ دنیا میں پہنساتا ہے۔ یہیں رہ اور مت جا۔ ٭ صفحہ ۳۲ ب

---

۱ ملی ہوئی ۲ و ۳ میں نے ۴ دل میں

اوس قصد کو مصمم کر نہیں[۱] رہا۔ یکایک بعنایت ایزدی و بہدایت صمدی ایک جوان ریش و
بروت آغاز اون ہی قبروں سے نکلا۔ ایک عبا کہ رنگ اوس کا مجھے یاد نہیں، اوڑہے ہوئے
دونوں قبروں پر سوار۔ مجھے خبر نہ تہی کہ وہاں کے خادموں نے کہا، اے فضلی دوڑ کہ حضرت
امام حسین علیہ السلام بیٹھے ہیں۔ میں یہ سونتے[۲] ہی بشادی تمام، دست و پا گم کر، دوڑا۔ دیکھا
اوس جمال جہاں آرا کوں کہ مانند مہر منور اور ماہ انور کے برج روضۂ مقدسہ کوں روشن کئے
ہوئے بیٹھے روتے ہیں، اور گوہر غلطانِ اشک، صدف رخسارِ آبدار پر بہتے ہیں۔ میں دیکھتے ہی
اوس جمال باکمال کوں تصدق ہو، قدموں پر گر کر یہ التماس کیا کہ یا حضرت حق تعالیٰ نے میری یہ ورق ۳۳ الف
مراد دی، جو پیشانی ان قدمان مبارک پر ملی۔ لیکن باعث رونے کا کیا؟ اور مجھ سے نہ بولنے کا
کیا؟ یہ کہتا تہا اور تصدق ہو آنکہیں اپنی مبارک تلووں میں ملتا تہا۔ کہ یک مرتبہ ایک شخص میرے
ہی ساتہہ کا آ کہا، بہائی اور آشنا تمہارے سب سوار ہو گئے اور تم اب لگ یہیں بیٹھے رہے
بلکہ تمہاری سواری کا گہوڑا بہی گیا۔ جوں میں نے سونا[۳] کہ گہوڑا گیا خوش ہو اوسے جواب دیا کہ
بہلا ہوا گیا۔ لیکن میں تو یہاں سے نہ گیا ہوں نہ جاؤں گا۔ غلامی اس جناب کی قبول کی، یہیں
کماؤں گا۔ تب آپ زبان اعجاز بیان سے فرمائے، اب تو تون جا پہیر آئیو۔ مینے بہانہ کیا کہ
یا حضرت، اب تو سواری میری کا گہوڑا بہی گیا۔ اور میں تو یہ قدم چہوڑ نہ جاوں گا۔ پہر زبان
مبارک سے ارشاد کیا کہ باہر ایک پالکی سبز دہری ہے اوس پر سوار ہو کر جا۔ پہر عدول حکم ورق ۳۳ ب
نہ کر سکا اور عرض کیا کہ یا حضرت اگر پہیر آؤں تو تحفہ شہر سے واسطے نیاز کے کیا لاؤں۔ حکم ہوا
کئی ایک روپیے اور ایک کپڑا جہالردار اور ایک کوپی تیل کی اور ایک پوڑی مسی کی تصدق
ہو، آدابِ رخصت بجا لا باہر گیا اور اسی پالکی پر سوار ہو چلا۔ وونہیں آنکہہ میری کہل گئی۔ دیکہتا
ہوں کہ وقتِ نماز ہے۔ اوٹہہ کر بعد ادائے فرض کے دو رکعت شکر ایں موہبِ عظمیٰ بجا لا۔ کہا
اے فضلی اشارت ہے یہ اشاراتِ غیبی سے اور بشارت ہے بشاراتِ لاریبی سے۔ چاہیے کہ خاطر
فاتر اپنی کوں من کل الوجوہ سب امورِ دنیوی سے مہجور کر کہ بیچ حاصل کرنے اس دولتِ اخروی

---

۱ وہیں ۲ سنتے ہی ۳ سنا

اور سعادتِ سرمدی و عبادتِ ابدی کے بدل و جان مشغول ہووے اور حضرت ابا عبداللہ الحسین ۞ ورق ۳۴ الف
علیہ الصلوٰۃ والسلام آگے مقبول۔ والسلام علی من اتبع الھدیٰ۔

قطعہ

در آئین سخن دانی تو کر سعی — سخن کوں اب لباسِ تازہ پہنا
زرِ خالص اوپر کر سکّہ نو — جزا میں پاوے اس محنت کا لہنا

لیکن اوپر ضمیرِ اربابِ فضل اور اصحاب دانش کے مبین اور مبرہن ہوجیو کہ یہ گوہر گراں بہا ذکر خواب کہ بہ تائیدِ بحرِ رحمت الٰہی صدف امید سے سلکِ عبارت میں منسلک ہوا، وکفی باللہ شہیدا، کہ مبرا ازکذب وخلاف ہے۔ بموجب نصِ صحیح کہ لعنۃ اللہ علی الکاذبین، ومعہذا تہمت برجناب حضرت ابا عبداللہ الحسین علیہ الصلوٰۃ والسلام باعث کفر بے خلاف۔ اگرچہ مجہ سا نالایق روسیاہ اوس مظہر سبحانی کے دیدار مطلع الانوار دیکھنے کی لیاقت کہاں رکھتا تھا لیکن اوس ۞ ورق ۳۴ ب
فضل خاص اور فیض عام سے کیا بعید۔ شاہاں چہ عجب گر بنوازند گدارا۔ آفتاب تاباں نے ذرہ بے مقدار کوں اس معراجِ بلند سے سرافراز کیا اور شاہِ شاہاں نے اس گدائے بے رتبہ کوں اوس رتبہ علیہ حضور میں باریاب کر امتیاز دیا۔ الحمد للہ رب العالمین وصلی اللہ علی سید المرسلین والہ الطاہرین الی یوم الدین،

گر فخر دو جہاں پہ کروں سازگار ہے — کیونکر کہ دو جہاں کا وہ صاحب مدار ہے

امّا یہ مجموعہ محمودہ اور یہ رسالہ مسعودہ مشتمل ہے اوپر ایک مقدمہ اور بارہ مجلس اور یک خاتمہ کے۔ رب یسّر وتمم بالخیر وعلی اللہ توکلت فی جمیع اموری وھو حسبی ونعم الوکیل۔ ۞ ورق ۳۵ الف
تمت سبب الکتاب۔

تاریخ کی بہی قید کہ کس سن ہجری میں تصنیف یہ کتاب ہوئی، اس مثال ہے یعنی جس ایام میں کہ مسودہ اس نسخۂ متبرکہ کا تصنیف ہوا، مصنف یہ تاریخ سنہ ہجریہ نبویہ حاصل کیا۔

یہ جو نسخہ ہوا ہے اب تصنیف — بہرِ کسبِ ثواب و فیضِ بشر
چاہا تاریخ اوس کی بولا سروش — شیعیوں کی نجات کا مظہر

۱۱۴۵ھ

اور اب کہ نظرِ ثانی کر کمیت وکیفیتِ مضامین و ہندی استطلاحات[1] و استعارات رنگین اصلاح دیا، اس تاریخ نے صفحہ دل پر جلوہ کیا۔

ہر کس از من کند بہ نیکی یاد بجہاں نامش ہم بہ نیکی باد

۱۱۶۱

طرفہ یہ کہ تمام بیت میں مدعاے تاریخ نکلا اور اسی مضمونِ تاریخ کا پھر برادرانِ ایمانی سے ملتمس ہوا کہ یعنی ناظران و قاریان و سامعان اس رسالہ سے یہ امید ہے کہ اس ناقص العقل ⁕ورق ۵ اب

عدیم الاستطاعۃ نے موافق مصرع

فکرِ ہر کس بقدرِ ہمت اوست

جو کچھ قلمِ مشکیں رقم سے تحریر کیا ہے توقع کہ بدیدۂ عیب جوئی و سخن چینی نظر نہ کریں۔ بیت۔

فکر اگر اعجاز باشد بے بلند و پست نیست در یدِ بیضا ہمہ انگشتہا یکدست نیست

اور بیچ حیات و ممات کے اس تبہ روزگار کوں بدعاے خیر اعانت فرماویں۔ وباللہ الموفق و التوفیق۔ تمت التاریخ بعون اللہ تعالیٰ۔

خالق کے آگے کرنی مناجات وعجز اب فضلیؔ غریب عاصی کا ہر دم خیال ہے

الٰہی بحق حرمت حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ والہ وسلم، الٰہی بحق فرق خوں آلودہ حضرت علی مرتضیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام، الٰہی بحق سوز سینہ و دردِ دلِ حضرت فاطمۃ الزہرا علیہا السلام، الٰہی بحق دلِ صد پارۂ حضرت حسن مجتبیٰ علیہ السلام، الٰہی بحق سرِ ناحق بریدۂ حضرت حسین مظلوم شہید دشتِ کربلا علیہ السلام، ⁕ورق ۳۶ الف

الٰہی باعزاز آں پنج تن کہ ہستند فخر زمین و زمن

الٰہی بحقِ غم حضرت امام زین العابدین، غم مبتلا علیہ السلام، الٰہی بحقِ شانِ حضرت امام محمد باقر حق نما علیہ السلام، الٰہی بحقِ علمِ حضرت امام جعفر الصادق شمس الضحیٰ علیہ السلام، الٰہی بحق قدرِ کاظم الغیظ حضرت امام موسیٰ علیہ السلام، الٰہی بحق فیض ثامن ضامن حضرت امام علی موسیٰ الرضا علیہ السلام، الٰہی بحق زہدِ حضرت امام محمد التقی صدر التقی علیہ السلام، الٰہی بحق نورِ حضرت امام علی النقی نجم العلا علیہ السلام

---

[1] کذا

الٰہی بحق قرب حضرت امام حسن عسکری بدر الدجیٰ علیہ السلام، الٰہی بحق ظہور صاحب العصر و الزمان حضرت امام محمد مہدی ہادی راہ ہدا علیہ الصلواۃ و السلام۔ بیت ٭ ورق ۳۶ ب

که در دین و دنیا مرا چند کار　　بر آری بفضل خود اے کردگار

الٰہی مجھ سا کمترین مخلوقات تیرا کوئی نہیں اور تیرے درِ پُر امید سوا میری جا نہیں کہیں۔ وابستہ تیرے لطف کی مجھ مشت خاک ہے اور یہ خاک ناپاک تیرے زلال رحمت سے پاک ہے۔ پردہ پوش مجھ معیوب کا توں ہے، ورنہ یہ نفسِ امارہ میرا زبوں ہے۔ شکر تیرے عطیات کا کیونکر بجا لاوں اور اگر مو مو میرا زبان ہووے، تجھ شکر کا عہدہ بر آ نہ ہوں۔ اگر ایک شمہ تیرا شکر کروں تو ہزار شکر اوس شکر پر لازم آوے، اور اگر تیرے شکر کوں ایک دم نہ کروں تو ہزار بار دل نادم ہووے۔ خاک سے اٹھا تخت پر توں نے بٹھایا، ظلمات عدم سے نکال راہِ نجات بقا توں نے دیکھلایا۔ الحمد للہ ٭ ورق ۳۷ الف که امت محمدیؐ میں سرافراز کیا، اور محبت مرتضوی میں مجھے امتیاز دیا۔ پس اے خالق اس پیدا کرنے کی تجھے لاج، اور اپنے سوا مجھ بے پناہ کوں نہ کر کسو کا محتاج۔ آب مجھ گوہر آبرو کی اپنے ہاتھ رکھ اور خوف اپنا مدام مجھ دل گمراہ کے ساتھ رکھ۔ نعمتیں کونین کی مجھ بیکسی پر ارزانی کر، اور اس شش جہت کی بساط میں رخ و فرزین بلیات سے نہ کر ششدر۔ نظر رحمت اپنی مجھ سے نہ اوٹھا اور بحر فیض اپنے سے گوہر ایمان کر عطا۔ توفیق طاعات اپنی کی مجھے عطا کر اور مجھ دل بے مہر کوں محبت سے آشنا کر۔ مصرع

بر من منگر بر کرم خویش نگر

درد ہاے دل میرے کوں اپنے دار الشفا سے دوا دے، اور سفینۂ حاجات میرے کوں بحرِ ناامیدی سے بساحل آرزو لگا دے۔ حرص و ہواے نامشروع مجھ دل ناپاک سے دور کر اور اپنے احسان ٭ ورق ۳۷ ب بالامال سے مجھے مشکور کر۔ اس کلام کوں جناب مظلومیت مآب حسین علیہ السلام کی میں قبولیت بخش اور اس محنت و مشقت پر محبت میری سے مجکوں مسرت بخش۔ یا رازق العباد مجھ رزق میں برکت دے اور اپنی درگاہ سے بے زحمت و بے محنت دے۔ بموجب المال و البنون زینت الحیوۃ الدنیا، مال میں فلاح اولاد میں صلاح عطا کر، اور موافق، اموالکم و اولادکم فتنۃ، ان کے شر و بلیات مجھ پر نہ روا کر۔ مشکلاتِ دارین میری آسان کر، اور بہر حال مجھ پر بار احسان کر، جو اس پنج روزہ حیات

مستعار پر نہ ہوں مغرور اور تجہ درگاہ میں سدا مجہ عاجزی رہے منظور۔ خاتمۂ بالخیر مجہ عاصی کا کر اور کامل
ایمان مجہ مقاصی کا کر۔ بموجب یحشر المرٔ مع احبائیہ، محشور مجھے شہدائے کربلا سے کیجیو، اور موافق
من بکا علی الحسین اوتبا کا، مجہ عاصی کوں بخشیو۔ نامہ اعمال میرے کوں، فضل بے پایاں اپنے
سے سفید رکہہ اور مجھے آتشِ دوزخ سے بواسطۂ قاسم نار و نعیم نا امید رکہہ، ہدیہ رحمتِ خاص مجہ
پر دوام، اور عطیہ جنّتِ بریں مجہ پر عام کر۔ بیت

سپردم بتو مایہ خویش را   تو دانی حساب کم و بیش را

فتقبل منی انک انت السمیع العلیم انک علی کل شیٔ قدیر۔

جز تو کسے ندارم فریاد رس الہی   عاصی و شرم سارم فریاد رس الہی

الٰھی استجب استجب دعانا یا اللہ اللہ یا اللہ یا مولانا استجب۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

ہیں اس مقدمہ میں احادیث رونے کی   ان پر عمل کرے جو سو بیشک نہال ہے

امامقدمہ بیچ بیان رونے اور رولانے مصیبتہاے پُر بلا اور محنتہاے پر عناے اہلبیتِ
رسالت پر، کہ ترغیب و تحریصِ بکا اون کے مصائبوں پر باعث ثواب جمیل و اجر جزیل ہے،
کیونکہ مصایب ان کے سب مقربان درگاہِ احدیت کے مصایبوں سے بالاتر ہیں اور شریک ان
کی مصیبتوں کے ملایکہ مقربین اور انبیاے مرسلین، ساکنانِ ارض و سما، و جانوران ہوا، ماہیانِ
دریا اور وحشیانِ صحرا اور تمام جن و بشر ہیں، پس رونا ان کی مصیبتوں پر اعظم طاعات اور بلندی
درجات ہے، موجب تقویتِ ایمان اور دافع گنہ عاصیان۔ ان قتل الحسین امرٌ عظیم
بسند معتبر، حضرت امام رضا علیہ السلامؑ منقول ہے کہ روئے حسین مظلوم لیے ساتوں آسمان و زمین

لہ کذا

اور مکان و مکین، اور اوس کی نصرت لیے آئے چار ہزار فرشتہ، لیکن وہ جناب شہید ہو چوکا تھا پس اوس روز سے مدام وہ فرشتے اس قبر منور پر ژولیدہ مو اور گرد آلودہ رو، روتے ہیں۔

اور حضرت امام جعفر صادق علیہ السّلام فرماتے ہیں کہ میرے جد بزرگوار حسین لیے چالیس صباح آسمان لہو زمین پر رویا اور چالیس صباح آفتاب بہ سیاہی رویا، اور چالیس دن رات مہر و ماہ گہنائے ہوے رہے۔ اور پہاڑ پارہ پارہ ہو لرزے میں پڑے، اور دریا جوش و خروش میں آے۔ اور جمیع ملایکہ چالیس دن روے اور عورات بنی ہاشم مدت لگ سرمہ ند یے اور شانہ نہ کیے۔ اور جانوران ہوا اور وحشیانِ صحرا آب و دانہ چھوڑ دیے اور جنات تمام مرثیے کہہ کر روے، چنانچہ ورق ۹ ب مویدِ ایں کلام، شعر

فرقہ الجن نساء عدنان نساء الہاشمیات	بنات المصطفی احمدؐ امام للبریات
ایضاً	مسح الرسول جبیۃ فلو بریق فی الخدود

ان قتل الحسین امر عظیم

ایک دن حضرت آدم علی نبینا علیہ الصلوٰۃ و السلام کا گذر صحراے کربلا پر ہوا، پاے مبارک میں ایسی ٹھوکر لگی کہ لہو جاری ہوا، اور ایسا درد پہونچا کہ اندہیر آنکھوں میں طاری ہوا۔ حضرت ابو البشر نے بیتاب ہو کہا، یا الٰہی مجہ سے کیا واقع ہوئی خطا۔ خطابِ الٰہی ہوا، کہ آدم یہ دشتِ کربلا ہے، یہاں سبطِ محمد مصطفیٰ یعنی حسینِ مظلوم کا لہو گرے گا۔ تجہے بہی اوس درد کا شریک کیا ہم نے۔ تب حضرت آدم نے اپنا درد بہول مصیبتِ حسین پر زار زار روے۔ ان قتل[1] الحسین ورق ۳۰ الف امرِ عظیم۔ روایت ہے کہ جب کشتی حضرت نوح علی نبینا علیہ الصلوٰۃ و السلام تلاطمِ امواجِ طوفان سے زیر و زبر ہونے لگی، حضرت نوح نے کہا، یا الٰہی بموجب، ان وعدك الحق، وعدہ تیرا برحق ہے۔ اما نہ جانوں مجہ سے کیا خطا واقع ہوئی۔ خطابِ الٰہی ہوا کہ اے نوح وعدہ ہمارا برحق ہے اور مبرا ہے گناہ سے۔ لیکن اس دم جہاں کشتی تیری تلاطم میں ہے۔ یہ دشتِ کربلا ہے کہ یہاں کشتی سبطِ محمد مصطفیٰ یعنی حسین مظلوم کی کشتی حیات تباہی ہووے۔ تجہے بہی اوس درد کا شریک کیا ہم نے۔ پس حضرت نوح مصیبتِ حسین پر زار زار روے۔ ان قتل الحسین امرِ عظیم۔ حضرت امام رضا علیہ التحیۃ و الثناء سے منقول ہے کہ جب حق تعالیٰ نے فدائے اسمٰعیل علی نبینا علیہ الصلوٰۃ ورق ۳۰ ب

---

[1] کذا

والسلام کی ہیں خطور کیا کہ اگر اپنے ہاتھہ سے اپنے فرزند کوں قربان کرتا، عجب ثواب عظیم پاتا۔ وحی الٰہی ہوا کہ اے خلیل، سب خلق سے بہت کسے دوست رکھتا۔ حضرت ابراہیم نے کہا محمدؐ کوں کہ حبیب تیرا ہے۔ خطاب ہوا کہ اوسے بہت دوست رکھتا ہے یا اپنے تیئں۔ کہا حقا کہ اوسے بہت دوست رکھتا ہوں۔ پہر وحی ہوا کہ اوس کے فرزندوں کوں دوست رکھتا ہے یا اپنے فرزندوں کوں۔ حضرت ابراہیم نے کہا اوس کے فرزندوں کو۔ پہر وحی ہوا کہ ایک فرزند فرزندانِ بزرگوار اوس کے سے بخواری و زاری اور جور و ستمگاری سے غریب و تنہا گرسنہ و تشنۂ جفا دشتِ کربلا میں شربت شہادت کا چکھے گا۔ حضرت ابراہیمؑ تہمین عین مسرت میں مصیبتِ حسین پر زار زار روے۔[1] پہر خطاب الٰہی ہوا کہ اے خلیل ثواب اس رونے تیرے کا غمِ حسین میں برابر اوس شربت کے ہے کہ اپنے ہاتھہ سے فرزند اپنے کوں قربان کیا توں نے۔ ان قتل الحسین امر عظیم۔ آہ، حضرت یعقوب کے بارہ[2] فرزند تہے۔ ایک یوسف جدا ہوا تھا، روتے روتے آنکھیں مبارک نابینا ہوئیں۔ لیکن حسینِ مظلوم کی آنکھوں آگے علی اکبر سا نوجوان اور علی اصغر سا تشنہ دہان، قاسم سا پر ارمان اور برادرانِ ذی شان، ہفدہ نفر ذبح ہوے، صبر کیا اور دم نہ مارا، اور آپ بھی اپنا سر تسلیم و رضا دیا۔ ان قتل الحسین امر عظیم۔ اگرچہ مشہور ہے سرگردانی موسیٰ کلیم لیکن سرگردانی حسین اوس سے ہے عظیم، کہ جیوتا کربلا میں سرگرداں رہا، اور موے پر سر اوس کا نیزے پر گردان ہوا۔ قتل الحسین امر عظیم۔ اے عزیز، صبرِ ایوب بڑا ہے، لیکن صبرِ حسین بے انتہا ہے۔ چار ہزار کرم جسمِ ایوب میں پڑے تہے، اور حسینِ مظلوم کے جسم پہ بائیس ہزار ملعون کے تیغ و تبر لگے تہے۔ ان قتل الحسین امر عظیم۔ اگر جمیع پیغمبرین کا بیان کروں تو یہ کتاب گنجایش اوس کی نہیں رکھتی، اور نہایہ طولانی ہوتی۔ پس اے عزیزاں از حضرت آدم تا حضرت عیسیٰ علی نبینا علیہم الصلوٰۃ والسلام، ایک لاکھہ چوبیس ہزار پیغمبر غمِ حسین میں تا یوم القیام شریک ہیں زنہار کہ تم آبِ دیدہ کوں اس غم پر دریغ نہ رکھو اور اپنے دلِ تندرست پر گھاؤ اس غم بہاری کے کاری لگا مرہمِ اشک اون زخموں پر رکھو۔

یہ عجب زخم کہ جز نالہ نہ رکھتا مرہم
یہ عجب درد کہ جز گریہ نہ رکھتا درمان

---

[1] کذا

عظم اللہ اجورنا و اجورکم بمصابتنا الحسین وارزقنا بشفاعت جدّہ محمدؐ اسید الکونین۔ ٭ ورق ۴۲ الف

اے محبان و اے موالیانِ حسین، اے دوستان و اے شیعیانِ حسین، مضمون ان من شیعتہ لابراھیم سمجھ کر، بموجب 'من بکا علی الحسین اوتباکا وجبت لہ الجنتہ' کے عمل کر، سزاوار بہشت ہولو، اور موافق الدنیا مزرعۃ الآخرہ، یہ دانہ اشک کا اس خاکِ زندگانی میں بولو کہ ایک روز درو کر کھلیان کروگے اور نفع عظیم پاؤگے۔ جو روے حسین اوپر اور رولاوے اوس کی سزا یہ ہے کہ اوس پہ بلاشک بہشت واجب ہے۔

لیکن ابن بابویہ بسند معتبر حضرت امام رضا علیہ السلام سے روایت کرے ہے کہ جو کوئی ہماری مصیبتیں یاد کر روے یا رولاوے، نہ روویں آنکھیں اوس کی جس دن کہ سب کی آنکھیں روتیں ہوویں اور جو کوئی بیٹھے اوس مجلس میں کہ جس میں احوال ہمارے اور مناقب اور احادیثیں ہماری بیان کرتے ہوئیں، نہ مرے دل اس کا جس دن کہ سب کے دل ڈر سے موے ہوویں۔ ٭ ورق ۴۲ ب

اور علی بن ابراہیم، حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرے ہے کہ جو کوئی ہم کو یاد کرے یا ہمارا مذکور کرے، اور آنکھہ اوس کی سے نکلے آنسو برابر پر پشہ، حق تعالی بخشے گناہ اوس کے ہر چند مانند کف دریا کے ہوویں۔ اور شیخ مفید و شیخ طوسی بہ سند معتبر، حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ جو کوئی غمگین رہے واسطے اوس ستم کے کہ ہم پر گذرا ہے، جو دم کہ اینچے ایک تسبیح نامۂ اعمال اوس کے میں لکھی جاوے ہے، اور غم کھانا اوس کا واسطے ہمارے عینِ عبادت ہے اور جو کوئی بھید ہمارے چھپاوے دشمنوں سے، ثواب جہاد فی سبیل اللہ رکھے۔ اور فرماے چاہیے کہ اس حدیث کوں آب طلا سے لکھیں۔ ایضاً ٭ ورق ۴۳ الف
شیخ طوسی بہ سندِ صحیح حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام روایت کرے ہے کہ جس کی آنکھہ سے ایک قطرہ آنسو کا باہر آوے، واسطے اوس خون کے کہ ہمارے تن سے گرا ہے، حق تعالی اوس کے تئیں ابد الآباد بہشت میں جاگہہ دیوے اور دولتمند کرے۔ ایضاً شیخ مفید و شیخ طوسی روایت کرتے ہیں احمد بن یحیی سے کہ مخول بن ابراہیم بن منذر نے کہا کہ حضرت امام حسین علیہ السلام سے سونا میں نے کہ فرماتے تھے، جس بندے کی آنکھہ سے ایک قطرہ پانی نکلے نیچ مصیبت ہم اہلِ بیت کے، حق تعالی اوسے بہشت خلد میں جاگہہ دیوے۔ تب احمد بن یحیی

نے کہا کہ ایک رات حضرت امام حسین علیہ السلام کوں خواب میں دیکہا میں نے، اور اس جناب میں عرض
ورق ۴۳ ب کیا کہ مخول بن ابراہیم نے اوس جناب سے یہ روایت مجہ آگے نقل کی، آیا یہ حدیث شریف ہے یا نہ، فرمایا
درست ہے۔ ترجمہ حدیث دیگر ملاں محمد باقر مجلسی بہ سند ہاے قوی ابن قولویہ سے کہ وہ بہ سند معتبر زرارہ
سے روایت کرے ہے کہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السّلام فرماے کہ زرارہ کوئی آنکہہ خدا کے آگے
محبوب تر نہیں اوس آنکہہ سے کہ حضرت امام حسین علیہ السلام پر روے، اور کوئی رونا خدا کے آگے پسندیدہ تر
نہیں اس رونے سے کہ حضرت امام حسین علیہ السّلام کے غم پر دہار اشک رخسار پر بہی آے۔ اے زرارہ
جو کوئی کہ حسین مظلوم پر رویا حضرت فاطمہ علیہا السّلام سے نیکی کیا، اور احسان حضرت رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر رکہا، اور حق ہم اہل بیت کا ادا کیا۔ بیچ قیامت کے وہ بندے محشور
ورق ۴۴ الف ہوویں ہنستے ہوے جس وقت کہ خلایق کہڑے ہوئیں ترس وبیم سے روتے ہوے، حق تعالیٰ کی طرف
سے بشارت بخشش اون کوں پہونچے، اور اثر خوشی وشادی کا اون سے ظاہر ہووے۔ سب خلق
کوں مقام حساب میں لے جاویں اور اون کوں ایمن عرش تلے حضرت امام حسین علیہ السّلام پاس بٹہلاویں
ملایک اون کوں تکلیف بہشت کی کریں اور وہ قبول نہ کرکہیں، ہم مصاحبت ومجالستِ حسین کوں بہشت
سے نہیں بیچتے، اور صورت ومصاحبت ہماری حسین کی ہمیں بہتر ہے بہشت سے اور حور وغلماں سے۔
فرشتے کہیں کہ بہشت وحور وغلماں نے تمہیں پیغام بہیجا ہے کہ ہمیں شوق تمہاری ملاقات کا بے انتہا
ہے، وہ کمال شادی ومسرت سے اور حضرت کی حضور مجالست سے پروا نہ رکہہ، سر نہ اٹہاویں کہ پیغام
ورق ۴۴ ب بہشت وحور وغلمان سونیں۔ پہر ملایک اون کی عورات سے اور خزینہ دارِ بہشت سے پیغام اون
کے لیے لاویں اور اون کے آگے تعریف اون نعمتوں کی کہ حق تعالیٰ نے بہشت میں جو کچھ اون لیے مہیّا
کی ہیں، کریں، وہ جواب دیویں کہ انشاء اللہ تعالیٰ آویں گے، پر حضرت امام حسین علیہ السّلام کی خدمت
سے نہ اوٹہیں، تب فرشتے جواب اون کے حور وغلمان وخازنان بہشت کوں پہونچاویں، کہ
حضرت امام حسین علیہ السّلام کی خدمت میں بیٹہے ہیں اور یہ جواب دیتیں ہیں۔ شوق حور وغلمان کا اور
بہشتِ جاودان کا دوچنداں ہووے۔ اور وہ حضرت کی ہم نشینی سے کہیں، کہ حمد وسپاس اوس
خداوند کوں کہ جن نے اس روز کی ہول سے ہمیں نجات دی۔ پہر گہوڑے اور ناقہ بہشت بزینت
ورق ۴۵ الف اون کے لیے آویں، اور وہ اون پر سوار ہو مشغولِ حمد وثناے الٰہی اور صلوات حضرت رسالت پناہی

ہوویں تا کہ داخل بہشت ہو، اپنی اپنی منازل اور مکانوں میں اوتریں۔ اور علی بن ابراہیم و ابن بابویہ اور سید ابن طاؤس رحمہم اللہ علیہم بسند صحیح حضرت امام زین العابدین علیہ السّلام سے روایت کرتے ہیں کہ جس مومن کی آنکھہ سے قطرہ آنسو کا نکلے اور مونہہ پر جاری ہووے حق تعالیٰ واسطے اوس کے بہشت میں غرفے کرامت کے مہیا کرے اور جس مومن کی آنکہہ سے آنسو باہر آوے اور ذرا بھی اوس کے مونہہ بہی،[1] واسطے اوس آزار کے کہ ہمارے دشمنوں سے ہم پر پہونچا ہے، حق تعالیٰ بہشت میں مکان نیک اوس یلیے برپا کرے۔ اور جس مومن کوں کہ آزار پہونچے ہماری ولایت و محبت سے اور اوس آزار کے درد سے آنسو اوس کے مونہہ پر جاری ہوویں؎ حق تعالیٰ اوسے امین رکہے ہر آزار قیامت ؎ ورق ۴۵ ب
سے اور غضب اپنے سے، اور آتش دوزخ سے۔ اور حمیری بہ سند صحیح روایت کرے ہے کہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السّلام نے فضل ابن یسار سے پوچہا کہ آیا تم شیعی مجلس میں جو اکہٹے بیٹھتے ہو، ہمارا بہی ذکر کرتے یا نہ۔ کہا اون نے فدا اور بلا گردان ہوں میں، یہی مذکور کرتے ہیں۔ تب حضرت نے فرمایا کہ میں اوس مجلس کوں دوست رکہتا ہوں۔ پس قایم رکہو حکم ہماروں کوں۔ اے فضل، خدا رحمت کرے گا اوس کوں جو حدیثیں ہماری ذکر کرے، اور حکم ہمارے اور دین ہمارے کوں قایم رکہے، اے فضل، جو کوئی ہمیں یاد کرے، یا اوس کے روبرو ہمارا ذکر کریں، اور آنکہہ سے اوس کی برابر پر مگس آنسو نکلے، حق تعالیٰ گناہ اوس کے بخشے اگرچہ برابر کفِ دریا ہوویں؎ ایضاً بہ سند معتبر ؎ ورق ۴۶ الف
حضرت امام جعفر صادق علیہ السّلام سے روایت کرے ہے، کہ جو کوئی ہمارا مذکور کرے، اور آنکہہ اوس کی سے آنسو گرے، حق تعالیٰ اوس پر آتش جہنم کوں حرام کرے۔ اور ابن بابویہ، حضرت امام رضا علیہ السّلام سے روایت کرے ہے کہ حضرت نے بریان بن شبیث کوں کہا کہ اگر چاہے توں کہ درجات عالیہ بہشت میں ہم ساتہہ رہے، پس ہمارے دوکہہ پر غمگین ہو اور ہماری شادی پر شاد ہو۔ جو کوئی کہ پتہر کوں دوست رکہے، حق تعالیٰ بموجب یحشر المرء مع احبائہ قیامت میں اوس کوں اوس پتہر ساتہہ محشور کرے۔ پس دوست رکہو ہم کوں، تا ہم ساتہہ محشور ہو۔ اے پسر شبیث، اگر چاہے کہ ثواب شہدائے کربلا پاوے جب مصیبت حسین علیہ السّلام یاد کرے، کہہ، یالیتنی کنت معہم ؎ ورق ۴۶ ب
فافوز فوزاً عظیما، یعنی آرزو کرتا ہوں میں کہ کاش اون ساتہہ ہوتا اور مارا جاتا تا کہ رستگاری عظیم

---

[1] کذا

پاتا۔ اے پسر شبیث، اگر رووے توں اوس حضرت پر حق تعالیٰ سب گناہ صغیرہ اور کبیرہ تیرے بخشے خواہ
بہت ہوویں یا تھوڑے۔ اور کتب معتبرہ میں دعبل خزاعی سے روایت ہے کہ روز عاشورا حضرت امام رضا
علیہ السلام کی خدمت موں گیا ہیں۔ دیکھا کہ حضرت غمگین بیٹھے ہیں اور بہت شیعہ خدمت میں حاضر ہیں
جوں نظر حضرت کی مجھ پر پڑی، فرمائے، اے دعبل نزدیک آ، پاس اپنے بٹھلا فرمائے، اے دعبل
آج کا دن ہم اہلبیت کے غم کا ہے اور ہمارے دشمنوں کی شادی کا۔ کوئی شعر مرثیۂ سید الشہدا میں
پڑھ۔ اے دعبل ÷ جو کوئی رووے اور رلاوے ایک کوں ہماری مصیبت میں، اجر اوس کا خدا پر ہے، ÷ ورق ۴۷ الف
اور جس کی آنکھ سے آنسو جاری ہووے، واسطے اوس ظلم کے، کہ دشمنوں سے ہم پر پہونچا ہے حق تعالیٰ
اوسے ہمارے گروہ میں محشور کرے۔ اے دعبل جو رویا حسین مظلوم پر، حق تعالیٰ گناہ اوس کے
بخشے۔ پھر فرمائے کہ پردہ کریں اور پردگیانِ حرمِ عصمت پیچھے بیٹھیں اور اپنے جد حسین کی مصیبت
میں روویں۔ پھر فرمائے کہ اے دعبل، مرثیۂ حسین علیہ السلام پڑھ۔ میںنے مرثیہ شروع کیا، اور حاضرانِ
مجلس میں بمعہ حضرت اور پردگیانِ عصمت ایسا رونا پڑا کہ شور اوس بکا کا حضرت کے گھر سے بلند
ہوا۔ ایضاً حضرت امیر علیہ السلام فرمائے کہ حق تعالیٰ مطلع ہوا زمین پر اور ہمیں جمیع خلایق سے
اختیار ÷ کیا اور واسطے ہمارے شیعہ کئے، کہ مدد کرتے ہماری اور شاد ہوتے ہماری شادی پر اور ÷ ورق ۴۷ ب
مغموم ہوتے ہمارے غم پر، مال اور جا کہیں اپنی ہمارے واسطے صرف کرتے۔ وہ ہم سے ہیں اور
بازگشت اون کی ہماری طرف ہے۔ سید ابن طاوس روایت کرتے ہیں کہ ائمہ طاہرین صلوات اللہ
علیہم اجمعین نے فرمایا، جو کوئی ہماری مصیبت پر رووے اور سو آدمی کوں رلاوے، بہشت
واسطے اوس کے ہے، اور جو کوئی رووے اور پچاس کوں رلاوے، بہشت واسطے اوس کے ہے
اور جو کوئی رووے اور بیس کوں رلاوے، بہشت واسطے اوس کے ہے، اور جو رووے اور دس
کوں رلاوے، بہشت واسطے اوس کے ہے، اور جو فقط آپ رووے، بہشت واسطے اوس کے
ہے ÷ عظم اللہ اجورنا و اجورکم بمصابنا الحسین وارزقنا شفاعۃ جدہ محمد سید الکونین ÷ ورق ۴۸ الف
والصلوۃ والسلام علی خیر الاخیار وآلہ الاطہار ÷ ÷ ورق ۴۸ ب

لہ کذا

بسم الله الرحمن الرحیم

الحمد لله الذی جعلنا من امة حبیبه و خلیله محمد المصطفی رب العالمین الذی ربانا فی زمرة اولیاء
ولیه و وصیه علی المرتضی: الرحمن الرحیم الذی نور قلوبنا بمحبة الحسن المجتبی و بمودة الحسین الشهید
بکربلا: مالک یوم الدین الذی ملک علینا زین العابدین بالامامة والهدی ایاک نعبد عبادة
تبلغنا فی القیامة بصحبة محمد الباقر و جعفر الصادق و موسی الکاظم و علی ابن موسی الرضا و
ایاک نستعین کما استعان بک محمد التقی و علی النقی اللذا انهما من اهل المجد والعلی اهدنا
صراط المستقیم الذی هو متابعة الحسن العسکری و محمد المهدی هو المقتدی صراط الذین ٭ ورق ۴۹ الف
انعمت علیهم غیر المغضوب علیهم ولا الضالین المنکرین من اهل البدعة والهوی ٭ ورق ۴۹ ب

بسم الله الرحمن الرحیم

بند اول از محتشم علیه الرحمه

باز این چه شورش است که در خلق عالم ست — باز این چه نوحه و چه عزا و چه ماتم ست
باز این چه رستخیز عظیم ست کز زمیں — بے نفخ صور خاستہ تا عرش اعظم ست
این صبح تیره باز دمید از کجا کزو — کار جهان و خلق جهان جمله درهم ست
گویا طلوع میکند از مغرب آفتاب — کاشوب در تمامی ذرات عالم ست
گر خوانمش قیامت دنیا بعید نیست — این رستخیز عام که نامش محرم ست
در بارگاه قدس که جاے ملال نیست — سرهاے قدسیان همه بر زانوے غم ست
جن و ملک بر آدمیان نوحه میکنند — گویا عزاے اشرف اولاد آدم است

خورشید آسمان و زمیں نور مشرقین
پرورده کنار رسول خدا حسین ٭ ورق ۵۰ الف

اس مجلس اول میں نبی کا وصال ہے — جس غم سوں آج دو نوجہاں پر ملال ہے

لیکن مخبران اخبار او ناقلان ماتم گذار وفاتِ سید کاینات کوں دفاترِ مصایب میں یوں لکھتے ہیں کہ جب حضرت رسالت پناہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم واسطے حجۃ الوداع کے طرف مکہ معظمہ کے سدہارے، روز عرفہ بیچ ساعت عرفات کے یہ آیۃ نازل ہوا، الیوم اکملت لکم دینکم، یعنی آج دین تمہارے کوں کامل کیا میںنے واتممت علیکم نعمتی، اور نعمتوں اپنیوں کوں تمہارے اوپر تمام کیا۔ پیغمبر کے تئیں مضمون اس آیہ کے سے بُو انتقال کی طرف باغ دارالوصال کے سے بیچ مشام جان کے بہونچی اور جوں حج سے معاودت فرمائی راہ میں ایک منزل کہ اوسے خم غدیر کہتے تہے، اتر کر نماز پیشیں کوں ادا فرما، مونہہ طرف اصحابوں کے کریوں سونائے کہ گویا میرے تئیں طرف عالم بقا کے بولاتے ہیں، اور میں قبول کرتا ہوں، اور درمیان تمہارے دو امر بزرگ چہوڑتا ہوں، ایک دوسرے سے بڑا کہ وہ قران اور اہل بیت میرے ہیں احتیاط کیجیو کہ بعد میرے ان دو امر سے کیسا سلوک کروگے اور رعایت حقوق ان کے کی طرح بجالاؤگے، اور یہ دو نو آپ سے جدا نہ ہوویں جب لگ کہ تالب حوضِ کوثر مجہ پاس بہونچیں۔ پس اے محبان، بعد پیغمبرؐ ظالمان امت نے اون دو نو امر سے کیا سلوک کیا، کتاب اللہ کی حرمت بسرا اہلبیت کا حق چہنایا۔ پیغمبرؐ خدا نے امت کوں حوضِ کوثر کا وعدہ دیا اور امت نے اوسؐ کے فرزندوں کو بہوک پیاس سے بلکا شربتِ زہر اور خنجر قہر سے ہلاک کیا۔ ترجمہ

اے جو تجہ سے کیا ہیں ہاے وفا — توں نے بدلا کیا ہے اوس کا جفا
میں تجہے حشر میں جو پیاسا ہووے — حوض کوثر کا ہاے وعدہ دیا
توں نے اوس بدلے مجہ حسین کے تئیں — شربت آب سے پیاسا رکہا
وہ حسین اب میرا جسے جبریل — جس جگہہ دیکہا مرحبا ہی کہا
فاطمہؑ اوس بچے لیے ہر صبح — ہاتہہ اوٹہا کر کئے تہی ہاے دعا

روایت ہے کہ ایک دن حسینؑ محلہ کے لڑکوں ساتہہ کہیلتے تہے اور حضرت رسول پیار سے قصد کئے کہ اوسے پکڑیں، حسین لڑکوں کے بیچ بہاگے اور حضرت پیچہے دوڑے،

حسین داہنے بائیں بہاگتے تہے اور نانا کوں دوڑاتے تہے، تب حضرتؐ نے کہا اے فرزند کیوں
بہاگتا ہے۔ حسینؑ نے کہا کہ اے نانا میں بہاگتا نہیں، بلکہ تمہیں پکڑنے میں گرم کرتا۔ معشوق کہ عاشق
سے بہاگتا ہے، بلکہ عاشق کوں اپنی محبت میں تیز کرتا۔ القصہ حضرتؐ نے حسینؑ کوں پکڑا اور گلے ⁂ ورق ۵۱
لگا، ہاتھ اوٹھا کہا اللهم انی احبه فاحبه، یعنی بار خدایا میں حسین کوں دوست رکھتا، توں بھی
اوسے دوست رکھہ، وہیں ندائے الٰہی ہوئی کہ اے حبیبؐ میرے، اس جگر گوشے تیرے کوں
کربلا کے جلتے توے پر امت تیری بریاں کرے گی اور اس کے پیاسے حلق پر دہار خنجر آبدار دہرے
گی، اور یہ ہماری درگاہ میں لب تشنہ و جگر خستہ آوے گا، اور ہر ایک مقرب ہمارا اس کے کٹے
سر کی سوگند کہاوے گا۔ غرض رسولؐ کوں غمِ حسینؑ تا وقت وفات تہا۔ لیکن جب حضرتؐ کوں دردِ
سر شروع ہوا، اپنے سر کوں عصابے سے باندہا، اس روز نوبت میمونہ محل کی تھی۔ جب آزار حضرت
کے نے زیادتی کی، نووں محل جمع ہوئے، تب حضرت فاطمہؓ فرمائی کہ حضرتؐ کوں ہر روز ہر ایک ⁂ ورق ۵۲ الف
کے گہر جانے میں تصدیعہ ہوے گا، ایک جا مقرر کرو۔ پس سب محل عایشہؓ کے گہر راضی ہو، حضرت
میمونہ کے گہر سے باہر آ، ایک ہاتھ حضرت امیر کے کاندہے پر اور ایک فضل ابن عباس کے کاندہے
پر رکہہ، پانو مبارک زمین پر اینچتے، عایشہ کے حجرے لگ تشریف لا، فرش بیماری پر تکیہ فرمائے۔
لیکن جب مرض حضرتؐ کے نے شدت کی تب مسجد میں سد ہار، نماز ادا فرما، بلال کوں حکم کیا کہ ندا
کر جو تمام اصحاب اور اہلِ اسلام جمع ہوویں۔ چاہتا ہوں کہ وصیت کروں کیونکہ یہ وصیت آخری
ہے۔ بلال نے ندا کی۔ اور سب اصحاب مسجد میں آئے۔ تب حضرتؐ منبر پر چڑہ فرمائے، اے گروہِ
اِسلام معلوم کرو کہ اجل میری نزدیک پہونچی ہے، دیکہتا ہوں کہ گویا تم سب مجہ سے جدا ہوے ہو اور ⁂ ورق ۵۳ الف
میں تم سے جدا۔ پہر فرمایا اے یارو کیسا پیغمبر تہا میں کہ تم سے جہاد کیا، حتیٰ کہ دانت میرے تورے اور
مونہہ میرا لہو سے بہرے۔ جاہلان قوم سے ظلم اینچا، اور بہوک سے پتہر پیٹ پر باندہا۔ سب
اصحابوں نے کہا درست ہے۔ قسم خدا کی توں صابر تہا۔ اور ہم کوں طرف حق کے توں دعوت کیا، اور
بورائیوں سے امان میں رکہا۔ خدا تعالیٰ تجکوں جزائے خیر دیوے۔ پہر حضرتؐ نے فرمایا کہ خدائے
بزرگوار نے اپنی بزرگی کی قسم یاد کی ہے کہ ظالم کے ظلم سے نہ گذرے۔ پس میں بہی قسم اس خدائے لاشریک لہ[1]

---

[1] کذا

کی دیتا ہوں کہ جس کو مینے ستایا ہوے یا آزردہ کیا ہوے، اوٹھے اور مجہ سے بدلا لے۔ دوست میرا
ورق ۵۳ الف وہ کوئی کہ حق مجہ پر رکہتا ہوے، سو گردن میری سے ادا کرے، تا خوش نفس طرفؒ حق کے پہروں۔
تب ایک مرد، عکاشہ نام اوٹھا، اور کہا یا رسول اللہؐ اگر اس قدر مبالغہ نہ فرماتے تو میں نہ کہتا۔ لیکن
ازبس کہ بہت مبالغہ فرمایا، پس عرض کرتا ہوں کہ بیچ سفر تبوک کے تازیانہ آپ نے نکالا کہ مرکب پر
لگاویں سو میرے کاندہے پر لگا، اور مجھے بہت درد اس سے پہونچا۔ بدلا اوس کا چاہتا ہوں۔
حضرتؐ نے فرمایا، جزاک اللہ خیرا، اے عکاشہ خوب کیا کہ بدلا آخرت پر نرکہا، کہ میں بدلا دنیا میں
دوست رکہتا ہوں۔ اے عکاشہ، جانتا ہے کہ وہ تازیانہ کونسا تہا۔ کہا خرما کا۔ حضرتؐ نے فرمایا،
اے سلمان، وہ کوڑا فاطمہؓ کے گہر ہے، جا اور لا۔ سلمان چلا اور پوکارا کہ اے لوگو کون ہے کہ
انصاف نفس اپنے سے آپ چاہے، پیش از قیامت۔ لیکن جب سلمان حجرۂ فاطمہ علیہا السلام پاس
ورق ۵۳ ب پہونچا، کہا السلام علیک یا اہل بیت النبوۃ۔ حضرت فاطمہ نے آواز سلمان کی پہچان، جواب دیا۔
سلمان نے کہا، کہ یا سیدۃ النساء، باپ تیرا منبر پر ہے اور خلق کوں رخصت کرتا ہے، کہ جس کا حق
مجہ پر ہے طلب کرے۔ شاید ایک دن تازیانہ ناقہ پر مارتا تہا، عکاشہ کے کاندہے پر لگا۔ اب
وہ تیرے باپ سے بدلا مانگتا۔ چوں حضرت فاطمہ نے یہ بات سونی رونے لگیں، اور کہیں، اے
سلمان، قسم خدا کی تجہے کہہ اوس شخص کوں کہ میرے باپ پر رحم کرے، کیوں کہ وہ رنجور اور ضعیف
ہے بیمار اور نحیف۔ سلمان تازیانہ لے کر گیا۔ اور حضرت فاطمہ نے حسن اور حسین کوں بولا کر کہا،
اے جانانِ مادر، نانا تمہارے کوں مسجد میں ایک شخص تازیانہ چاہتا مارے، جاؤ اور عوض جد کے
سو سو تازیانے قبول فرماؤ، کہ نانا تمہارا بیمار ہے اور بدلا دینے مے لاچار، طاقت تازیانے کی
ورق ۵۴ الف نہیں رکہتا، اور لاعلاج وہ ضربؓ سہتا۔ حسنین مسجد طرف چلے۔ لیکن جوں سلمان مسجد میں پہونچا،
فغان و امصیبتاہ اصحابوں سے بلند ہوا، کہ اتنے میں حسنین روتے ہوے آئے، اور جد بزرگوار
کے پاوں پر گر عرض کیے، یا جداہ ہم نے سونا کہ کوئی تم سے بدلا مانگتا۔ ہم آئے کہ ہر ایک
عوض ایک تازیانہ کے سو تازیانے قبول کرے۔ بیت، ترجمہ

رکہتے یہ امید ہم جو قد تیرا اب خم نہوئے   سایہ تیرے لطف کا سر سے ہمارے[۱]..... نہوئے

---

[۱] کذا

حضرتؐ نے فرمایا کہ اے جانانِ جد، تازیانہ مینے مارا، تم سے کیوں کر بدلا لے۔ پہر پیشانی دونو کی چوم،
رخصت کیے۔ اور فرمائے، اے عکاشہ اوٹہہ اور بدلا لے۔ عکاشہ نے کہا، یا رسول اللہؐ، اوس
روز کاندہا میرا ننگا تہا۔ حضرتؐ نے بہی پیرہن اتارا، کہ خروش واویلا ملائکہ سے اٹہا اور شور
وامصیبتا، اصحابوں سے۔ لیکن چوں عکاشہ نے دوشِ مبارک اور مہر نبوت کوں دیکہا، بوسہ
اوس مہر نبوت پر دے، مونہہ دونوں شانوں میں رکہہ کہا، یا رسول اللہؐ، غرض میرا بدلے سے ؛ ورق ۵۴ ب
نہ تہا بلکہ مراد میری یہ تہی کہ مہر نبوت کوں دیکہوں اور بعضے اعضا تمہارے کوں مس کروں، بموجب
فرمودہ شریف من مسہ جلدی تمسہ النار، یعنی جو کوئی بدن میرے کوں مس کرے، آگ
دوزخ کی اوسے مس نہ کرے۔ تب حضرتؐ محل میں سدہارے۔ اور بیماری نہایت شدت پر
ہوئی۔ دوسرے دن جبریل حکم ملکِ جلیل سے آکہا، یا سیدؐ، پروردگار نے تجہے سلام بہیجا،
اور فرمایا، اگر چاہے تو تجہے بیماری سے شفا دوں، اور چاہے مستغرقِ دریاے رحمت کر،
شربتِ مرگ چکہاؤں۔ حضرتؐ نے کہا، میں نے آج اپنے تئیں پروردگار اپنے کوں سونپا، تا کہ
جو چاہے سو کرے۔ اتنے میں حضرت امیرؑ نے آکہا، یا رسول اللہؐ، خواب میں دیکہا مینے کہ ایک
زرہ پہنے ہوا تہا، یکایک وہ زرہ مجہ سے جدا ہوئی، اور میں بے زرہ رہا۔ حضرتؐ نے فرمایا۔ ورق ۵۵ الف
علی، زرہ تیری میں تہا۔ اب وقت وہ ہے کہ میں مر جاؤں اور توں اکیلا رہ جاوے۔ یا علی بعد
میرے بڑی مصیبتیں تجہے پہونچیں گی، صبر کیجیو اور ثوابِ آخرت طلب کیجیو۔ مردوں سے جو کوئی کہ
پہلے حوض کوثر پر مجہ پاس پہونچے، توں ہووے گا۔ اتنے میں حضرت فاطمہؑ نے آکہا، اے پدر بزرگوار
خواب میں دیکہا مینے کہ کئی ورق مصحف کے رکہتی ہوں اور چاہتی ہوں کہ پڑہوں، ناگاہ وہ میرے
ہاتہہ سے غایب ہو گئے۔ حضرتؐ نے فرمایا، اے جگر گوشہ، وہ ورق قران کے میں تہا، کہ تیری
نظر سے غایب ہوں گا۔ اتنے میں حضرت امام حسنؑ اور امام حسینؑ آکہے، اے جدِ بزرگوار ہم ؛ ورق ۵۵ ب
دونو نے خواب میں دیکہا کہ ایک تخت ہوا میں جاتا ہے اور ہم تلے اوس تخت کے سر ننگے
روتے جاتے ہیں، حضرتؐ نے فرمایا، اے فرزندو، وہ تخت تابوت میرا ہے، کہ تم تلے اوس کے
سر ننگے روتے ہوے جاؤگے۔ اتنے میں شور اہل بیت سے اوٹہا اور آنکہوں سے آنسو جاری
ہو جگر ہر ایک کا جدائی کی آگ پر بریاں ہوا۔ ترجمہ۔

سب جان جلتی آگ میں جاناں جاوے ہے ‌‌‌‌‌‌‌‌‌‌‌‌‌‌‌‌‌‌‌ رو لو ہو کی ز دیدۂ گریاں جاوے ہے
حسنین بولے روئے کہ اے جدِ نامدار ‌‌‌‌‌‌‌‌‌‌‌‌‌‌‌‌‌‌‌ تعبیر ہماری خواب کی کیسی بتاوے ہے
دادا کسے پوکاریں گے ہم ہاے ہاے ہاے ‌‌‌‌‌‌‌‌‌‌‌‌‌‌‌‌‌‌‌ توں تو خبر یتیمی کی ہم کوں سوناوے ہے

روایت ہے کہ پیش از مرگ، عزرائیل کے ساتہہ ایک فرشتے، اسمٰعیل نام کے، کہ وہ حاکم تہا لاکہہ فرشتے پر بموجب حکم حق تعالیٰ کے کہ اوسے حکم ہوا، جا زمین پر میرے دوست پاس، لیکن بے رخصت اوس کے گہر میں نجائیو اور بے حکم اوس کے قبض روح نکیجیو۔ عزرائیل بصورت ایک عرب کے آیا اور حضرتؐ کے دروازے پر کہڑا ہو کہا، السلام علیک یا اہل بیت النبوۃ رخصت دو کہ راہ دور سے آئے ہیں۔ حضرت فاطمہ اوس وقت حضرتؐ کے پاس تہی۔ جواب دیئے کہ یہ وقت ملاقات کا نہیں، کیونکہ پیغمبرؐ اپنے حال میں مشغول ہے۔ پہر رخصت مانگی، وہی جواب سونا۔ تیسری مرتبہ اس طرح رخصت چاہی کہ جو اوس جاگہہ تہے آواز اوس کی سے ڈرے اور لرزے۔ حضرتؐ ہوش میں آ پوچہے کہ کیا ہے۔ حضرت فاطمہ نے کہا، یا رسول اللہؐ ایک عرب دروازے پر کہڑا ہے، بصورت ہیبت و بشکل عجیب، رخصت مانگتا کہ اندر آوے۔ ہر چند عذر چاہا، نہیں مانتا۔ حضرتؐ نے فرمایا، یا فاطمہ، جانتی ہو یہ کون ہے، توڑنے والا لذتوں کا اور کاٹنے والا آرزووں کا، جدا کرنے والا جمیعتوں کا، رانڈ کرنے والا عورتوں کا، یتیم کرنے والا فرزندوں کا۔ ایسا حریف کہ بغیر کونجی دروازہ کہولے اور بغیر ہتہیار جان لیوے۔ اگر دروازہ اوس پر مونديں، دیوار سے آوے اور جس گہر میں آوے دہنوا اوس گہر سے اوٹہاوے۔ اے فاطمہ، یہ عزرائیل ہے کہ تیرے باپ کی روح قبض کرنے کوں آیا۔ اور ادب جو کہٹ ہماری کا بجا لایا، وگرنہ رخصت مانگنا عادت اوس کی نہیں۔ دروازہ کہول کہ آوے۔ حضرت فاطمہ یہ خبر وحشت اثر سن رونے لگیں اور کہیں، واویلا، مدینہ خراب ہوا اور صاحبؐ سکینہ نے قصد سفر کیا۔ لمؤلفہ

آہ و واویلا مدینہ آج ہوتا ہے خراب ‌‌‌‌‌‌‌‌‌‌‌‌‌‌‌‌‌‌‌ فاطمہ کا جیو جگر اس آگ پر ہوتا کباب

حضرتؐ نے فاطمہ علیہا السلام کوں چہاتی سے لگا، ایک لمحہ آنکہیں مونديں، گویا کہ روحِ مقدس بدن مطہر سے جدا ہوئی۔ فاطمہ نے کان نزدیک لے جا کہا: اے بابا، اے بابا، کچہہ جواب نہ سونی۔ پہر رو کر کہی، اے پدر جان میرا قربان تیرے، کیوں جواب نہیں دیتا،

ورق ۷۵ الف

ورق ۷۵ ب

ورق ۷۶ الف

زرا آنکھہ کھول اور مجہ دوکھیا سے بول. حضرتؐ نے آنکھہ کھول کہا، اے فرزند، مت رو، کہ تیرے
رونے سے حاملانِ عرش روتے، اور اپنے ہاتہہ سے آنسو فاطمہ کی آنکھوں سے پونچھہ کہے بارخدایا
فاطمہ کوں میری جدائی ہیں صبر دے۔ پہر فاطمہ کوں فرمائے، جوں روح میری قبض کریں، کہیو
انا للہ وانا الیہ راجعون۔ اے فاطمہ حسنین کوں بولا۔ حضرت فاطمہ نے ایک شخص اون
کے بولانے کوں بہیجا. شاہزادوں نے کہا، واویلا، اس تاکید سے کہو ہمیں نہیں بولایا۔ آئے
اور روبرو کھڑے ہوئے، جوں حضرتؐ نے اون کوں دیکھا٭ رونا شروع کیا، اور پاس بولا ٭ ورق ۵۵ ب
چھاتی سے لگا، موںہہ چوم، نظر رحم سے دیکھہ، فرمایا، دریغ ان موںہوں تمہاروں سے، کہ گرد غریبی
بہریں گے اور افسوس ان بالوں تمہاروں سے کہ غبارِ یتیمی سے آلودہ ہوویں گے، نہ جانوں کہ
ظالمان امت تم سے کیا کریں، اور بعد میرے کام تمہارا کہاں لگ پہونچاویں۔ حسنین کہتے تھے
اے جدِ بزرگوار، بعد تیرے پناہ ہمارا کون ہوئیگا اور غم خوار دل نواز کون۔

کس کوں کہہ دادا پوکاریں بعد تیرے ہم غریب
ہم سے دوکھیوں کا تیرے بن کون ہووے گا طبیب

پہر حضرت فاطمہ بولی، اے پدرِ عالی مقدار، اگر مجھے غم ہوے تو کسے کہوں اور حسنین کوں آرزو ہوے
تو کس سے طلب کروں۔ اے دل دارِ غریبوں کے، اور اے پناہ بیکسوں کے، اور اے نوازنے والے
یتیموں کے، اور اے ہاتہہ پکڑنے والے بیچاروں کے، ہیں تیری جدائی سے کیوں کر صبر کروں۔

کیونکہ جیوں تجہ جدائی میں اے بابا ہیں دوکھیا
کاش مرجاؤں ہیں ہی تجہ آگے لے تیری بلا٭ ٭ ورق ۵۶ الف

پہر حضرت مرتضی علی کوں بولا، گلے لگایا اور جو جو وصیتیں کہ کرنی تہیں کرکہ سمجھایا. پہر ملک الموت
آیا اور کہا، السلام علیک یا نبی اللہ، حق تعالیٰ نے تجھے سلام بہیجا ہے اور مجھے حکم کیا کہ روح تیری قبض
نہ کروں، بغیر حکم تیرے۔ حضرتؐ نے فرمایا اتنا صبر کرکہ بھائی میرا جبریل آوے۔ کہا تابع حکم ہوں. وہیں
جبرئل کوں حکم ہوا کہ جا میرے دوست پاس جبرئل آیا اور کہا، لمولفہ

یا محمدؐ بشارتیں لایا	تب پیمبرؐ نے سن کہ فرمایا
کیا بشارات ہیں اے اخی جبرئل	کہا جبرئل حق نے فرمایا

آگ دوزخ کی سب بوجھا دویں — جنت آراستہ یو کروایا
حکم ہوا ساری حوروں کو سنگار — صفیں سب فرشتوں کی بندھوایا
روح میرے حبیبؐ کی آتی — اس سبب سب کوں آپ بنوایا

اور ملایکہ اعظم تیری روح کے استقبال کوں کھڑے ہیں۔ ترجمہ۔

کرو خوشی سے گذر در تماشہ گاہِ راز — مکانِ قدس تمہارے لیے بنایا ہے — ورق ۵۸ ب

حضرتؐ نے فرمایا' یہ تو بشارتیں خوب ہیں' ولیکن اس سے بہتر بشارت دے کہ آنکھیں میری روشن ہوویں اور دل میرا شاد۔ جبریل نے کہا' بہشت حرام ہے سب پیغمبروں اور اون کی امتوں پر جب لگ کہ توں اور امت تیری قدم وہاں نہ رکھے۔ حضرتؐ نے فرمایا کہ بشارت اس سے بہتر دے۔ کہا یا رسول اللہ مقرر ہوا ہے کہ روز قیامت پہلے تاج بخشش کا جس کے سر پر رکھیں توں ہووے۔ حضرتؐ نے فرمایا کہ اے اخی بشارت ایسی دے کہ گردِ غم کوں میرے دل سے دھووے۔ جبریل نے کہا' اے پیشواے انبیا بیان فرما کہ کس غم میں اور کس کے فکر میں ہے کہ ایسی خبروں خوشی افزا سے بوجھ غم کا دل سے تیرے نہیں اوٹھتا۔ حضرتؐ نے فرمایا کہ ہمیشہ غم و اندیشہ میرا واسطے امت کے تھا اور اب
اوس سے زیادہ ہے کہ آیا بعد میرے روزہ داران ماہ مبارک رمضانؓ بغیر میرے کیوں کر روزہ کھولیں — ورق ۵۹ الف
اور حج کرنے والے بیت الحرام کے بغیر میرے کیوں کر منا میں آدیں اور قیامت میں آخر کار اور عمل ان کے کہاں لگ پہونچیں۔ جبریل نے کہا یا رسول اللہ دل اپنا خوش رکھہ کہ حق سبحانہ تعالیٰ آج امت تیری کوں اپنی پناہ میں رکھے اور فردائے قیامت اس قدر امت تیری سے تجکوں بخشے کہ توں راضی ہووے۔ تب حضرتؐ نے فرمایا' اب خوش ہوا میں اور آنکھیں میری روشن ہوئیں۔ اے عزرائیل آگے آ۔ اور جس کام پر کہ مامور ہوا ہے عمل میں لا۔ ملک الموت' روح مبارک کے قبض کرنے میں مشغول ہوا۔ اور حضرتؐ اوس حالت میں طرف چھت کے دیکھتے تھے کہ ہاتھہ اوٹھا کر کہے بالرفیق الاعلیٰ اور طرف عالم وصال کے سدھارے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔

تمت المجلس — ورق ۵۹ ب

بسم اللہ الرحمن الرحیم

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِی اَذَابَ قُلُوْبَ الْاَحِبَّاءِ مِنَ الشَّوْقِ لِقَآءِ الْحُسَیْنِ وَ ارْتَفَعَ مَدَارِجَ الشُّهَدَاءِ وَمَعَارِجَ الْعُرَفَاءِ مِنْ تَحْتِ لِوَاءِ الْحُسَیْنِ وَنَوَّرَ عُیُوْنَ الْمُشْتَاقِیْنَ الَّذِیْنَ هُمْ مَحَبَّةِ اَهْلِ بَیْتِهٖ صَادِقُوْنَ وَ بِشَفَاعَتِهِمْ وَاثِقُوْنَ بِتُرْبَةِ کَرْبَلَاءِ الْحُسَیْنِ وَ زِیَارَةِ اَحِبَّائِهِ الَّذِیْنَ جَاهَدُوا فِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ فَقَاتَلُوْا وَقُتِلُوْا مَعَ اَقْرِبَاءِ الْحُسَیْنِ وَ شَرَّفَ شِیْعَةَ نَبِیِّهٖ وَ وَلِیِّهٖ بِزِیَارَةِ قُبَّةِ قُرَّةِ عَیْنِ الْمُصْطَفٰی وَالْبَتُوْلِ الزَّهْرَآءِ اَعْنِیْ سَیِّدَ الشُّهَدَاءِ الْحُسَیْنِ وَصَلَّی اللّٰهُ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّاٰلِهٖ اَجْمَعِیْنَ وَ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ ۞ ورق ۶۰ الف

بسم اللہ الرحمن الرحیم

• کشتی شکست خوردہ طوفان کربلا — در خاک وخوں فتادہ بمیدان کربلا
گر چشم روزگار بر وفاش میگریست — خوں میگذشت از سر ایوان کربلا
نگرفت دست دہر گلابے بغیر اشک — زان گل کہ شد شگفتہ بہ بستان کربلا
در آب ہم مضایقہ کردند کوفیاں — خوش داشتند حرمت مہمان کربلا
بودند دیو و دد ہمہ سیراب ومیکید — خاتم زقحط آب سلیمان کربلا
زان تشنگاں ہنوز بعیوق میرسد — فریاد العطش ز بیابان کربلا
آہ از دمے کہ لشکر اعدا نکردہ شرم — کردند رو بخیمۂ سلطان کربلا
آن دم فلک بر آتش غیرت سپند شد
کز خوف خصم در حرم افغاں بلند شد ۞

۞ ورق ۶۰ ب

یہ دوسری جو مجلس ہے سو اس میں سر بسر — خیر النساء کے مرنے کا یاراں حوالی ہے

مورخان اخبار معتبر اور مفسران آثار نامور وفاتِ فاطمۃ الزہرا علیہا السلام کوں یوں روایت کرتے ہیں کہ جب حضرت رسالت پناہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دنیا سے کوچ کیا، شور و فغاں مدینہ میں ایسا پڑا کہ آسمان رویا اور زمین لرزی۔ لیکن جیسا کہ باپ کے غم میں حضرت فاطمہ پر اثر کیا تھا کسو پر نہ کیا۔ رات دن سوا رونے کے کام اوس کا نہ تھا، ور سوا واویلا و وابابا کوئی صدا اوس کی نہ سونا۔

روتے روتے فلک اور ابر کوں شرمندہ کیا — خونِ دل خونِ جگر نے آنکھوں سے راہ لیا
چھوڑ کر آب و خورش غم کوں کیے اپنی غذا — خواب و آرام کو تج رونے میں سکھ بوجھی اتم
تابِ طاقت کوں کیا رونے نے رخصت تن سے — اور ضعیف ہونے لگے سارے قوی گل گل کے
سب مواد خصم ہو گئے ہائے وہ جثہ گھل کے — تنکے سا سوکھ گیا گھر کیا اوس تن موں غم ورق ۶۱ الف

روایت ہے کہ یک دن فاطمہ نے کہا، چاہتی ہوں کہ اپنے باپ کے موذن کی آواز سنوں۔ جوں یہ خبر بلال کوں پہونچی، اذان شروع کیا۔ جوں اللہ اکبر کہا، فاطمہ نے باپ کوں یاد کر رونا شروع کیا۔ اور جب اشہد ان محمدؐ رسول اللہ کہا، فاطمہ نے نعرہ مارا۔ اور پچھاڑ کہا بیہوش ہوئی۔ لوگوں نے جانا کہ جاں بحق تسلیم ہوئی۔ بلال کوں کہا بس کر، فاطمہ کا کام آخر ہوا۔ لیکن بعد ایک دیر کے فاطمہ میں ہوش آیا۔ القصہ اسی طرح روز روتیں اور بیہوش ہوتیں۔ اور حسنین کوں دیکھ کہتیں، کہاں جدِ بزرگوار تمہارا جو تمہیں گلے لگاوے، اور کہاں وہ ناز بردار تمہارا جو تمہیں پیادہ نہ چلنے دے اور کاندھے چڑھاوے۔ ہائے اب کبھو نہ دیکھوں گی کہ دروازہ کھول میرے گھر آوے۔ ورق ۶۱ ب اور کبھو نہ دیکھوں گی کہ تمہیں گلے لگا کاندھے چڑھاوے۔ یہاں تلک روئیں کہ لوگ مدینے کے اور ہمسایہ کے تنگ آئے، اور کہے، اے فاطمہ، دن کو رو اور رات کوں سو، یا رات کو رو اور دن کوں آرام سے سو، تا کہ ہم بھی آرام پاویں۔ اتنے میں حضرت آئے، اور کہے اے جگر گوشۂ رسولؐ، آج مدینہ میں عجب قیامت ہے۔ اگر چاہے کہ میں تجھ سے راضی رہوں، آواز اپنی کسو کوں نہ سونا اور صبر کر کہ رات آوے، تب تجھے قبرِ رسولؐ پر لے جاؤں، شاید کہ تسلی پاوے۔ فاطمہ نے صبر کیا تب لگ کہ رات آئی، اور خلق آرام پائی۔ حضرت امیرؑ گھر میں آ دیکھے کہ فاطمہ بیہوش پڑی ہے۔ صبر کیے کہ ہوش میں آئی اور

کہی، مصرع یا علی رات کس قدر گذری۔ حضرت امیر نے فرمایا کہ تیسرا حصّہ، تب فاطمہ نے کہا، اب ۵ ورق ۹۲ الف
مجھے رخصت ہے کہ باپ کی قبر پر جاؤں۔ حضرت امیر نے کہا کہ چلو۔ آہ جوں فاطمہ اٹھی، ضعف سے تیورا کر گر پڑی۔ تب حضرت امیر نے ہاتھ پکڑا اور روضۂ منورہ پر لائے جوں نظر فاطمہ کی باپ کی قبر پڑی زار زار روئی اور مونہہ اپنا اوس خاک پر ملی۔ حضرت امیر نے کہا اے فاطمہ اتنا مت رو۔ تب فاطمہ نے کہا۔ اے نور دیدہ عالم صبر ایسے باپ کی جدائی میں مشکل ہے۔ لمولفہ

میں صبر کیونکہ کروں صبر بہی ہوا بے صبر — میرا شفیق پدر مرگیا بُجھاتی قبر

اوس روز سے فاطمہ ہمیش شہیدوں کی قبر پر جاتی اور اتنا روتی کہ بیہوش ہوتی۔ روایت ہے کہ جب دو مہینے پندرہ نہ دن یا تین مہینے پانچ دن وفات سرور کائنات سے گزرے۔ حضرت امیر گہر میں آ دیکھے کہ فاطمہ نے تہوڑا آٹا خمیر کیا ہے کہ روٹی پکاوے اور تہوڑی مٹی بہگوئی کہ سر فرزندوں کے دہولاوے ۵ ورق ۹۲ ب
اور قصد حسنین کے جامے دہونے کا رکہتی۔ حضرت امیر نے کہا اے صاحبۂ دو جہاں اور اے معصومہ آخر الزماں اے بلقیس حجرۂ پاکی اور اے اشرف مخلوقات خاکی اے زہرا مرضیہ و اے حورا اے انسیہ اے ماں دو مظلوم اور اے بیٹی ایک معصوم کی اے دولہن کم جہیز اور اے بی بی پردۂ پرہیز اے پارچۂ جگر احمدی اور اے پونجی حضرت محمدی ہرگز بیچ اس مدت کے نہ دیکہا مینے کہ ایک دن دو کام دنیا کے آگے تمہارے ہوئیں اور آج دیکہتا ہوں کہ تین کام میں مشغول ہو۔ آیا اس میں کیا حکمت ہے۔ فاطمہ نے جوں یہ حرف سونا، آنسو آنکہوں سے جاری کر کہا۔ اے تاجدار سورۂ ہل اتی اور اے شہسوار میدان لا فتی ۵ ورق ۹۳ الف
اے خطیب منبر سلونی اور اے وارثِ مرتبۂ ہارونی اے شیر جنگل شریعت اور اے کشتی دریاے طریقت اے شگوفۂ باغ ابوطالب اور اے نواختۂ اسد اللہ الغالب اے امیر کل امیر۔ لمولفہ

کیا کہوں یا مرتضیٰ پہر غمزدے کوں کیا دوں غم — جلتے کوں پہر کیا جلاؤں لیک سُن اے محترم
کہتی ہوں لاچاری سوں لیتی ہوں اب راہِ عدم — ایک دم مجکوں فلک نہیں دیکہہ سکتا شادماں
باپ کی ہجرت میں تو تہی فکر ہجرت روز و شب — تس پہ محسن کے تعب نے اب دیا زیادہ تعب
بیکلی اس درد کی بیکل رکہے ہے مجہ کوں اب — رات کوں رخصت میں ہوں گی دن تلک ہوں میہماں

ھذا فراق بینی و بینک، دولت ملاقات کی آخر ہوئی اور نوبت فراق کی پہونچی۔ پدر بزرگوار کوں رات ۵ ورق ۹۳ ب
خواب میں دیکہا مینے کہ کہڑا ہے اور ہر طرف دیکہتا ہے گویا منتظر کسو کا ہے۔ میں پوکاری کہ اے بابا توں

494035
851-11
2329

کہاں ہے کہ جدائی تیری سے جان میرا بلب آیا۔ فرمایا اے فاطمہ وقت جدائی کا آخر ہوا اور مجھے بہی آرزو تیری صورت کی ہے۔ اب وقت ہے کہ پنجرا تن کا توڑے اور خارستانِ دنیا سے گلستانِ عقبی میں آوے۔ اے فاطمہ جلد آ کہ جب تک نہ آوے توں نہ جاوں میں۔ کہی اے پدر بزرگوار میں بہی آرزومند تیرے دیدار کی تہی فرمایا کہ کل رات میرے پاس ہووے گی۔ اتنے میں نیند سے چونکی اور اشتیاق اوس عالم کے نے غلبہ کیا۔ جانتی ہوں کہ آخر روز یا اوّل شب آیندہ رحلت کروں گی۔ روٹی اس واسطے پکاتی ق ۶۴ الف
کہ کلہہ توں میری مصیبت میں گرفتار ہوے گا۔ فرزند میرے بہوکے نہ رہیں اور جامے اس واسطے دہوتی کہ نہ جانوں بعد میرے کپڑے میرے بچوں کے کون دہووے۔ اور مانگ اس واسطے بہگوئی کہ دونو کے گیسوؤں کوں دہو کنگہی کروں۔ نہ جانوں بعد میرے ان کے سر کے بالوں کوں کون دہووے۔ لمولفہ

نہ جانوں بعد میرے کون لے ان کی خبر مجہ بن — کہلاوے کون نہلاوے انہے کون آکے کر مجہ بن
پنہاوے کون جامے دہوے کر ان کے بدن بہتیر — دہولاوے کون گیسوان کے غم کہا ہر سحر مجہ بن

آہ فاطمہ اوس گردے کہ حسنین کے بالوں پر بیٹہتی غمگین ہوتی۔ اگر دیکہتی کہ بال عنبر مثال اون کے خاک میں ملے اور مونہہ خوش جمال اون کے لوہو میں رلے کیوں کر تحمل کرتی۔ ترجمہ

مونہہ ملا مانگ بہتیر لوہو بہرا مکہڑا حسینؑ — دیکہتی گر فاطمہ اوس وقت آ در کربلا ۶۴ ب
اس روش روتی کہ زاری اوس کی سے اے دوستاں — رہنے والے آسماں کے روتے سارے بر ملا

جوں حضرت امیر نے بات فراق کی سونی، آنسو آنکہوں سے جاری کر فرمائے، اے فاطمہ، ابہی تیرے باپ کی جدائی سے آرام نہ پکڑا تہا کہ نوبت تیری جدائی کی پہونچی۔ ترجمہ۔

زمانا داغ غم کا ہر گہڑی رکہے جگر اوپر — ابہی وہ داغ چنگا نہیں ہوا اور رکہے اوس اوپر

لمولفہ۔

ابہی سینہ سے مٹا تہا نہ ترے باپ کا داغ — ابہی اوس کے ہی میں ماتم سوں نہ پایا تہا فراغ
تس پہ یہ داغ ملے ہے مجہے بالائے داغ — ہائے ان داغوں کا جلتا ہوا جل ہوں گا بہسم

فاطمہ نے فرمایا، یا علی اوس مصیبت میں صبر کیا، اس مصیبت میں بہی صبر فرما، اور ایک ساعت کہیں نہ جا، کہ دم میرا کنگنی میں پڑا ہے۔ یہ کہتی تہی اور جامے فرزندوں کے دہوتی تہی اور اون کے ق ۶۵ الف
مونہہ دیکہہ آہ حسرت اینچ، کہتی تہی، کاش جانتی میں کہ بعد میرے تم پر کیا ہوے گا اور آخر کار تمہارا

کہاں لگ پہونچے گا۔ حسنین ماں کی یہ باتیں سن رونے لگے اور فاطمہ کہی، اے جانانِ مادر، ایک ساعت
گورستانِ بقیع میں جاؤ اور اپنی ماں کے حق میں دعا فرماؤ۔ حسنین سدھارے اور فاطمہ بستر پر تکیہ دے حضرت
امیر سے کہی، ذرا بیٹھو کہ وقت رخصت ہے اور اسما بنت عمیس کوں بولا کہا، کہانا حاضر کر، جوں فرزند
میرے آویں، نوش جان فرماویں۔ کہ وو نہیں صاحبزادے آئے۔ اسمانے اون کوں ایک اور مکان میں
بٹھا کہانا لائی۔ شاہزادوں نے کہا اے اسما کبھو دیکھا ہے توں نے کہ بغیر ماں کے کہانا کہائے ہیں۔
اسمانے کہا ماں کا جیو کاہلا ہے، تم نوش کرو۔ رو کر کہے کہ ہمیں بغیر ماں کے کہانا گوارا نہیں۔ اور* اوٹھہ کر ٭ورق ۶۵ ب
ماں کے حجرے میں جا، دیکھے کہ مادرِ مہربان بستر بیماری پر تکیہ دیے لیٹی ہیں، اور پدر بزرگوار سرہانے اون
کے بیٹھے ہیں۔ جوں حضرت فاطمہ نے اون کوں دیکھا، حضرت امیر سے کہا، یا علی، ایک ساعت ان کوں میرے
باپ کی قبر پر بھیج، کہ میں حق تعالیٰ سے بھید اپنا کہوں۔ حضرت امیر نے کہا، اے جانانِ پدر، ایک ذرہ
اپنے دادا کی قبر پر جاؤ کہ ماں تمہاری بیمار ہے۔ حسنین روتے ہوئے حجرے سے باہر نکلے۔ حضرت فاطمہ
نے کہا، یا علی، ایک ساعت بیٹھہ، اور سر میرا اپنے زانو پر دہر، کہ مجہ عمر سے کچہ اب باقی نہیں رہا۔ حضرت امیر
نے کہا۔ اے فاطمہ مجھے قوت ان باتیں سونے کی نہیں اور طاقت اس حال دیکھنے کی نہ۔ فاطمہ نے کہا،
یا علی، ایسی راہ درپیش آئی کہ بالضرور جایا چاہیے۔ اور ایسے غم نے دل میں جوش مارا* کہ بے اختیار ٭ورق ۶۶ الف
کہا چاہیے۔۔ ایک دم بیٹھہ اور بات میری گوش کر، اور شربتِ تلخ فراق جوں جانے توں نوش کر۔ حضرت
امیر بیٹھے اور حضرت فاطمہ کا سر زانو پر رکہے۔ لیکن جوں فاطمہ آنکہہ کھول دیکھی کہ حضرت امیر مثلِ ابر بہار
زار زار روتے۔ فاطمہ نے کہا، یا علی، وقتِ وصیت ہے نہ ہنگام گریہ و تعزیۃ۔ حضرت امیر نے کہا،
یا سیدۃ النساء، کیا وصیت ہے۔ فاطمہ نے کہا، چار وصیتیں، اول یہ کہ اگر تیری جناب میں مجہ سے کوئی گناہ
ہوا ہووے تو بخشیو۔ حضرت امیر نے فرمایا، حاشا کہ اس مدت میں کچہ ایسا تم سے واقع نہیں ہوا کہ باعث
میری دل آزردہ گی کا ہووے۔ تم ہمیشہ میری غم گسار رہی، نہ دل آزار، اور میں نے تمہیں وفادار پایا نہ جفاکار
پہر فاطمہ نے کہا، دوسری وصیت یہ، کہ میرے بچوں کوں عزیز رکھیو، اور ہاتہہ مہر و شفقت کا ان کے سر
سے نہ اوٹھائیو، اور اگر کچہہ تقصیر ان سے واقع ہووے تو معاف فرمائیو کہ بے مادر ہیں۔ تیسرے یہ کہ مجھے رات ٭ورق ۶۶ ب
کوں دفن کیجیو کہ جیوتے جیو نظر بیگانے کی میرے قد و بالا پر نہیں پڑی۔ تیوں ہیں بعد مرنے کے نظر کسو کی میرے
جنازے پر نہ پڑے۔ چوتھے یہ کہ پانو میری زیارت سے نہ اینچیو کہ مجھے تم سے کمال انس تہا۔ حضرت امیر نے

یہ بات سن فریاد اوٹہا، بیقرار ہو کہا، اے فاطمہ قبول کیا مینے، لیکن توں بہی کرم کر اور میری بہی وصیتیں قبول دہر۔ فاطمہ نے کہا فرماؤ۔ حضرت امیرؑ نے کہا، اول یہ کہ اگر تیری خدمت میں مجہ سے کچہہ تقصیر ہوئی ہو معاف فرمائیو۔ دوسرے یہ کہ جب پدر بزرگوار اپنے سے ملاقات کرے، سلام مجہ جدا ہوے، دل جلے کا اور غم و دوکہہ اپنچے ہووے کا عرض کیجیو۔ تیسرے یہ کہ میری طرف سے کچہہ اوس جناب میں گلہ نہ کریو۔

بند مرثیہ ورق ۶۰ الف

کیوں کہ اے فاطمہ تو لختِ جگر ہے اوس کی   میں نے آزردہ اگر تجکوں کیا ہووے کبہی

دہ خطا بخشیو کہیو نہ پیمبرؐ سینتی   الامان تجہ گلہ سے مانگتا عرشِ اعظم

فاطمہ نے کہا کبہو اس مدّت میں کچہہ ایسا تم سے نہ دیکہا مینے کہ موجب گلہ ہووے۔ یہ کہتی تہی کہ یکایک باہر سے آواز حسنینؑ کے رونے کی آئی اور دروازۂ حجرے پر آکہے، اے پدر بزرگوار دروازہ کہول کہ دیدار آخری اپنی ماں کا دیکہیں اور رخصت ہوویں۔ حضرت امیرؑ نے دروازہ کہول پوچہا، اے جانانِ پدر تم نے کیوں کر جانا کہ ماں تمہاری اس وقت دنیا سے جاتی ہے۔ حسنینؑ کہے اے پدرِ مہربان، ہم ابہی دادا کی قبر پہ نہ پہونچے تہے کہ آواز رونے کی سونی، کہ ابراہیم خلیلؑ کہتے تہے، یتیمانِ فاطمہ زہرا آئے اور اسماعیل ذبیحؑ کہتے تہے، شفیعانِ روزِ جزا آئے۔ اور دادا نے فرمایا کہ میرے جگر گوشہ آئے۔ جوں دادا کی قبر پر پہونچے، سلام کیے۔ مرقد جدِ بزرگوار سے آواز آئی کہ اے فرزندو، پہرو اور دیدار آخری ورق ۶۰ ب اپنی ماں کا دیکہو، کہ اروحِ پیمبرین تمہاری ماں کے استقبال کوں آئی ہیں۔ ہم دو نہیں پہرے۔ یہ کہتے ہوئے حجرے موں جا زمین پر پچہاڑیں کہا، روتے، ماں سے پلٹ کہے، اے مادرِ مہربان آنکہیں کہول، اور ہم غریبوں سے بول، اپنے یتیموں کوں نظرِ شفقت سے نواز اور اپنے بے کسوں کوں حرفِ مرحمت سے کر سرفراز

نظرے کن کہ فراقت دل ما را خون ساخت   سخنے گو کہ ز ہجرت جگر ما بگداخت

کیوں یتیمی کی کی فوج ہم پہ ابہی سے آتاخت   یہ توبن مادری کا وقت نہ تہا کیا کریں ہم ورق ۶۱ الف

جوں آواز حسنینؑ کی فاطمہ کے کان میں پہونچی، آنکہیں کہول، ہاتہہ اوٹہا، دونوں کوں گلے لگ، بولیں، اے مظلومان، مادر نہیں جانتی کہ بعد میرے تم پر کیا ہووے گا۔ پہر بیٹیوں کوں بولا حضرت امیرؑ پاس سب کوں سونپا۔ اور ام سلمہ کوں کہا پانی لاؤ کہ نہاؤں۔ ام سلمہ پانی حاضر کی، سیدۃ النساء

نے غسل کرا اور کپڑے پاک بہن فرمائی کہ بچھونا میرا ایوان میں بچھاؤ۔ پہر داہنے پہلو لیٹ، منہہ قبلہ طرف
کر، ہاتھ رخسار تلے رکھہ، اسما کوں کہا، ایک دن جبرئیل میرے باپ پاس آیا، اور تہوڑا کافور بہشت
واسطے حنوط کے لایا۔ باپ میرے نے اوس کے تین حصّے کیے۔ ایک حصّہ آپ لیے اور دو مجھے دیے۔
کہے ایک حصہ تیرا اور ایک علی کا۔ اے اسما وہ کافور فلانی جگہہ ہے۔ اوس میں سے چالیس مثقال لے کر
مجھے حنوط کرا اور باقی واسطے علی کے دہر۔ اسمانے بموجب فرمودہ عمل کیا۔ پہر کہا اے اسما باہر جا اور ٭ ورق ۶۸ ب
مجھے چہوڑ تنہا تا ایک ساعت بہید اپنا حق سے کہوں۔ اسما باہر گئی اور ایک ذرہ صبر کئی آواز حضرت
فاطمہ کے رونے کی سونی۔ اندر جا دیکھی کہ سیدۃ النسا روتی اور حق تعالی سے مناجات کرتی، خداوندا
واسطے حرمت میرے باپ محمد مصطفیٰؐ کے اور واسطے درد دل علی مرتضیٰ کے اور واسطے سوزِ دلِ حسن و
حسین اور بیٹیوں غم مبتلا کے کہ میرے باپ کی امت پر رحم کیجو اور پروردگارا ان کے گناہوں سے
درگذر یو۔ اتنے میں اسما پر رونے نے غلبہ کیا۔ حضرت فاطمہ نے پہر دیکہہ کر کہا، اے اسما تجھے نہ کہا
مینے کہ مجھے اکیلا چہوڑ اور ایک ساعت پیچھے پوکار۔ اگر جواب دئی تو فبہا و الا نہ، اپنے پروردگار پاس ٭ ورق ۶۹ الف
گئی۔ پہر اسما گہر سے باہر نکل ایک ساعت انتظار کر پوکاری، یا قرۃ العین رسولؐ، جواب نہ سونی پہر
پوکاری یا سیدۃ النسا، آواز نہ آئی۔ اندر جا چادر مونہہ سے اوٹہا دیکہی کہ حجرۂ فنا سے عالمِ بقا میں
سدہاری۔

انا للہ و انا الیہ راجعون ٭ ورق ۶۹ ب

بسم الله الرحمٰن الرحیم

الحمد لله الذی روّح ارواح المحبین بنسیم لا اله الا الله وعطّر مشام المشتاقین بآثار شمیم لا اله الا الله وانس قلوب العاشقین فی غلبات شوقهم وطیّب حالاتهم بالاشتغال بقول لا اله الا الله ونوّر عیون العارفین وجمال العاشقین بنور معرفة لا اله الا الله واسرج مشکوٰة قلوب المؤمنین واحیاء الراسخین وزیّن مجالسهم بدوام ذکر لا اله الا الله وصلّی الله علیٰ محمد وآله اجمعین والحمد لله رب العالمین ٥ ورق ۶۰ الف

بسم الله الرحمٰن الرحیم ٥

بند سیویم از مرثیه محتشم علیه الرحمه

بر خوان غم چو عالمیان را صلا زدند — اول صلا بسلسلهٔ انبیا زدند
نوبت باولیا چو رسید آسمان طپید — زان ضربتی که بر سر شیر خدا زدند
پس آتشی ز اخگر الماس ریزها — افروختند و بر حسن مجتبیٰ زدند
وانگه سرادقی که ملک محرمش نبود — کندند از مدینه و در کربلا زدند
وز تیشه ستیزه دران دشت کوفیان — بس نخلها ز گلشن آل عبا زدند
پس ضربتی کزان جگر مصطفیٰ درید — بر حلق تشنهٔ خلف مرتضیٰ زدند
اهل حرم دریده گریبان کشاده مو — فریاد بر در حرم کبریا زدند

روح الامین نهاده بزانو سر حجاب
تاریک شد ز دیدن او چشم آفتاب ورق ۶۰ ب

یہ مجلس ہے گی تیسری جس میں شہادت اب شاہ نجف کی ہے جسے سونا محال ہے

اہل سیر معتبر شہادت امیرالمومنین حید رصلوۃ اللہ علیہ و آلہ وسلم کوں یوں روایت کرتے ہیں کہ جب حضرت امیر علیہ السّلام جنگ نہروان سے فارغ ہوئے، فرمائے کون ہے کہ خبر فتح میری کوفے میں پہونچاوے ابن ملجم لعین نے کہا، یا امیرالمومنین حکم ہوئے میں جاؤں اور یہ خوش خبری فتح اہل کوفہ کوں پہونچاؤں. حضرت فرمائے، جا اور کام اپنا بھی بنا۔ بعضوں نے کہا ہے کہ اصل ابن ملجم لعین کا مصر سے تھا۔ اور ایک روایت ہے کہ جب حضرت جنگ نہروان کوں متوجہ ہوے، سب طرف سے مدد بولائے۔ یمن سے بھی دس شخص آئے۔ ابن ملجم لعین اون میں تھا۔ ہر ایک نے اون دسوں سے تحفہ اور تبرک حضرت کوں نذر گذرانے[*] اور حضرت قبول فرمائے۔ اور ملعون نے شمشیر قیمتی پیش کش کی اور حضرت نے قبول نہ فرمائی عرض کیا کہ سب کی نذر قبول ہوئی اور میری نہ ہوئی، کیا کم طالعی میری۔ حضرت نے فرمایا، کیوں کروں حال آنکہ مراد تیری اس تلوار سے بر آوے اور وار اس کا تیرے ہاتھہ سے میرے سر پر بیٹھے۔ ملعون رونے لگا، اور عرض کیا، یہ خیال محال ہرگز میرے دل موں نہیں اور اگر تحقیق ہے پس حکم ہوے کہ دونو ہاتھہ میرے کاٹیں۔ حضرت نے فرمایا یہ بات ہونی ہے اور مجھے رسولِ صادق[ؐ] نے خبر دی ہے۔ لیکن بغیر فعل نہ ہونے کے حد لازم نہیں۔ القصہ جب اوس ملعون نے رخصت پائی کہ فتح خبر کوفے میں پہونچاوے، چلا اور کوفے میں پہونچ خبر فتح ہر ایک کوں دیتا تھا۔ ناگاہ ایک دروازہ پر پہونچا[*] آواز راگ کی سونا، کھڑا ہو نعرہ مارا اور اون لوگوں کوں اوس بدعت سے منع کیا۔ یک مرتبہ اندر سے کئی عورتیں نکلیاں۔ درمیان اون کے ایک عورت سلیتہ جمیلہ قطامہ نام۔ جوں نظر اوس روسیاہ کی اوس ملعونہ پر پڑی، آگ عشق اوس کے کی بیچ انگیٹھی سینۂ پر کینہ میں روشن ہوئی۔ ایک دل نہ سو دل سے عاشق ہوا، اور پردہ شرم و حیا کا موتہہ پر سے اوٹھا، پاس اس ملعونہ کے جا کہا، کس قبیلہ سے ہے۔ کہا بنی تمیم، وہ قبیلہ خوارجوں کا تھا۔ اور حضرت امیر نے بیچ جنگ نہروان کے باپ بھائی اوس ناپاک کا دس لعینوں سے نار جہنم بھیجا تھا۔ ابن ملجم لعین نے کہا، رانڈ ہے یا خصم رکھتی کہی رانڈ ہوں لیکن خصم چاہتی۔ ملعون نے کہا، مجھے قبول کرے گی۔ ملعونہ کہی، تین شرط ہے۔ اول لونڈی خوب صورت کہ ثانی اوس کی پیدا نہ ہووے، دویم دس ہزار اشرفی نقد مہر قبولے۔ تیسرے

[*] ورق ۱۱ الف
[*] ورق ۱۱ ب
ورق ۱۲ الف

قتل علی ابن ابی طالب اختیار کرے۔ ابن ملجم لعین نے کہا کنیز مہرو قبول، لیکن مارنا علی کا مشکل ہے، کیوں کہ وہ شہ سوار مشرق اور مغرب کا اور گردن توڑنے والا گردن کشانِ عرب کا۔ ترجمہ۔

جب اینچے وہ شہ ذوالفقار از غلاف — پڑے ڈر سیتی لرزہ در کوہ قاف

جب اوس ہاتھہ میں نیزہ گردان ہوئے — بلائے دلیران و گردان ہوئے

ملعونہ نے کہا سب چیز سے گذری لیکن قتل علی سے نہیں گذرتی۔ جب لگ کینہ اپنے باپ بہائی کا اوس سے نہ لوں۔ آرام نہ پکڑوں اور مہر میرا مارنا علی کا ہے۔ اگر میرا ملاپ چاہے یہ کام اختیار کر، وگرنہ جان کہ ہرگز مجھے نہ دیکھا تہا۔ وگر جو دیکھا تہا تو خواب بیچ دیکہا تہا۔ ملعون جوں یہ بات سونا، آگ دشمنی اوس کی نے شعلہ اینچا اور دیگ جاہلیت اوس کی جوش میں آئی۔ اور کہا قسم خدا رق ۲، ب
کی علی سچ کہتا تہا۔ اس شہر میں نہ آیا میں مگر واسطے قتل علی کے۔ اے قطامہ قبول کیا اور قتل علی پر کمر باندہا۔ ملعون نے شمشیر اپنی اوس ملعونہ کو گرو دے کر، حضرت کے پاس آیا۔ اوس وقت کہ حضرت کوفے میں داخل ہوے تہے اور اہل کوفہ استقبال کوں گئے تہے۔ لیکن حضرت امیر دروازۂ مسجد کوفہ میں پہونچ گہوڑے سے اتر، قدم مسجد میں رکہے اور نماز ادا کر منبر پر سدہارے اور ایک خطبۂ الٰہی اور نعتِ رسالت پناہیؐ ادا فرما، حاضروں کو عذاب الٰہی سے ڈرائے اور ثواب جاودانی سے امیدوار کیے۔ پہر منبر کے داہنی طرف دیکہے، حضرت امام حسن کوں دیکہہ پوچہے، یا بنیّ کم مضی من شہرنا ہذا! یعنی اے فرزند اس مہینے سے کے دن گذرے، اور وہ ماہ رمضان تہا۔ شاہزادہ نے کہا تیرہ دن۔ ق ۳، الف
پہر بائیں طرف منبر کی دیکہے، حضرت امام حسین کوں دیکہہ پوچہے، یا بنیّ کم بقی من شہرنا ہذا! یعنی اے فرزند اس چاند کے کے دن باقی رہے۔ عرض کی کہ سترہ دن۔ تب حضرت امیر نے ہاتہہ اپنے محاسن پر رکہہ فرمائے، اس چاند میں داڑہی میری کوں میرے سر کے لہو سے خضاب کرے بدبخت ترین امت۔ اور مارنا چاہتا ہے ایک نامرد قبیلہ مراد سے۔ حال آنکہ اپنی مراد کوں نہ پہونچے۔ میننے اوس سے نیکی کی ہے اور وہ مجہ سے بورائی کرے۔ یہ کہہ ہائے ہائے تمام روئے کہ ریش مبارک تر ہوئی۔ اور حاضران مجلس بہی روئے۔ پہر حضرت نے کہا، اے یارو، نہ جانیو کہ میں مرگ سے ڈرتا ہوں، نہ نہ، بلکہ ہمیشہ آرزومند مرگ کا تہا اور انتظار شہادت کرتا تہا۔ مرگ مارا ق ۳، ب
زندگی دیگر است۔ لیکن رونا میرا ان بچوں مظلوم لیے ہے کہ اب درد غریبی میں مبتلا ہیں اور بعد میرے

سوزِ یتیمی میں گرفتار ہوئیں گے۔ پہر کہے اے حاضراں سلام میرا غائبوں کوں پہونچاؤ اور یہ سوناؤ کہ جب میرے بچوں کوں شہید کریں اور تمہیں خبر پہونچے، ان کی مصیبت پر روئیو کہ رونا تمہارا واسطے میری اولاد کے ضایع نہ ہوے گا۔ ترجمہ

آج جو کوئی میرے فرزندوں پہ کہاوے گا غم   ہوئے گی حد سے زیادہ شادی محشر اوسے
اے عزیزو ایک دم حال حسن کوں کر کہ یاد   زندگی کڑوی کرو زہراب دے کافر اوسے
کربلا میں تشنہ لب رکہہ اوپیں شبیر کوں   چور پہر زخموں میں کر آخر دیے خنجر اوسے ٭ ورق ۴، الف

پہر حضرت مسجد سے باہر آئے۔ اوس روزے ایک دن حضرت امام حسن کے گہر افطار فرماتے اور ایک دن حضرت امام حسین کے گہر۔ لیکن زیادہ تین لقمہ سے نوش جان نہ کرتے۔ شاہزادوں نے عرض کی، یا امیر کیوں زیادہ تناول نہ فرماتے۔ فرماتے، نزدیک ہے کہ طرف درگاہ الہی کے جاؤں بس چاہتا ہوں کہ جوں حکم حق تعالی پہونچے آلودہ نہ رہوں۔ لیکن ابن ملجم ملعون اوسی رات سے قطامہ سلیتہ کے گہر تہا اور اوس ملعونہ نے دو ملعون قبیلہ اپنے سے پیدا کئے، کہ ایک کا نام شبیث لعین اور دوسرے کا وردان ملعون، کہ ابن ملجم لعین کے ساتہہ مددگار اور رفیق رہیں۔ وہ تینو خارجی ہمیشہ قطامہ زانیہ کے گہر شراب پیوتے اور منتظر فرصت رہتے، جب لگ کہ اونیسویں رات رمضان کی آئی ٭ ورق ۴، ب
حضرت امیر تمام رات عبادت الٰہی میں مشغول رہے اور مطلق نہ سوئے۔ ہر ساعت صحن گہر میں نکل آسمان کوں دیکہہ فرماتے، صدق یا رسول اللہؐ، کیا چیز مانع ہوئی کشندے میرے کوں مارنے میرے سے۔ تب لگ وہ وقت ہوا کہ مسجد میں سدہاریں۔ وضو کرا اور کمر باندہ، فرمائے، کمر کوں سخت باندہ واسطے مرگ کے کہ تجہ سے ملاقات کرے گی۔ لیکن جوں حضرت صحن گہر میں پہونچے اور چلے مرغابیاں کئی ایک گہر میں تہیں، حضرت کے پاؤں میں لپٹیں اور چونچوں سے دامن حضرت کا پکڑ نہ چہوڑتیں تہیں کہ باہر سدہاریں۔ لمولفہ

تجدید کر وضو کوں علی آگے دہر قدم   مرغابیاں جو گہر موں تہیں دامن میں ہوکہ ضم
باہر نہ جانے دیتیں تہیں فریاد کر بہم   بوجہیں تہیں شاہ باز و کبوتر کا واقعہ ٭ ورق ۵،
مانع ہوئیں امیر کی تب اون کوں بیٹیاں   اون نور دیدہ ونسی کہے شاہ انس وجاں
ہاتہہ ان سے رکہو مجہ پہ ہیں یہ رونے والیاں   ہے ان کی زندگانی کے شہپر کا واقعہ

پچوں حضرت کی بیٹیوں نے چاہا کہ اون کو دور کریں. حضرت نے کہا، منع نہ کرو کہ یہ ماتم کرنے والیاں میری ہیں. حضرت امام حسن نے عرض کی، اے پدر بزرگوار یہ کیا فال ہے کہ فرماتے، اور دل ہم دردمندوں کا جلاتے. فرمائے، اے فرزند یہ فال نہیں لیکن دل میرا گواہی دیتا ہے کہ اس مہینے میں سب شہیدوں میں ہوں گا. پہر سب فرزندوں سے ایک ایک کوں بہ طریق وداع باتیں سوناتے تہے. اور در و دیوار سے آواز الوداع والفراق..... فرمائے. ترجمہ

باندہ کراباب دل دنیا سے توڑ — اب چلا ہوں صحبت دیرینہ چھوڑ ورق ۵۵، ب
چھوٹوں غم غصہ سے وقت آیا ہے اب — چھوڑوں شادی اور غم عالم کا سب
مسند جنت بنی ہے ہم لیے — بس کہ اس زندان میں ہم محنت کیے

پہر جوں گہر سے باہر قدم رکہا قلابہ دروازہ کا حضرت کے پٹکہ میں اٹکا اور پٹکا کہل زمین پر گرا حضرت نے پہر کمر بند کوں اٹہا کمر کوں کس باندہی اور مسجد طرف قصد کر، فرمائے، خلوا سبیل المومن المجاھد فی اللہ لا یعبد غیر الواحد، یعنی، راہ دو مومن جہاد کنندہ کو بیچ راہ خدا کے کہ ہرگز سوا معبود یکتا کے پرستش کسو کی نہیں کیا. پہر جوں مسجد میں پہونچے، قندیل مسجد کی خاموش ہوئی تہی اور مسجد میں اندہیرا تہا. حضرت نے اذان کہی اور لوگوں کوں واسطے نماز کے آواز دی. لیکن جوں قطامہ ملعونہ نے آواز حضرت کی سونی، ابن ملجم لعین کوں جگا کہی، اوٹہہ کہ علی مسجد میں آیا. کوئی دم میں لوگ مسجد میں آویں، ورق ۵۶، الف
فرصت نہ پاوے گا، شتاب جا اور علی کوں مار، مراد اپنی مجہ سے حاصل کر. ملعون اوٹہا اور شمشیر زہر آلودنی. مسجد میں سوئے ہوؤں کے درمیان چھوپا. اور وہ دونو ملعون کہ رفیق تہے، مسجد میں انتظار اوس لعین کا کرتے تہے. لیکن حضرت اذان سے فارغ ہو، مسجد کے سوئے ہوؤں کوں آواز کر، پاؤں اپنا ابن ملجم لعین پر مار کہے، اوٹہہ نماز کر اور اس طرح مت سو کہ خواب شیطان ہے. اور جس قصد پر کہ آیا ہے، شتابی کر کہ یہی آن ہے اور چاہے تو کہوں میں کہ تیرے دامن میں کیا چھوپا ہے. تاریخ طبری میں لکہا ہے کہ حضرت ابہی اذان میں تہے کہ شبیث لعین نے وردان ملعون کو کہا، آ ہم دو نو تلوار چلاویں ۵۶، ب
اگر ایک سے خطا ہوے تو دوسرے کی لگے. اور ابن ملجم کوں کہا، توں اندر قدم دہر، اگر ہم سے کام نہ ہووے، توں کام اپنا کر. لیکن جوں حضرت اذان کہہ، قدم مسجد میں رکہے، شبیث لعین نے شمشیر چلائی، طاقِ مسجد پر لگی اور ٹوٹی. وہیں وردان نے تلوار چلائی، دیوار مسجد پر بیٹہی. ابن ملجم لعین نے

کہا: وا ویلا! ابہی لوگ پہونچیں اور ہمیں پکڑلیں. شمشیر اینچ کر محراب میں آیا اور صبر کیا کہ حضرت نے سر
سجدے سے اٹہایا، وہیں اوس حرامزادہ روسیاہ نے شمشیر چلائی. قضاے اوس جاگہ لگی، جہاں جنگ
خندق میں عمرو ابن عبدود لعین نے زخم مارا تہا. جوں شمشیر اوس زخم پر پہونچی، آہ مغز لگ سر
مبارک پہٹ گیا. اور حضرت نے کہا فزت برب الکعبہ. یعنی: خلاص ہوا میں قسم خداے کعبہ کی. تب ۸ ورق ۱۱ الف
ابن ملجم لعین بہاگا اور شہرہ پڑا کہ حضرت امیر کوں شہید کیا. خلایق یک مرتبہ مسجد میں آئی. لیکن جوں
شہزادوں نے یہ خبر دل سوز غم اندوز سونی، گریبان چاک کر اور چہرے زمین پر پٹک مسجد میں سدہارے

اوس حال سیتی داخل مسجد جب آہوے — ہر طرف اضطراب سوں رو رو نظر کیے
بابا نظر پڑا نہ وہاں ڈہونڈہ نے لگے — کس جا ہوا ہے وارث سرپر کا واقعہ
ہے ہے دونو کی جا پڑی یک بارگی نگاہ — منبر پڑا ہے خالی و منبر کا بادشاہ
محراب موں پڑا ہے نجہا اپنا قبلہ گاہ — کہے کاش ہوتا ہم دو برادر کا واقعہ

دونو یتیم باپ سے پلچے اور رونا شروع کر، تلوے باپ کی آنکہوں پر ملنے لگے. لمولفہ

بابا کا ہاے شق ہوا سر گودے حسنؑ — شمشیر دیکہی پیر گئی سر موں مغز چہن ۸ ورق ۱۱ ب
پاؤں اوپر حسین گرے سایے کی نمن — دیکہہ ہاے اپنے باپ سے دلبر کا واقعہ

اوس وقت حضرت ہاتہہ اپنے سے لوہو اپنے مونہہ اور ڈاڑہی پہ ملتے تہے اور کہتے تہے اس حال سے
رسول خداؐ کوں دیکہوں، اور اس صورت سے فاطمہ زہرا سے ملاقات کروں، اور اس ہیئت سے
حمزہ سید الشہدا سے ملوں، اور اس شکل سے بہائی جعفر طیار کوں دیکہوں. حسنین اور بزرگان کوفہ ان
باتوں پر روتے تہے اور لوٹتے تہے. ناگاہ ابن ملجم لعین کون اوس کے چچا کا بیٹا پکڑ گہیٹتا لایا. اوس
وقت حضرت نے امام حسن کوں فرمایا کہ باجماعت نماز کر. لیکن جوں نظر ابن ملجم لعین پر پڑی، رو کر
فرمائے، اے بہائی، مگر میں بورا امیر تہا درمیان تہارے. کہا معاذ اللہ. تب حضرت نے فرمایا، ۸ ورق ۱۲ الف
پس کیا تہا کہ توں نے میرے بچوں کو یتیم کیا اور رخنہ میرے خانہ دان میں ڈالا، میں تو تجہ سے
بہلائی کیا تہا. ملعون نے کہا، جو ہونا تہا سو ہوا. تب حضرت نے فرمایا کہ اسے بندی خانہ میں لے جاؤ
اور کہانے پینے سے جو میں کہاؤں اوسے کہلاؤ، اور ہرگز دانا پانی اس پر بند نہ کرو. اگر میں شفا پایا
جو کچہہ کہ خواہش میری ہوے گی سو کروں گا. اگر فوت ہوا، ایک ضرب سے زیادہ اسے نہ ماریو، کہ

ان نے بہی ایک ضرب مجھے ماری ہے، پہر فرمائے، ایضاً لمولفہ

مسجد سے مجکوں لے چلو اب گہر میں ہو لوہاں / دیدار آخری میرا دیکھیں جو بیٹیاں
رخصت اونہوں سیتی بہی ہیں ہو لوں زرا وہاں / تب ہوئی اونہوں کی زینت مندر کا واقعہ [ورق ۸۸، ب]

تب حسنین حضرت کوں گلیم پر لٹا، ایک طرف سے حضرت امام حسن اور ایک طرف سے حضرت امام حسین نے کاندہوں پر اوٹہا کرے چلے۔ اتنے ہیں صبح صادق نے گریبان چاک کیا تب حضرت نے فرمایا والصبح اذا تنفس، یعنی اے صبح، قسم اوس کی کہ جس کے حکم سے توں نے دم نکالا، قیامت کے دن تجہے گواہ بولاؤں گا، کیوں کہ تو سچ گواہی دے گی۔ اوس دن سے کہ رسول خدا پاس اول جوانی سے ایمان لایا اور نماز ادا کیا اور جو کچہہ اون نے کہا قبول کیا، اور جس چیز سے کہ منع کیا، گرد اوس کے نہ پہرا۔ آج لگ توں نے مجہے سویا نہیں پایا۔ روز محشر کہ ایک لاکہہ چوبیس ہزار پیغمبر حاضر ہوویں، چاہیے کہ سچ گواہی دیوے توں۔ بزرگان کوفہ جوں یہ بات سونی زار زار رونے لگے۔ لیکن جب حضرت کوں اوس حال سے گہر موں لائے، عجیب قیامت [ورق ۸۹، الف] فاطمہ کی بیٹیوں سے اوٹہی، اور آواز واویلا و واعلیا زمین سے آسمان لگ پہونچی۔ لمولفہ

معجر سے کوئی لوہو لے کرتے تہی سرے پاک / کوئی پونچہتی تہی باپ کے پاؤں سے ہائے خاک
کوئی کہینچتی تہی درد سیتی آہ سوز ناک / کوئی کہتی آج ہوا ہے پیمبر کا واقعہ

اور کہتیاں، اے کاش، ماں ہماری، فاطمہ الزہرا جیوتی ہوتی تو یتیمی اور بے کسی ہماری پر رحم کرتی، یا مدینہ میں دادا کی قبر پر ہونیاں تا درد دل اپنا اوس قبر سے کہتیاں۔ اے باپ یتیموں کے اور اے پناہ بے کسوں اور غریبوں اور بے چاریوں کے ہم بغیر تیرے دنیا میں کیوں کر پہریں گیاں، اور بغیر تیرے دیدار کے کیوں کر زندگی کریں گیاں۔ اے پدر مہربان، ابہی ہمارا کون وقت یتیمی اور بے کسی [ورق ۸۹، ب] کا تہا۔ لمولفہ

ہاے بابا کیا کریں گیاں ہم دوکہیاریاں تیرے بعد / کس کوں کہہ بابا پوکاریں ہم بچاریاں تیرے بعد

راوی لکہتا ہے کہ رونا اور افغاں حضرت کے فرزندوں کا جو کوئی کہ سونتا تہا لوہو کے آنسوؤں سے روتا تہا۔ ترجمہ۔

جس کوں دیکہوں ہیں اسی سوز میں روتا گلتا / جس کوں دیکہوں ہیں اسی آتش غم میں جلتا

حضرت ایک ایک کوں گلے لگاتے تہے اور بوسہ انہوں کے مونہہ پر دے فرماتے تہے، صبر کرو کہ تمہارے
دادا محمد مصطفیٰؐ پاس جاتا ہوں اور ہاں تمہاری فاطمۃ الزہرا سے ملاقات کروں۔ بارہا ان راتوں تمہارے
دادا کوں خواب میں دیکہا میں نے کہ اپنی آستین سے گرد و غبار میرے منہ سے پاک کرتے اور فرماتے
یاعلی جو کچہہ تجہ پر تہا سو بجا لایا۔ پس یہ خواب دلالت کرے ہے کہ پردہ میری آنکھوں سے اٹہاویں کہ + ورق ۷۰ الف
جلوہ کرتا ہوا محل قدسیوں میں جاؤں۔ مصرع۔ مروں میں اِن دنوں اس خواب کی تعبیر یہی آتی۔
دہیں عمر بن نعمان جراح آیا۔ جو آنکہہ اوس جراح کی گہاؤ پر پڑی، مندیل سر سے پٹکا اور گریبان
پہاڑ، چیخ مار، بولا، واویلا، اس شمشیر کوں زہر کے پانی میں بوجہائے۔ یہ زخم مرہم پذیر نہیں۔ لمولفہ

افسوس تجہ سا مقتدا افسوس تجہ سا پیشوا اب گہاؤ ایسا کاری کہا مقتول و مظلوم ہو چلا

پہر دوسری مرتبہ آواز واویلا، حضرت کے فرزندوں سے اوٹہی اور یہ واقعہ شب جمعہ
اونیسویں ماہ رمضان واقع ہوا۔ اور حضرت نے اوس دن وصیت نامہ لکہو فرزندوں کوں وداع کیا
جب رات اتوار کی اکیسویں ماہ رمضان آئی، حضرت فرمائے تا اونہے حجرہ خاص میں لے گئے + ورق ۷۰ ب
اور ام کلثوم کوں کہے، اے فرزند دروازہ موند، ام کلثوم نے باہر آ دروازہ بند کیا۔ اور حسنین در
کے باہر بیٹہے۔ ناگاہ آواز ہاتف آئی، افمن یلقی فی النار خیر ام من یاتی امنا یوم القیامۃ۔
پہر آواز لا الہ الا اللہ سونی۔ شاہزادوں میں طاقت نہ رہی، دروازہ کہول، حجرے موں گئے اور
پدر بزرگوار کوں دیکہے کہ دار فانی سے عالم جاودانی کو سدہارے۔ انا للہ و انا الیہ راجعون۔ + ورق ۷۱ الف

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الحمد للہ الذی اورثنا الجنۃ ببکاء الحسین و یسر لنا ما نتمنی فی الدنیا و الاخرۃ ببہاء الحسین و رفع درجات رجالنا و نسائنا بسبب ارتقاء الحسین و یسر لنا طیبات الرزق و صالحات العمل بانزواء الحسین و شفع لنا سیاٰتنا و مظالمنا و جرائمنا و ماثمنا باباء الحسین و جعل لنا النجاۃ فی یوم المحشر تحت لواء الحسین و لعن القاتلین الذین قتلوا الحسین و ابناء الحسین و لعنۃ اللہ علی اعدائہم و مخالفیہم اجمعین الی یوم الدین و الحمد للہ رب العالمین

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

بند چہارم از مرثیہ محتشم علیہ الرحمہ

کاش آں زماں سرادق گردوں نگوں شدے — ویں خرگہ بلند ستون بے سکون شدے
کاش آں زماں درآمدے از کوہ تا بکوہ — سیل سیہ کہ روے زمیں قیرگون شدے
کاش آں زماں ز آہ جگر سوز اہلبیت — یک شعلہ برق خرمن گردوں دون شدے
کاش آں زماں کہ این حرکت کرد آسمان — سیماب وار روے زمیں بے سکون شدے
کاش آں زماں کہ پیکر او شد بزیر خاک — جان جہانیان ہمہ از تن برون شدے
کاش آں زماں کہ کشتی آل نبی شکست — عالم تمام غرقہ دریاے خون شدے
این انتقام گر نفتادے بروز حشر — با این عمل معاملہ دہر چون شدے

آل نبی چو دست تظلم بر آورند
ارکان عرش را بتزلزل در آورند

چوتھی ہے مجلس آج کی ہر دل کے باغ میں حضرت حسن کے مرگ کا غم نونہال ہے

مورخان اخبارات صحیح اور مفسران حکایات فصیح شہادت حضرت امام حسن علیہ السلام کوں صفحۂ غم اور صحیفۂ الم پر یوں لکھتے ہیں کہ جس دن امام حسن تولد ہوے، حضرت رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کوں خبر پہونچی۔ تبسم فرما، خوش ہو، حضرت فاطمہ کے گھر تشریف لاے۔ اور حسن کو منگاے، گود لے سیدھے کان میں اذان اور بائیں کان میں اقامت کہے۔ پھر پوچھے کہ نام اس کا کیا رکھا۔ حضرت امیر نے کہا، یا رسول اللہ پیش دستی نہ کرسکا۔ حضرتؐ نے فرمایا کہ میں حق تعالیٰ سے پیش دستی نہیں کرتا۔ وہیں جبرئیل نازل ہو، کہا، یا محمدؐ حق تعالیٰ سلام بھیجا اور اس فرزند کوں ہارون کے بیٹے کے ؎ ورق ۵۲ ب نام سے پوکارتا۔ حضرتؐ نے فرمایا، ہارون کے بیٹے کا کیا نام تھا۔ کہا شبیر۔ فرماے عربی میں کہو۔ کہا حسن۔ لمولفہ

جب حسن نام رکھا ہووے خدا نے جس کا کیوں کہ پس لازم ہے یاراں اوسے دینا زہر
ایک کوں زہر دیے ایک کوں خنجر ظالم رحم ہرگز نہ کیے اون پہ پڑے حق کا قہر

روایت ہے کہ وہ شاہزادہ ہمیشہ دامن رسول پر بیٹھتا تھا اور کاندھے پر چڑھتا۔ بزرگی اوس امام معصوم کی بے حد ہے۔ ایک دن رسول خداؐ مسجد موں تشریف رکھتے تھے اور سب اصحاب حاضر تھے، حضرت فرماے ایہا الناس چاہتے ہو کہ دیکھاوں تمہیں بہترین مردمان۔ صحابہ نے کہا دیکھلائے یا رسول اللہ۔ تب اشارہ کیے طرف حسنین کے۔ اور فرماے کہ جو کوئی ان کوں دوست رکھے مجھے دوست رکھے اور جو کوئی ان کا دشمن ہووے میرا دشمن ہے۔ اور ایک روایت ہے کہ ایک ؎ ورق ۵۳ الف دن رسول خدا نماز کرتے تھے اور سجدہ موں گئے تھے۔ امام حسن آکر حضرت کے کاندھے پر سوار ہوے اور حضرت سجدے کو طول دیے جب لگ کہ امام حسن اترے۔ تب اوٹھے۔ اور سلام پھیرے۔ صحابہ نے کہا۔ یا رسول اللہ سجدے کوں بہت طول دیا۔ ہم جانے کہ وحی نازل ہوا۔ فرماے کہ وحی نہ ہوا تھا لیکن فرزند میرا حسن میرے کاندھے پر سوار تھا۔ نہ چاہا میں کہ شتابی سجدے سے سر اٹھاؤں اور وہ دلگیر ہووے۔ القصہ امام حسن علیہ السلام نے بعد باپ بزرگوار کے بہت آزار معاویہ سے اپنچے اور بارہا اون نے زہر بھیجے۔ حضرت نادانستہ کھاے، لیکن حق تعالیٰ شفا دیتا تھا۔ تب لگ ؎ ورق ۵۳ ب

بنگ آے اور مدینہ میں سد ہارے ۔ اون دنوں مروان ملعون حاکم تہا مدینہ کا اور حاکم شام کے کہے سے، شب و روز حضرت کے مارنے کی فکر میں تہا ۔ ایک دن ایسونیہ نام کوٹنی کہ سب گہروں میں آمد و رفت رکہتی تہی، مروان کے گہر آئی ۔ مروان نے پوچہا' اے ایسونیہ حسن کے گہر بہی آمد و رفت رکہتی ہے اور اوس کی جورو اسما سے بہی ملاقات کرتی کہی کہ ہاں ۔ تب مروان نے کہا' ایک بات تجہ سے کہوں اگر بہید میرا کسو سے نہ کہے ۔ ہزار دینار سُرخ اور پچاس تہان مصری تجہے دوں گا اور یہ سو درم بیانے کے لے ۔ اوس دلالہ نے سخت سوگند کہای کہ بہید اوس کا کسی سے نہ کہے ۔ تب مروان نے کہا کہ دل اسما

ورق ۸۴ الف کا حُسن سے پہیر اور کہہ تیرے حُسن و جمال کا شہرہ شام میں گیا اور یزید تیرے عشق میں بے قرار ہو مرنے کے قریب پہونچا ۔ اگر یزید کوں قبول کرے ملک عراق اور تخت و تاج تیرے تصرف میں آوے اور ملکۂ عالم کہلاوے ۔ پس اگر اسما قبول کرے مجہے خبر دے تا تدبیر کروں ۔ ایسونیہ ملعونیہ وہاں سے نکل امام حسن کے گہر گئی ۔ اتفاقاً حضرت گہر میں نہ تہے اور اسما اکیلی تہی ۔ ایسونیہ بیٹہہ اول ایدہر اودہر کی بات درمیان لائی ۔ آخر مکر و فریب سے مطلب پر آئی ۔ ترجمہ ۔

عورتیں ایک پل میں مکر و فند سے — فرشتوں کوں کردیں گمراہ راہ سے
جس گہڑی مکر اپنے میں وہ ہوویں گرم — باتوں میں کر ڈالیں دل پتہر کا نرم
عورتوں کی خو وفاداری نہیں — بو وفا کی ان میں نہیں ہرگز کہیں

چنانچہ کلام مجید میں خدا نے فرمایا' ان کید الشیطان کان ضعیفا وان کیدکن عظیم' ورق ۸۴ ب یعنی، مکر شیطان عورتوں کے مکر آگے ضعیف ہے اور تحقیق مکر زنان عظیم ہے ۔ ترجمہ ۔

مارے گنہ سے شیطان ہر فرقت راہ مرداں — لیک حیلہ مکر اندر شاگرد عورتوں کا

القصہ ایسونیۂ ملعونیہ نے مکر و فریب سے ایسی آگ سو لگائی کہ دل اسما کوں محبت حسن سے خالی کر عشق یزید میں لگائی ۔ ترجمہ ۔

زنہار کہ عورت سے نہ کوئی مہر کوں ڈہونڈہے — سبزہ بہی اوگا ہے گا کہیں شور زمیں ہیچ

ایسونیہ جوں دیکہی کہ اسما دام میں آئی، وہاں سے نکل، خبر مروان ملعون کو پہونچائی ۔ اوس ملعون نے بعہ شیشہ زہر ہلاہل پہر پیغام بہیجا کہ جب لگ حسن جیوتا یزید تلک تیرا پہونچنا نہیں ہوتا ۔ کسو طرح اوس کے مارنے کی فکر کر اور یہ زہر ملا اوس کے کہانے یا پانی بہیتر ۔ تب اسما بے وفا

وہ زہرلی اور فرزند مصطفیٰ کے مارنے کی تدبیر میں پڑی ۔ ایک مرتبہ تہوڑا زہر شہد میں ملا اوس ⁂ورق ۱۸۵
امام مظلوم کوں کہلائی اور کچہہ محبت وڈر دل موں نہ لائی ۔ آہ وہ امام بے گناہ تمام رات اوکتا
قے کرتا رہا اور پیٹ کے درد سے جوں کبوتر نیم بسمل لوٹتا رہا ۔ صبح کوں ، روضۂ مقدسۂ رسول اللہ
پر کہ دار الشفائے دردمندان تہا ، جا ، اپنے تیئں اوس خاک پر لوٹا ، شفائے کلی پایا ۔ اور اسماء
ملعونہ سے بدگمان ہو ، وہاں سے کہانا موقوف کر ، قاسم کی ماں کے گہر مقرر فرمایا ۔ اتفاقاً پہر کئی ایک
دن بعد اسماء کے گہر گئے ۔ وہ بے حیا عرض کی کہ یا سید زماں ، خرما تحفہ حاضر ہیں ، اگر حکم ہوے لاؤں
حضرت خرمائے تر سے شوق تمام رکہتے تہے ۔ فرمائے کہ لا ۔ اسماء گئی اور آدہے خرما میں زہر ملا ،
آدہے سادے رکہہ ، طباق بہر لائی ۔ لیکن سادوں پر کچہہ نشان کیا کہ آپ پہچانے ۔ لمولفہ ۔ ⁂ورق ۸۵ الف

رنڈیوں کے مکر سے حق دے امان　　　الامان از مکر اینہا الامان

جب طبق خرما حضرت کے آگے رکہی ، حضرت نے فرمایا ، ایک شرط سے کہاؤں ، جو توں بہی ساتہہ کہادے
ملعونہ کہی کہ بہتر تب حضرت نوش جان فرمانے لگے ۔ وہ بے حیا خرمائے سادہ کہاتی تہی ، اور حضرت
دونو قسم کے کہاتے تہے ، تاکہ سات خرمائے زہر نوش کئے ۔ دل برہم ہونے لگا ، ہاتہہ اٹہے ۔
اور حضرت امام حسین کے گہر آ ، تمام رات ڈاک سے بے قرار رہے ۔ پہر صبح کوں ناناکے روضۂ
مطہرہ پر جا کہے ، ترجمہ ۔

پادشاہا تیری درگہ ہے گی اب دار الشفا　　　دردمندوں میں یہاں درماں لئے آیا ہوں اب

پہر دوسری مرتبہ برکت جد بزرگوار اپنے سے شفا پا ، اسماء بے وفا کے گہر سدہار فرمائے ، کل سے
جو تیرے گہر خرما کہائے تمام رات عجب حال میرا رہا ۔ ملعونہ طیش کہا ، کہی ، طباق بہرا خرما سے ⁂ورق ۸۶ الف
تہا اور میں بہی ساتہہ کہاتی تہی ، نہ جانوں کہ تمہیں کیا ہوا ۔ حضرت بہی طیش کہا ، وہاں سے اوٹہے
اور گہر میں تشریف لا ، بہائیوں کو بولا کہے ، اے بہائیو ، میں بتنگ آیا ، یہاں تندرست نہیں
رہتا ، چاہتا ہوں کہ موصل جاؤں کہ ہوا دہاں کی خوب ہے ۔ شاید کہ صحت پاؤں اور دشمنوں کے
مکر سے چہوٹوں ۔ تب ابن عباس اور جمع خواص اپنوں سے موصل کوں چلے ۔ جوں حوالی موصل
میں پہونچے ، اہل شہر استقبال کوں آئے اور حضرت بدولت داخل شہر موصل ہوئے ۔ ایک
اندہلا ظاہر و باطن کا اہل دمشق سے ساتہہ حضرت کے حاکم شام نے بہیجا تہا اور ایک عصا کہ بہال

ورق ۲۲ ب اوس کی زہر کے پانی میں بوجھی تھی' اوسے دیا تھا' کہ جب فرصت پاوے، بہال اوس کی امام معصوم کی پشت پا
پر چوبہاوے۔ لیکن وہ حرامزادہ فرصت نہ پاتا تہا۔ اتفاقاً ایک دن، حضرت دروازہ مسجد میں بیٹھے تہے
اور داہنا پاؤں بائیں پاؤں پر رکہے اصحابوں سے باتیں کرتے تہے۔ کہ وہ حرامزادہ مسجد سے باہر آیا'
اور دروازہ مسجد سے تکیہ لگا' حضرت کوں دعا کرتا ہوا' عصا کوں زمین پر رکہا۔ قضا سے بہال امام
مظلوم کے پاؤں پر پہونچی۔ ملعون نے قیاس سے جانا کہ امام کے پاؤں پر ہے، بقوت تمام زور کیا کہ بہال
عصا کی حضرت کے تلوے میں پہوٹ نکلی۔ امام نے آہ اینچ، ضعف کیا اور پاؤں سوج لہو بہا۔ لمولفہ

ورق ۲۳ الف ہائے فضلی ہوئے تصدق اوس مبارک پاؤں پر — کاش ہوتا اوس گہڑی کرتا شہ اوپر جیو فدا

تب ابن عباس اور اصحاب چاہے کہ اوس ملعون کوں ماریں۔ حضرت نے منع کر فرمایا، جیسے کہ یہ ظاہری
اندہلا ہے، ویسا ہی باطن کا بہی اندہلا ہے اور قیامت کوں بہی اندہلا اوٹہے گا۔ پہر درد سے فریاد
کر، کہے، چاہا ہیں کہ دو تین دن محنت و بلا اور دشمنان پر جفا سے چھوٹوں لیکن جہاں جاتا بلا ساتہہ
ہے تحقیق اور دشمن ہیں رفیق۔ ترجمہ۔ رباعی

غم رکہتا نہیں غیر قدم میرے قدم — سبحان اللہ عجب وفادار یہ غم
آج آپے دل جلے کوں میں ڈہونڈہتا ہوں — تا دونو دو کہیا رو ویں ذرا بیٹھہ ایک دم

پہر حضرت جوں توں گہر میں آئے۔ اور درد سے بے قرار ہو' جراح کو بولائے۔ جوں جراح کی آنکہہ اوس
ورق ۲۳ ب زخم پر پڑی' بے اختیار نعرہ مار' کہا' افسوس' اس لوہے کوں زہر کے پانی میں بوجہاے ہیں۔ لیکن
جراح اوستاد کامل تہا۔ معالجہ میں مشغول ہوا۔ اور بہ حکمت تمام زہر کوں رگوں سے نکالا۔ پہر حضرت
متوجہ مدینہ ہوے۔ اور ایک روایت ہے کہ ملک شام میں تشریف فرما' معاویہ پر حجتیں ثابت کیے۔ اور
اوسی حالت بیماری سے مدینہ میں سدہارے۔ ازبس کہ اسماے ملعونہ سے بدگمان تہے، حضرت
امام حسین کے گہر تشریف رکہتے تہے۔ اور ایسونیہ ملعونہ اسماے بے وفا پاس ہمیشہ آتی جاتی تہی۔ ایک
دن پہر زبانی یزید جا کہی، اے اسما شتاب فکر حسن کر' والا نزدیک ہے کہ تیرے عشق کی آگ مجہے
جلاوے اور تیری آرزوے وصال دل میں رہ جاوے۔ اسماے ملعونہ نے کہا' کہ دو مرتبہ اوسے
ورق ۲۴ الف اس زہر سے دیا' کیا کروں کاری نہ لگا۔ دلالۂ مکارہ نے مروان سے کہا۔ اوس ملعون نے تہوڑا
الماس پیا ہوا' ساتہہ ایک لڑی جواہر کے اسما پاس بہیجا۔ ملعونہ نے جوں لڑی جواہر کی دیکہی اور

وہ باتیں پھر کی سوئی، جیو جان سے، امام مظلوم کے مارنے میں پڑی۔ لیکن ہر چند کوشش کرتی تھی، کچھ قابو اور مکر نہ پاتی تھی کہ اوس الماس سے امام مظلوم کو دیوے۔ ترجمہ

جو نیک ہوتی عورت اور عورت کی عقل — نہ مار اوس کا نام ہوتا یہ کیا کہ مار

انھے مارنا واجب اے مرد فہم — ہیں معنوں میں بھی افعی زہر دار

تب لگ، کہ اٹھائیسویں تاریخ تیرہ تیزی کی اور رات جمعہ کی آئی، ملعونہ اوس الماس پیسے کوں لے کر امام بے گنہ کی طرف چلی اور یہ مکر گئی کہ جو کوئی مجھے دیکھے تو کہوں کہ زیادہ اس سے طاقت ؂ورق ۸۸ ب جدائی کی نہ رہی، ذرا دیکھنے آئی اور جو کوئی نہ دیکھے تھا، کام اپنا کروں

یہ مثل مشہور ہے مردوں آگے — عورتوں کے مکر سے اشتر لدے

یہ مکر بنا، اندر آ، سوراخ سے جھانکی۔ دیکھی کہ امام مظلوم تکیہ کیے ہوئے آرام میں سوتے اور بہنیں بیٹیاں گرد بیٹھیں۔ ایک ساعت صبر کی، تب لگ کہ سب سوئیں۔ فرصت پا، آہستہ اندر آ، وہ کوزہ پانی کا کہ حضرت کے سرہانے سر مہر دھرا تھا، اوس پیسے ہوئے الماس سے اوس کے کپڑے پر ڈال، اونگلی سے ملا کہ وہ زہر سب چھن کر پانی میں ملا، اور مہر کوزہ قائم رہی۔ تب آپ شتاب پھر اپنے گھر گئی۔ ایک ساعت گذری کہ وہ امام غریب نیند سے چونکا۔ اور بہن زینب کوں پوکار کہا، اے ہمشیرہ اوٹھ، ابھی دادا محمد مصطفیٰ اور باپ علی مرتضیٰ اور ماں فاطمۃ الزہرا کوں خواب میں دیکھا میں نے۔ تھوڑا ؂ورق ۸۹ الف پانی لا کہ وضو کروں۔ اور آپ ہاتھ لنبا کر اوس کوزہ کوں اوٹھا اور مہر کو دیکھ، پانی نوش کئے۔ ابھی ایک دو گھونٹ پیئے تھے کہ کوزہ زمین پر رکھ، نعرہ مار کہے، آہ یہ کیسا پانی تھا، کہ حلق سے ناف لگ ٹکڑے ٹکڑے ہوا۔ میرے بھائی حسین کوں بولاؤ۔ جوں دوسرا امام مظلوم آیا، امام حسن نے گلے لگا کہا، اے بھائی آ کہ ہمارا تیرا دیکھنا قیامت پر پڑا۔ ترجمہ۔ رباعی

ہم بار فراق تجھ پہ رکھے دچلے — سو چشمہ لہو سے دل کے کھولے دچلے

تھا دل مرے کی مراد توں عالم میں — بے بس یہ مراد آج چھوڑے دچلے

اے بھائی، ابھی جد بزرگوار کو بمعہ پدر و مادر خواب میں دیکھا میں نے کہ ہاتھ میرا پکڑے ہوئے ؂ورق ۸۹ ب باغ بہشت میں پھرتے اور حور و قصور مجھے دیکھلاتے۔ جد بزرگوار مجھے کہتا، اے فرزند غم نہ کھا کہ دشمنوں کے ہاتھ سے خلاص ہوا۔ کلھ کی رات ہمارے پاس ہوے گا، و نہیں چونک اسی کوزے سے پانی

پیا، حلق سے ناف لگ کٹ گیا۔ امام حسین نے کوزہ اوٹھا چاہا کہ آپ پیویں، امام حسن نے جلدی سے کوزہ بھائی کے ہاتھہ سے چھینا، زمین پر پٹکا، جوں وہ پانی زمین پر پہونچا، زمین جوش کھا، پھٹ گئی، اور درد پیٹ کا امام کوں شروع ہوا۔ زمین پر لوٹنے لگے اور ڈاک نے غلبہ کیا۔ ہر ساعت آنتیں اور ٹکڑے جگر کے وہ مظلوم حلق سے طشت میں اوگلتا تھا۔ ترجمہ

آہ کن الماس پیا اوس کے کوزہ میں کیا　　جو ہوا زہر اوس سینی پانی حسن مظلوم کا
مونہہ زمرد رنگ ہوا الماس سے سلیم مثال　　جو اتھا یاقوت ساخوش رنگ مونہہ مسموم کا ؎ ورق ۹۰ الف
ایک سے ستر دو ٹکڑے ہو گیا اوس کا جگر　　سب کلیجا حلق سے نکلا کٹ اوس معصوم کا
تڑپھنے لاگا زمین پر جوں کہ بن پانی مچھی　　کانٹے کانٹے ہو گیا سوراخ اوس حلقوم کا
تب کہیں کلثوم و زینب کر گریباں اپنے چاک　　ہائے اب بھائی چلا ہے زینب و کلثوم کا

لیکن جوں آفتاب بلند ہوا، مونہہ امام غریب کا سبز ہوا۔ امام حسین نے جوں بھائی کا رنگ سبز دیکھا جانا کہ زہر کاری لگا، بے اختیار چیرا سر سے زمین پر پٹکا اور فریاد وا اخاہ، اوٹھا کر کہا، لمولفہ

ہائے بن بھائی ہوئے ہے آج بیچارا حسین　　دو کھہ بھرا دو کھہ موں پڑے ہے آج دو کھیارا حسین
کیا توں بیٹھا روشنی میں اے حسین اب پل میں کوئی　　بن حسن بھائی ہوئے ہے سب گھر اندھیارا حسین
باپ تو سر سے گیا تھا دو جے نانا اور اماں　　بھائی بھی اب چل بسے ہے توں ہوئے آوارا حسین ؎ ورق ۹۰ ب

تب امام حسن نے فرمایا، لمولفہ

میرے بچوں کا نہیں غم خوار کوئی تجہ بن حسین　　ان یتیموں کا نہیں دل دار کوئی تجہ بن حسین

پھر امام حسین نے کہا اے بھائی حرف معراج پیغمبر کی سے مجھے خبر کر۔ امام مظلوم نے فرمایا کہ جب رسول خدا صلی اللہ علیہ والہ وسلم کوں معراج ہوا، حضرت سیر بہشت فرماتے تھے کہ آنکھہ دو محلوں پر پڑی ایک زمرد سبز اور ایک یاقوت سرخ کا۔ حضرت نے رضوان داروغہ بہشت سے پوچھا کہ صاحب ان دو نو محلوں کا کون ہے، رضوان نے کہا ایک کا حسن اور ایک کا حسین۔ تب حضرت نے فرمایا، پس کیوں یہ دو نو گھر ایک رنگ نہ ہوئے۔ رضوان چپ رہا۔ حضرت کہے کیوں جواب نہیں دیتا۔ جبرئیل نے کہا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم، رضوان شرم سے نہیں عرض کرتا، سبز ؎ ورق ۹۱ الف
گھر حسن کا ہے۔ ملعون امت تیری کے اوسے زہر دیویں کہ دم آخر رنگ اوس کا سبز ہووے اور سرخ گھر

حسین کا کہ اوسے شہید کریں اور دم آخر رنگ اوس کا سرخ ہووے۔ یہ کہہ بھائی کوں تنگ بغل میں لے، مونہہ پر مونہہ مل، بوسے ایک دوسرے کی پیشانی پر دیتے تھے، اور زار زار روتے تھے۔ کہ کسوں کوں طاقت دیکھنے کی نہ تھی اور حاضران باتفاق روتے تھے کہ در و دیوار سے آواز رونے کی آتی تھی۔

خدا کسو کوں نہ دیکھلاوے دن جدائی کا خصوص دل جلے بھائی کوں داغ بھائی کا

پھر امام مظلوم نے اسماے ملعونہ کوں خلوت میں بولا، فرمایا اے بی بی نالایق بے حیا میری اور اے یار ناسازگار بے وفا میری، جان کہ تجہ سے مینے نیکی کی، بھائیوں اور بیٹوں کوں ؎ ورق ۹۱ ب
تیرے اس عمل کی خبر نہ دی اور پردہ تیرے عیب و گناہ کا نہ اوٹھایا۔ لیک مینے انصاف اپنا اور تیرا قیامت میں خدا پر رکھا۔ تجھے کچھ شرم اور دھرم نہ آئی۔ حیف دوست دوستوں سے ایسا ہی کرتے اور خصوص مجہ سا دوست وفادار۔ ترجمہ۔

اے یار کوئی بے سبب اب یار کوں مارے اور مجہ سے کوئی یار وفادار کوں مارے
تو دوست نہ کہہ دشمن ہی گن اپنا میرے تئیں دشمن کوں بھی یوں کوئی نہ گنہہ گار کوں مارے

یہ کہہ مونہہ اوس ملعونہ سے پھیرا، فرمائے، جا کہ اپنی مراد کوں نہ پہونچے گی۔ پھر بھائی حسین کوں پکار سب فرزندوں اور بھائیوں کوں، بولا، طاعت و بندگی حق تعالیٰ پر وصیت فرمائی۔ پھر بہن کلثم کوں ؎ ورق ۹۲ الف
کہے اے ہمشیرۂ نامدار میری اور اے باپ ماں کی یادگار میری میرے بچے قاسم کوں بولا۔ ام کلثوم نے قاسم کوں بولایا۔ امام غریب نے اوسے گلے لگایا۔ مونہہ اپنا اوس مونہہ پر مل ہاے ہاے کر روے پھر ہاتھ قاسم کا پکڑ، بھائی حسین کے ہاتھ دے فرماے، اے بھائی، فلانی بیٹی تیری نامزد قاسم کی کی مینے۔ جب وقت آوے اوسے سونپیو اور نظر پدری و شفقت اس پر سے نہ اوٹھائیو۔ جوں اُنیسویں رات تیرہ تیزی کی آئی، حال امام مظلوم کا برہم ہوا۔ بھائی اور فرزند سب حاضر تھے۔ جب آدھی رات گذری، فرمائے، اے بھائی حسین، اے ماں جائے حسین، الوداع، الوداع، ان بچوں اور بھائیوں کو تجہ پاس سونپا اور تجھے خدا پاس۔ پھر کلمۂ شہادت پڑھ، دار فانی سے عالم جاودانی کوں سدھارے۔ ؎ ورق ۹۲ ب
انا للہ وانا الیہ راجعون۔

؎ ورق ۹۳ الف

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ الْحَمِیْدِ الْمَجِیْدِ الْمُبْدِیٔ الْمُعِیْدِ فَعَّالٌ لِمَا یُرِیْدُ وَ وَعَدَ بِدَارِ کَرَامَتِہٖ وَحِیَاضِ عِنَایَتِہٖ
الْمُسْلِمِ الشَّہِیْدِ الَّذِیْ رَفَعَ مَنْزِلَۃَ الْحُسَیْنِ عَلَی الرُّتْبَۃِ حَتّٰی قَالَ حَبِیْبُ السَّدِیْدِ حُسَیْنٌ
مِنِّیْ وَ اَنَا مِنْ حُسَیْنٍ عِنْدَ قَرِیْبٍ وَ بَعِیْدٍ اَشْھَدُ اَنْ لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَحْدَہٗ لَا شَرِیْکَ لَہٗ
الْقُدْرَۃُ وَ الْبَقَاءُ وَ الْعَظَمَۃُ وَ الثَّنَاءُ وَ ھُوَ فِیْ ذَاتِہٖ وَ صِفَاتِہٖ وَحِیْدٌ اَشْھَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُہٗ
وَ رَسُوْلُہٗ الْبَشِیْرُ النَّذِیْرُ السِّرَاجُ الْمُنِیْرُ عَلٰی کُلِّ شَقِیٍّ وَ سَعِیْدٍ وَ اَشْھَدُ اَنَّ عَلِیًّا وَلِیُّ اللّٰہِ وَ ← ورق ۹۳ ب
صِفْوَتِہِ الشُّجَاعِ الْغَضَنْفَرِ وَ الْغَالِبِ الْمُظَفَّرِ عَلٰی کُلِّ جَبَّارٍ عَنِیْدٍ ۞ ← ورق ۹۴ الف

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

بند پنجم از مرثیہ محتشم

چوں خون حلق تشنۂ او بر زمین رسید — جوش از زمین بذروہ عرش برین رسید
نزدیک شد کہ خانہ ایمان شود خراب — از بس شکستہا کہ بارکان دین رسید
نخل بلند او چو خسان بر زمین زدند — طوفان بر آسمان زغبار زمین رسید
باد آن غبار چون بمزار نبیؐ رساند — گرد از مدینہ بر فلک ہفتمین رسید
یکبار جامہ در خم گردون بنیل زد — چون این خبر بعیسی گردون نشین رسید
پر شد فلک زغلغلہ چون نوبت خروش — از انبیا بحضرت روح الامین رسید
کرد این خیال وہم غلط کار کاین غبار — تا دامن جلال جہان آفرین رسید ۱

ہست از ملال گرچہ بری ذات ذوالجلال
او در دلست و ہیچ دلے نیست بے ملال

ہے مجلس آج پانچویں مسلم عقیل کی　　　کوفے میں جانا مرنا شروع قتال ہے

راویان اخبارات جاں گداز اور ناقلان حکایات پرسوز وساز شہادت مسلم ابن عقیل علیہ الصلوۃ من رب الجلیل یوں بیان کرتے، کہ جب حضرت امام حسین علیہ السّلام دیکھے کہ خط وخطوط کوفیوں کے حد سے گذرے درجواب لکھے کہ نامے تمہارے مجھے پہونچے اور مضمون معلوم ہوے۔ میں اب اپنے چچا کا بیٹا مسلم ابن عقیل کہ بھائی میرا ہے اور بزیور علم وحلم آراستہ ہے بھیجتا ہوں۔ اگر وہ لکھے کہ تمہارے سرداروں کوں تحقیق میری رغبت ہے تو شتاب آؤں۔ پھر مسلم کوں اون لوگوں سے کہ کوفہ سے آئے تھے روانہ کئے۔ ابھی مسلم منزل نہ گئے تھے کہ ایک شکاری اون کے داہنے ہاتھہ سے ہرن پیچھے دوڑا آیا اور اوس ہرن کوں پکڑ ذبح کیا۔ مسلم جوں یہ دیکھے پھر کر حضرت امام حسین پاس ۔۔۔ورق ۹۵ الف
آکہے، یا ابن رسول اللہ کوفے میں جانا میرا مصلحت نہیں کہ یہ فال بد دیکھی میں نے۔ حضرت فرمائے اے بھائی مگر ڈرے تم۔ اور اگر تمہاری رضامندی نہیں پس میں اور کوں بھیجوں۔ مسلم نے کہا، ہزار جان میری فدا تیری، لیکن از بس کہ یہ شگون بد راہ میں دیکھا، میں نے چاہا کہ عرض کروں، والا نہ، کیا مجال کہ تجہ حکم سے مونہہ پھیروں۔ ترجمہ۔

اگر سر میرے کوں کاٹے نہ سر تجہ حکم سے پھیروں
مجھے عید اوس گھڑی ہووے کہ قربان رہ پہ تیری ہوں

ابن رسول اللہ جاتا ہوں، لیکن مجھے گمان ہے کہ پھر دیدار فایض الانوار تیرا میرے نصیب نہ ہوے گا۔ اوسی واسطے پھرا تھا کہ پھر ایک مرتبہ یہ آنکھیں تیرے جمالِ باکمال سے روشن کرلوں۔ یہ کہہ، حضرت کے قدموں کوں بوسہ دے، روکر کہے، یوں جانتا ہوں کہ یہ دیدار آخری ہے اور ۔۔۔ورق ۹۵ ب
یہ قدم بوس آخری۔ لمولفہ

رخصت ہوتا ہوں وِلے جانوں ہوں یہ رخصت آپ
رخصت آخری ہے پھیر قیامت میں ملاپ

حضرت بھی یہ سن بہت روئے اور اونہوں کوں گلے لگا، دعائے خیر کر، رخصت کئے۔ مسلم روتے ہوئے چلے۔ ایک نے راہ میں کہا، کہ اے مسلم، مگر مرگ سے ڈرتا ہے، کہ روتا ہے۔ مسلم بے اختیار

آہ مار کہے، رونا میرا نہ مرگ کے ڈر سے، بلکہ جدائی حسین پر کہ کبھو اوس سے جدا نہ ہوا تہا۔ ڈرتا ہوں کہ پہیر اوسے نہ دیکہوں۔ اور باغ وصال اوس کے سے میوۂ مراد نہ چنوں۔ ترجمہ۔

آگے جاتا ہوں گا اور دیکہتا پہیر پہیر پیچہے   نہیں خبر یاروں کی پیچہے پڑے ہے یا آگے
یہ گمان کرتا ہوں اور دل موں یقین آتا ہے   کہ یہ دیدار حسین ہائے نہ پہیر توں دیکہے ۵۵ الف

القصہ مسلم مدینۂ منورہ میں جا، روضۂ متبرکۂ پیغمبرؐ کی زیارت کر، گہر سدہارے اور دو طفل صغیر رکہتے تہے کہ اونہے بہت پیار کرتے تہے۔ دونوں کوں ساتہہ لے، اہل و عیال کوں رخصت کر، ایک راہبر مقرر کیے کہ راہ جنگل سے طرف کوفہ کے پہونچاوے۔ جوں کئی منزل گئے، راہ برنے راہ گم کی۔ اور ہر چند تردد کیا، ہرگز وہ شاہراہ نہ پائی۔ مسلم اوس جنگل میں دونو بچوں سمیت ہزار محنت و مشقت سے آپ کوں پانی لگ پہونچائے۔ اور حضرت امام حسین کی جدائی کی آگ میں جل کر کباب ہو، فرمائے، ترجمہ۔

کروں ہر ساعت اب فریاد میں تیری جدائی سے
ہزار افسوس گر بادِ صبا تجہ لگ نہ پہونچاوے

آخر الامر مسلم ہزار مصیبتوں سے کوفے میں پہونچے اور سرائے مختار میں اترے۔ دوست واسطے ملازمت کے آئے۔ اور مسلم نامۂ حضرت امام حسین سبہوں کو سونائے۔ سب کوفی بے وفا سن کر روے ۵۵ ب
اور در اشتیاقِ ملازمتِ حضرت رشتۂ آرزو میں پروئے۔ پس ہر روز اہل کوفہ مسلم کی خدمت میں آنے لگے اور بیعت دینے لگے۔ تا کہ قریب بیست ہزار آدمی نے بیعت دی۔ مسلم نے جوں دوستی اور یکجہتی کوفیوں کی دیکہی، نامہ حضرت امام حسین کوں لکہا کہ اہل کوفہ رغبت تمام رکہتے اور بیست ہزار مرد جنگی دائرۂ بیعت میں سرفراز ہوے۔ جس وقت خاطر مبارک میں آوے توجہ فرمائیے۔ لیکن جاسوسوں نے احوال یزید پلید کوں لکہا۔ جوں یہ خبر اوس روسیاہ کوں پہونچی، اون نے عبداللہ زیاد کوں لکہ بہیجا کہ مسلم کوفہ میں آیا اور واسطے حسین کے بیعت لیتا۔ پس حکومت کوفہ تجہ پر مقرر ہوئی۔ شتاب جا اور مسلم ۵۶ الف
کوں اوس کے رفیقوں سمیت مار کر سر اوس کا مجہ پاس پہونچا۔ جوں وہ نامہ ابن زیاد لعین کوں پہنچا خوش وقت ہو۔ اسباب ظلم موجود کر کوفے کوں چلا۔ لیکن جب کہ وہاں پہونچا، مسجد میں جا کوفے کے سرداروں کوں بولایا۔ اور نامہ صوبہ داری اپنی کا سبہوں کوں دیکہایا۔ لیکن جوں مسلم ابن زیاد لعین کے

آنے کی خبر سونے، مختار کے گھر سے نکل ہانی کے گھر سدہار، کہے، اے ہانی، میں اس شہر میں غریب اور مسافر ہوں، توں کو فیوں کوں پہچانتا ہے۔ لمولفہ۔

تجہ طرف ہی پناہ لایا ہوں بے کس ہوں بے کسی کا مایا ہوں

ہانی قبول کیا۔ اور ایک کوٹھری اپنے محل میں بنا مسلم سے کہا۔

مصرع ؛ کرم نما و فرود آکہ خانہ خانۂ تست

مسلم وہاں اترے۔ وہیں لوگ جاتے تھے اور بیعت دیتے تھے لیکن* ابن زیاد ملعون جیتا تلاش کیا کہ مسلم کی خبر پاوے، نہ پا سکا۔ بعد تلاش بے حد ہانی بن عروہ کے گھر معلوم کیا اور ہانی کوں مکر سے بولا مارا۔ مسلم جوں قتل ہانی کی خبر سونے وہاں سے نکل محمد کثیر کے گھر گئے۔ ابن زیاد کوں وہاں کی خبر پہنچی محمد کثیر کوں بہی قتل کیا۔ تب مسلم وہاں سے دو نو بچوں کوں شریح قاضی کے پاس سونپ، شہر کے دروازہ کی راہ پکڑے کہ شہر سے باہر جاویں۔ ایک نے کہا، اے مسلم کہاں جاتا ہے کہ سب دروازے شہر کے بند کیے ہیں۔ مسلم قدم کئی ایک چلے تھے کہ صبح روشن ہوئی اور ایک ملعون حارث شامی نام کی آنکھہ مسلم پر پڑی۔ مسلم کوں پہچان، ابن زیاد لعین سے جا کہا کہ مسلم کوں بڈہیوں کے بازار میں* دیکہا میں نے کہ قصد دروازہ بصرے کا کیے ہوے جاتا ہے۔ ابن زیاد ملعون نے نعمان لعین کوں پچاس سوار سے مسلم کے پیچہے بہیجا۔ جوں مسلم نے دیکہا کہ ایک تنکہ سواروں کا میرے پیچہے آتا ہے، گھوڑے سے اتر تازیانہ مار ہانک دیا۔ اور آپ ایک مسجد خراب میں ایک کونے میں چھپ۔ نعمان لعین نے گھوڑے کے پاؤں کی پے لی، گھوڑا پایا، لیکن مسلم سے اثر نہ پایا۔ ابن زیاد ملعون نے کہا کہ شہر کے دروازوں کوں محکم مونديں اور منادی کریں کہ جو کوئی مسلم کی خبر لاوے، مال و منال دنیا بہت پاوے۔ کئی بدبخت مسلم کے ڈھونڈنے میں پڑے۔ اور حضرت مسلم بہوکے پیاسے اوس مسجد ویرانہ میں تہے تب لگ کہ رات آئی۔ مسجد میں پاؤں باہر رکہتے تہے لیکن نہ جانتے تہے کہ کہاں جاتا ہوں اور* کہتے تہے، افسوس کہ دشمنوں کے ہاتہہ گرفتار ہوں اور امام حسین سے برکنار۔ ترجمہ۔

* ورق ۹۷ ب / * ورق ۹۸ ا / * ورق ۹۸ ب

نہ قاصد کوئی جو پیغام میرا نہ محرم کوئی سلام تمام میرا
جو پہونچاوے حسین ابن علی کوں کہے میرا یہ غم ویسے ولی کوں
پڑا اس شہر میں بے یار افسوس نہ میرا یہاں کوئی غم خوار افسوس

کہوں کس سیتی اس دم یہ دو کہہ اپنا — کہ یہاں رکہتا نہیں ہوں کوئی اپنا
غریب و بے کس و بے آشنا ہوں — سراسر خستہ مکر و دغا ہوں

اسی طرح مسلم سرگشتہ و پریشان دل خستہ و حیران اوس محلے میں پہرتے تہے کہ یکایک ایک گہر کے دروازہ پر پہونچ دیکہے کہ ایک بوڈہیا کہڑی تسبیح ہاتہہ میں ذکر الٰہی کرتی۔ اور طوعہ اوس کا نام ہے۔ لمولفہ۔

جس طرف جاتا تہا دروانے موندے تہے شہر کے — راہ کہیں پاتا نہ تہا جو نکل جاوے شہر سے ۹۹ الف
رات گذری دن کوں ایک مسجد خرابہ میں چہوپے — سارا دن گذرا پڑی نہ مونہہ میں اوڑکر ایک کہیل
دوسری رات اوس خرابے سے وو سرگرداں نکل — بہو کہا اور پیاسا نہایت تس پہ ہیہانِ اجل
ایک بوڈہیا سے کہا اے ماں میرے دل کا کنول — پانی بن مرجہانے جاتا ٹک دے پانی کر نہ ڈہیل

مسلم نے کہا، اے ماں تہوڑا پانی دے سکے گی تا حق تعالیٰ تجہے قیامت کی پیاس سے اپنی امان میں رکہے، کیونکہ بہت پیاسا ہوں اور جگر میرا جل گیا ہے۔ طوعہ گئی اور ایک کوزہ ٹہنڈے پانی کا لائی۔ مسلم پیے اور وہیں بیٹہے۔ دل موں کہتے تہے، ہزاروں دشمنوں میں گرفتار ہوں، مبادا کسی کے ہاتہہ پڑوں۔ کہ وہ پیر زال کہی، اے جوان، یہ شہر ہے پرشور، جدہر سے آیا ہے اودہر جا۔
مسلم نے کہا، اے ماں، میں ایک مردِ غریب مسافر، گہرانے عزت و پاکی کے سے ہوں اور اپنے ۹۹ ب
گہر بار و شہر و دیار سے دور پڑا۔ جا گہہ نہیں رکہتا، اگر مجہے اپنے گہر موں جگہ دیوے تو حق تعالیٰ تجہے بہشت میں جگہہ دیوے۔ ترجمہ۔

کوچے موں بلا کے میں بنایا ہوں وطن — منزل میں مصیبتوں کی یہ جان و یہ تن
جس قدر میں اپنے کام میں سوچتا ہوں — محنت زدہ کوئی نہیں ہے عالم میں چو من

طوعہ پوچہی کیا نام ہے اور کس قبیلہ سے ہے۔ مسلم نے کہا محنت زدہ ہوں اور ظلم و ستم اینچا ہوا۔ کیا پوچہتی ہے نام اور قبیلہ میرا۔ طوعہ نے مبالغہ کیا، تب لاچار مسلم نے کہا، لمولفہ۔

مجہ سا بے کس مجہ سا بے بس مجہ سا کوئی بے خانماں — مجہ سا اب غربت زدہ کوئی نہوےگا اے اماں
نے رکہوں ہوں گہر نہ رکہتا در نہ کوئی مہرباں — نام مجہ برگشتہ طالع کا ہے مسلم بن عقیل ۱۰۰ الف

امام حسین کے چچا کا بیٹا ہوں کوفیوں نے بے وفائی کی اور مجہے ورطۂ بلا میں ڈالا۔ طوعہ سونتے

ہی مسلم کے پانو پر گری اور گہر میں لا، اچہی جگہہ بٹہا، کہانے پیونے سے جو کچہہ کہ رکہتی تہی، حاضر کئی۔ مسلم نے کہانا نوش فرما اور نماز قضا کر ادا، دو رات دن کا تہکا ہارا ہوا تکیہ پر سر رکہہ آرام کیا۔ اتنے میں بیٹا اوس بوڑہیا کا آیا دیکہا کہ ماں کبہو گہر میں جاتی اور کبہو باہر آتی، کبہو ہنستی اور کبہو روتی، لعین نے پوچہا، اے ماں آج رات عجب حال ہے تیرا، خیر ہے۔ طوعہ کہی، خیر ہے، توں مشغول اپنے کار رہ، پہر وہ بجد ہوا کہ خواہ نخواہ مجہ سے کہہ۔ طوعہ کہی، ایک شرط سے کہوں کہ سوگند کہا دے توں کہ یہ بہید کسی سے نہ کہے اور بات میری چہپا وے۔ ملعون نے قبول کیا اور سوگند کہایا۔ طوعہ کہی کہ مسلم عقیل ؍ ورق ۱۰۰ ب پناہ میرے گہر لایا اور میں شرط خدمت بجا لاتی، فردائے قیامت حق تعالیٰ سے اجر عظیم طمع رکہتی۔ ملعون سن کر خاموش ہو سو رہا اور مسلم سوتے ہوئے خواب پریشان دیکہہ جاگے اور حضرت امام حسین کی جدائی، اپنی تنہائی اور بچوں کی یاد میں ڈاڑہ مار روئے۔ ترجمہ۔

ارے انسو توں آتا روزگار اپنے پہ میں رووں
شمع ساں محنت شب ہائے تار اپنے پہ میں رووں
نہ کوئی مہرباں رکہتا جو روے حال میرے پر
وہی بہتر کہ آپ ہی حال زار اپنے پہ میں رووں

لیکن جوں دن ہوا اور گرگ فتنہ و فساد نے مونہہ پسارا بیٹا اوس پیرزال کا ابن زیاد ملعون کی طرف گیا۔ اوس وقت کہ منادی ندا کرتا تہا، جو کوئی خبر مسلم امیر لیے لاوے، ہزار درم پاوے واگر ؍ ورق ۱۰۱ الف چہپاوے اور امیر خبر پاوے اوسے قتل کر گہر اوس کا لوٹا دے۔ جوں اوس بدبخت نے مال کا وعدہ سونا۔ آگے گیا اور خبر مسلم کی اون سے کہا۔ ابن زیاد ملعون سونتے ہی باغ باغ ہوگیا اور وو نہیں ابن اشعث لعین کوں تین سے سوار سے طوعہ کے گہر بہیجا۔ جوں وہ فوج آئی، گرد پیش سے اوس کے گہر کوں گہیرے میں لائی۔ اوس وقت مسلم نماز صبح پڑہ تکیہ دیوار کوں دیے بیٹہے تہے، کہ آواز گہوڑوں کے سموں کی کان میں پہونچی۔ جانے کہ مجہ لیے فوج آئی۔ شمشیر حمایل کر باہر نکلے اور وہ تین سے سوار یک مرتبہ حملہ کیے۔ مسلم نے بہی مانند شیر غضبناک کے حملہ کیا اور سو ملعونوں کوں اوسی حملے میں جہنم بہیجا۔ خبر ابن زیاد لعین کوں پہونچی، کہ مسلم نے ایک حملہ میں سو سوار مارے۔ ملعون نے ابن اشعث کوں ؍ ورق ۱۰۱ ب کہلا بہیجا کہ مسلم کو اماں دے کر مجہ پاس لا۔ تب ابن اشعث نے کہا، اے مسلم اپنے تیئں ہلاک نہ کر، امیر

نے تجھے اماں دی۔ مسلم نے کہا مجھے تمہاری امان کی ضرورت نہیں۔ ترجمہ

نہ دیکھا کسو کوفی سے میں وفا   وفا کوفیوں میں نہ غیر از دغا

یہ کہہ پہیر حملہ کئے اور کئی ملعونوں کوں مار، بہتوں کوں زخمی کر دئے۔ آخر وہ کوتے عاجز ہو در و دیوار پر چڑہ، مسلم کوں سنگ باراں کرتن نازنین اوس کا تمام زخمی کیے۔ تب کہے اے مسلم، مرگ کو تیار رہ اور دشمنوں کے دفع میں کوشش کر اور خلعت شہادت پہن۔ مصرع۔

راہ اوس کی کا شہید ہے سرخ رو دو جگ سے

یکایک ایک حرامزادہ نے ایک پتہر پیشانی حضرت مسلم پر مارا کہ لوہو مونہہ پر جاری ہوا اور مسلم چ ورق ۱۰۲ الف
نے کہا، ترجمہ۔

جگر کے لوہو سے مونہہ میرا اب بہرا ہیہات   کسے دکھاؤں یہ مونہہ اب کہاں لیجا ہیہات

لمولفہ۔ ہزار حیف نہ دیکھا حسین کا دیدار   کہ وقت آخری مجہ سر پہ آ کہڑا ہیہات

پہر مونہہ طرف مکہ معظمہ کے کر کہے، یا ابن رسول اللہ، آیا کچھ خبر ہے کہ تیرے چچا کے بیٹے سے کیا کرتے اور میں تیری راہ میں ظلم و جفا اپنچتا ڈر نہیں، سعادت بوجہتا۔ ناگاہ ایک حرامزادہ نے اور پتہر مارا، ہونٹ اور دانتوں پر لگا، آہ، ہونٹ پہٹ گیا، اور لوہو داڑہی پر جاری ہوا۔ لمولفہ

ایک پتہر آہ، جب آ مونہہ پہ مسلم کے لگا   پہٹ گیا اوپر کا لب دانتوں سے لوہو بہ چلا

ہوئے محاسن تر بتر لوہو میں مسلم نے کہا   لوہو میرا ہے حسین ابن علی تیچہے سبیل چ ورق ۱۰۲ ب

تب مسلم گہاوان بیشمار سے پیٹہہ دیوار حمران کوں لگا بیٹھے، کہ اوس ملعون نے گہر سے نکل پیچھے سے آ تیغہ مسلم بے کس پر مارا، آہ اوپر کا ہونٹ کٹ گیا۔ وہیں مسلم نے شمشیر اوس کے گردن پر ماری کہ سر اوس کا دس قدم دور پڑا۔ پیٹہہ دیوار کوں لگا، خداوندا، تہوڑا پانی دے۔ ظالم نظارہ کرتے تہے اور سونتے تہے، لیکن بوند پانی کی نہ دیتے تہے۔ آخر اوسی بوڑہیانے قدح پانی کا لا ہاتہہ دیا۔ جوں مسلم نے مونہہ سوں لگایا، لوہو سے بہر گیا۔ طوعہ وہ پانی ڈال اور لائی۔ لمولفہ

پہر قدح مونہہ سے لگایا پہر لوہو سے بہر گیا   نیک بخت اور پانی لے آئی شتابی سیتی جا

تیسری بار جو مسلم پیونے لاگا مونہہ لگا   دانت سارے گر پڑے اوس پیالے میں مانند کہیل

تب مسلم نے پیالا ہاتھ سے رکھہ کہا، لمولفہ۔ ورق ۱۰۳ الف

پانی پیونا اب ہمارا جا قیامت پر پڑا — اب تو قسمت میں ہوا ہے لوہو اپنا پیونا

ناگاہ اور حرامزدہ نے آ نیزہ پیٹھہ پر مارا، کہ مسلم اوندہے مونہہ زمین پر گرے اور ظالم جو گردے گہیر مسلم کوں پکڑ، ابن زیاد ملعون پاس لے چلے۔ تب مسلم نے کہا یا ابن رسول اللہ آرزو رکھتا تھا کہ پہر بہی ایک بار اس دیدۂ محنت دیدہ کوں تیرے دیدار سے روشن کرتا، حیف کہ میسر نہ ہوا۔ ترجمہ۔

اے باد صبا ز لطف و یاری — کعبہ کی طرف توں جا گذر کر
شہزادہ حسین کوں جوں دیکہے — تب اوس سے یہ بات مختصر کر
یوں کہیو کہ مسلم ستم کش — مارا پڑا توں علاج سر کر
مغرور نہ ہو بقول کوفیاں — اور مکر سے ان کے اب حذر کر
میںنے تو تیرے بدل دیا جان — توں اپنے بچے نہ در بدر کر ورق ۱۰۳ ب

لیکن جب مسلم کوں ابن زیاد لعین پاس لے گئے، مسلم سلام نہ کیے۔ ظالم کہے، اے مسلم، امیر کوں کیوں سلام نہ کیا۔ مسلم نے کہا اس سلام میں نہ سلامتی دنیا کی دیکہتا نہ عقبیٰ کی۔ ابن زیاد ملعون نے یہ بات سن، سر پشیمانی کا تلے کر کہا، کیوں زمانے کے امام پر خروج کیا توں نے اور فتنہ و فساد برپا کیا۔ تب مسلم نے کہا، امام زمانے کا امام حسین ابن علی علیہما السلام ہے۔ میں اوسی کے حکم سے اس شہر میں آیا اور جو کچہہ کیا برضائے حق کیا۔ لیکن دشمنوں نے نہ چاہا کہ حق مرکز پر بیٹہے۔ لیکن اے ابن مرجانہ جانتا ہوں کہ میرے مارنے کا حکم کرے گا توں۔ بالفعل جب لگ کہ حکم کرے، کہہ ایک شخص کوں قبیلہ قریش سے کہ مجہ پاس آوے۔ تا کتی وصیتیں کہ رکہتا ہوں سوتے۔ پہر ورق ۱۰۴ الف پیچہا پہیر دیکہے کہ عمر سعد لعین کہڑا ہے۔ مسلم نے کہا، اے ابن سعد، تین وصیتیں کرتا ہوں، اول یہ کہ گہوڑا میرا سمیت ہتہیاروں میرے سے کہ میرے بدن میں ہیں بیچیو اور اس شہر میں ثلاث سے درہم کا قرض دار ہوں، ادا کیجیو۔ ابن زیاد ملعون نے کہا ہمیں تیرے ہتہیاروں اور گہوڑے سے کچہہ کام نہیں۔ دوسرے یہ کہ جوں مجہے ماریں جانتا ہوں کہ سر میرا شام میں یزید کے پاس بہیجیں گے، بدن میرے کوں جائے مناسب دفن کیجیو۔ ابن زیاد لعین بولا کہ جب ہم نے تجہے

مارا جو کچھہ کہ تیرے بدن سے چاہیں گے سو کریں گے۔ تیسرے یہ کہ نامہ امام حسین علیہ السلام کوں لکھیو کہ کوفیوں نے بے وفائی کر، تیرے چچا کے بیٹے کوں مارا۔ زنہار کوفے میں نہ آئیو اور قول کوفیوں پر اعتماد نہ فرمائیو۔ پھر ابن زیاد ملعون نے کہا اگر حسین ہمارا قصد نہ کرے گا تو ہم بھی قصد نہ کریں گے اور اگر خلافت کا خواہاں ہوے گا تو ہم بھی چپ نہ رہیں گے۔ پھر کہا کون ہے کہ مسلم کوں کوٹھے پر لے جاوے اور سر اوس کا کاٹ مجھ کنے لاوے۔ ابن حمران لعین نے کہا کہ یہ کام میرا ہے کہ اون نے آج میرے باپ کوں مارا ہے۔ تب حرامزادہ نے ہاتھہ مسلم کا پکڑ کوٹھے پر لے گیا۔ مسلم اوس وقت درود رسول خدا پر بھیجتے تھے اور کہتے تھے، اللہ احکم بیننا و بین قومنا بالحق، بار خدایا حکم کر درمیان ہمارے اور اس قوم کے براستی کہ توں بہترین حکم کرنے والا ہے، کہ انہوں نے ہمیں بولایا اور جوں میں آیا، مجھ سے یہ سلوک کیا۔ لمولفہ

کوئی نہ ہوا رفیق میرا — کس ظلم سے آکے مجھ کوں گھیرا
بے کس کیے مجھ کوں بے کسی میں — آوارہ کیے ہیں بے بسی میں
میرے بچے مجھ سیتی توڑائے — مجھ کوں پکڑ اس روش لے آئے
اب سیس میرا جدا یہ کرتے — تجھ عز و جل سے بھی نہ ڈرتے
افسوس کہ میں جدا پڑا ہوں — شبیر سے جس پہ جاں فدا ہوں
کوئی نہ یہاں میرا ہے ہمدم — کوئی نہ رفیق ہے نہ محرم
اب مارتے بے گناہ مجھ کوں — سر کاٹتے کرتباہ مجھ کوں

پھر جوں کوٹھے پر پہونچے مونہہ طرف مکہ کر کہے، السلام علیک یا ابن رسول اللہ، لمولفہ

مسلم کے حال سے بھی تجھے ہے گی کچھہ خبر — اے مرتضیٰ کے پیارے پیمبر کے دل جگر
تجھ مونہہ کے دیکھنے کا ہوا وعدہ روز حشر — بس اب وداع ہوتا تجھے حق کوں سونپ کر

پھر مسلم نے کوٹھے سے تلے نظر کی۔ دیکھا بہت لوگ تماشے لیے کھڑے ہیں۔ تب مسلم نے کہا، یا ابن رسول اللہ، ترجمہ۔

گنہ میں مارتے تجھ عشق کے دغوغا ہے
توں بھی یو کوٹھے پہ چڑھ دیکھہ عجب تماشا ہے

پہر مونہہ کو فیوں طرف کرکے۔ ترجمہ

جب سر میرا لے کو فیو تن سے جدا کرد — تن میرے کوں مدینہ میں ہی دفن جا کرد

جو قافلہ کہ مکہ طرف ہووے اب رواں — جامہ میرا اودہر ہی روانہ لیجا کرد

کہیو خدا کے واسطے شبیر آگے اب — یہ لہو وہاں جامہ نشانی روا کرد

روتے ہوے یتیموں پہ میرے یو کریو رحم — جب یاد قتل میرا زباں پر زرا کرد

جب بچے میرے میری خبر پوچہیں تم سیتی — تحفہ دعا کا مجہ سے اون اوپر ادا کرد

پہر مسلم نے ہاتہہ واسطے دعا کے اوٹہا کہا یار خدایا، فتح دے دوستوں کوں اور راند دشمنوں کوں۔ پہر کلمہ شہادت پڑھ، امیدوار قتل ہوے۔ جوں ابن حمران نے چاہا کہ شمشیر مسلم پر مارے، ہاتہہ ملعون کا خشک ہوگیا اور اوپر کا اوپر ہی رہا۔ ابن زیاد نے کہا تجھے کیا ہوا۔ ملعون نے کہا ایک مرد باہیبت ÷ ورق ۱۰۶ الف
کوں دیکہا میں نے کہ میرے برابر کہڑا ہے اور اونگلی اپنی دانتوں سے کاٹتا ہے۔ میں اوس سے ڈرا۔ ابن زیاد ملعون نے کہا توں چاہا کہ خلاف عادت کام کرے، دہشت نے غلبہ کیا۔ تب اور ملعون کو بہیجا جب وہ لعین اوپر گیا، جمال باکمال محمد مصطفیٰ دیکہہ، کلیجا پہٹ مرگیا۔ تیسرے ملعون شوم شامی بے حیا نے مسلم غریب کو شہید کیا اور سر کوں بدن سے کاٹ، لاشہ کوٹہے سے نیچے ڈال دیا۔

÷ ورق ۱۰۶ ب انا للہ و انا الیہ راجعون

بسم الله الرحمن الرحیم

الحمد لله الذی قدرنا فی صوانع علیه بالاحسان رب العالمین الذی ربانا بالجود وانعم

الالوان: الرحمن علینا فی سکرات الموت بالایمان: الرحیم علینا اذا کنا فی القبور

بین التراب والدیدان: مالک یوم الدین یحکم بالعدل والاحسان: ایاک نعبد

حق العبودیة بالفضل والامتنان: وایاک نستعین علی جمیع الاعدآء من الجن والانس

والشیطان: اهدنا الصراط المستقیم بالاستقامة علی التوبة والایمان صراط الذین انعمت

علیهم الی سواء السبیل والجنان غیر المغضوب علیهم من اهل البدع والعصیان: ورق ۱۰۰ الف

ونشهد ان لا اله الا الله وحده لاشریک له ونشهد ان محمداً عبده ورسوله و

نشهد ان علیاً ولی الله ووصی رسوله وسلم تسلیماً کثیراً کثیراً برحمتک یا ارحم الراحمین ورق ۱۰۰ ب

بسم الله الرحمن الرحیم

ای مونس شکسته دلان حال ما ببین
مارا غریب و بیکس و بی آشنا ببین

اولاد خویش را که شفیعان محشر اند
در ورطهٔ عقوبت اهل جفا ببین

در خلد بر حجاب دو کون آستین فشان
واندر جهان مصایب ما بر ملا ببین

نی نی در آ چو ابر خروشان بکربلا
طغیان سیل وفتنهٔ موج بلا ببین

تن ہای کشتگان ہمہ در خاک وخون بگر | سرہاے سروران ہمہ بر نیزہا بہ بین
آن سر کہ بود بر سرِ دوشِ نبیؐ مدام | یک نیزہ اش ز دوش مخالف جدا بہ بین
وآن تن کہ بود پرورشش در کنار تو | غلطان بخاک معرکۂ کربلا بہ بین

یا بضعۃ الرسولؐ ز ابن زیاد داد
کو خاک اہلبیت رسالت بباد داد

ورق ۱۰۸ الف

اس مجلس چھٹی میں جو پڑہتا ہووا دریغ | مسلم کے دونو بچوں غریبوں کا حال ہے
سنو لے دوستاں یہ ماجرا تم | اب اپنا ہوش اس دوکھہ میں کرو گم
ہے مسلم کے دو بیٹوں کی شہادت | تمہیں رونا ہے اس دوکھہ میں سعادت
سنو اون دو دوکھیاروں کا تم احوال | کرو شادی بکر اس غم سوں پامال
کہ کیا احوال اون دو دکھیوں پہ گذرا | سراسر دوکھہ اونہی سو کھیوں پہ گذرا
بیان کرتا ہے فضلیؔ ٹک دہرو کان | کہ غم سون کھولتا ماتم کی اب کہان

فاہمان اخبار پژدہ اور شارحان آثار غم واندوہ شہادت پسران مسلم عقیل صفحہ سیمیں پر قلم مشکیں رقم سے یوں لکھتے ہیں کہ بعد قتل مسلم کے جاسوسوں نے ابن زیاد ملعون کوں کہا، دو بیٹے مسلم کے اس شہر میں چھوپے ہیں، کہ نہ چاند روشنی اون کے مونہہ کی سی رکھتا ہے اور نہ سنبل تاب اون کے گیسوؤں کی سی لا سکتا۔ ترجمہ ورق ۱۰۸ ب

موکھڑا یو کیسا موکھڑا مانند آفتاب ہے | اور بال کیسے بال ہیں ہر حلقہ پیچ وتاب ہے

ابن زیاد ملعون نے کہا، ڈہنڈہو اپٹیں کہ بیٹے مسلم کے جس کے گہر میں چھوپے ہوئیں اور نہ لاوے فرماؤں کہ اوسے مار اوس کے گہر کوں تاراج کریں اور وہ دونو شریح قاضی کے گہر تہے۔ جوں قاضی منادی سونا، شاہزادوں کوں بولایا۔ جوں آنکہہ اوس کی دونوں پر پڑی بے اختیار نعرہ مار، رونے لگا۔ شاہزادے باپ کی شہادت سے بے خبر تہے۔ جوں قاضی کوں روتے دیکھے، دونو کی خاطر میں شک گذرا، اور انہوں نے قاضی سے کہا، اے قاضی تجھے کیا ہوا کہ جوں تو نے ہمیں دیکھا رونا شروع کیا، اور دل ہم غریبوں کا حسرت کی آگ پر جلایا۔ قاضی نے جیتا چاہا کہ اوس بہید

کوں چھپاوے، نہ چھپا سکا۔ ترجمہ۔ ورق ۱۰۹ الف

جس قدر رونے کوں چاہوں ہوں کہ پوشیدہ کروں
چھاتی کہتی ہے کہ میں تنگ آئی ہوں فریاد کر

قاضی نے بے اختیار رو کر کہا، اے صاحبزادو معلوم کرو کہ خلعت شادی دنیا بے اعتبار اور شربت خوشوقتی دنیا زہر دار، جو پہول عشرت کا ہے اوس کے ساتھ خار اور جو بنیاد مسرت ہے سو ناپایدار۔ ترجمہ۔

کوئی روشن دل اب درین عالم شادی کا دن نہ دیکہا بے شب غم

اب باپ بزرگوار تمہارا کہ ستارہ برج نیک بختی کا تھا شہادت کے بازووں سے طرف باغ بہشت کے پرواز کر سدہارا۔ حق سبحانہ تعالیٰ تمہیں صبر اس مصیبت میں کرامت کرے۔

جوں یتیموں نے یہ بات سونی، بے ہوش ہوے اور جب ہوش میں آے جامے چاک کر چہرے زمین پر پٹکے اور گیسو اپنے مشک مثال کہول، فریاد کر، کہے، اے قاضی، یہ کیا خبر دل سوز غم اندوز ہمیں سونائی۔ آہ کیا، قاضی ہمارا باپ بہی مر گیا، ہم دونوں کوں تج بلاؤں میں یتیم اب کر گیا، ورق ۱۰۹ ب

ہاے پس ہم کیا کریں گے جیو کر بن باپ حیف تن رہے ہم دو کے خالی ان تنوں کا سر گیا
باپ ہم کوں تج گیا ہم ہو رہے بے کس یتیم وہ تو سب دوکہہ سہارا ہم لیے دوکہہ دہر گیا

پہر شور واویلا و وابابا اوٹہاے۔ قاضی نے کہا اے صاحبزادو، وقت رونے کا نہیں کہ ابن زیاد ملعون کے لوگ تمہیں ڈہونڈہتے ہیں اور میں اس شہر میں محبت اہل بیت سے تہمت زدہ ہوں اور دشمن میرے بہی حال کی تلاش میں ہیں۔ اپنی بہی جان اور تمہاری بہی جان سے ڈرتا۔ اب ایک فکر کی ہے، کہ تمہیں کسو پاس سونپوں کہ مدینہ میں پہونچاوے۔ آہ، معصوم، ابن زیاد لعین کے ڈرے چپ ہوے۔ لیکن جوں رات ہوئی، قاضی نے ہر ایک کی کمر میں پچاس پچاس اشرفی باندہ اپنے بیٹے اسد نام کوں کہا، آج شہر کے باہر ایک قافلہ اترا ہے اور مدینہ کوں جاتا۔ ان دونو خوزادوں کوں لیجا اور اون میں سے جس کی پیشانی میں اثر صلاح دیکہے سونپ کہ اون کوں مدینہ میں پہونچاوے۔ اسد اوس اندہیری رات میں دونوں بیچاروں کوں شہر کے دروازوں سے باہر لے گیا۔ قضارا قافلہ اوس وقت کوچ کر گیا تہا اور سیاہی اوس کی نظر آتی تہی۔ اسد نے کہا۔ اے ورق ۱۱۰ الف

صاحبزادو، یہ قافلہ جاتا ہے، جاؤ اور قافلہ میں ملو۔ دو نو معصوم قافلے پیچھے چلے۔ جوں کئی قدم گئے سیاہی قافلہ اون کی نظر سے غایب ہوئی، اور دونوں غریب ڈر کر راہ بہولے۔ یکایک کئی (ورق ۱۱۰ ب) جاسوس اون کوں ملے۔ اور دونوں کوں پکڑ جانے کہ مسلم کے بیٹے ہیں۔ ہاتہہ دونوں کے باندہ لئے سردار اون کا دشمن اہل بیت کے گھرانے کا تہا۔ راتوں رات اون کوں ابنِ زیاد پاس لے گیا۔ اوس حرامزادہ نے دونوکوں بندی خانہ بہیجا۔ اور نامہ یزید پلید کوں لکہا کہ دو بیٹے مسلم کے چہ سات برس کی عمر ہیں، پکڑے آئے اور میںنے قید کیے، مارنے یا آزاد کرنے میں جو حکم۔ لیکن پیادہ بندی خانہ کا نیک بخت پاک اعتقاد تہا اور دوست دار اہلبیت کے گھرانے کا، مشکور نام اوس کا۔ جوں شاہزادوں کوں بندی خانہ لا اوس پاس سونپے، اون نے قدم دونوکے چوم اچھی جاگہہ بٹہایا تمام دن ہاتہہ باندہے ہوے خدمت کرتا رہا۔ اور کہانا لا کہلایا تا کہ رات ہوئی (ورق ۱۱۱ الف) مشکور دونوں کوں بندی خانہ سے باہر لا، قادسیہ ایک شہر تہا اوس راستہ پر پہونچا، انگوٹہی اپنی اون کے ہاتہہ دی، کہا یہ راہ امن کی ہے۔ سدہارو تب لگ کہ شہر میں پہونچو وہاں میرے بہائی کوں بولا، یہ انگوٹہی اوسے دیکہلائیو، کہ وہ تمہیں مدینہ میں پہونچاوے۔ دونوں یتیم غریب مشکور کوں دعا کرتے ہوے چلے۔ لیکن بحکم لا رادّ لقضایہ، یعنی رد نہیں ہوتی قضا اوس کی۔ جوں تہوڑی دور گئے، پہر راہ بہولے۔ آہ اوس اندہیری میں دونو غریب ویران سرگردان پہرتے تہے، تا کہ دن ہوا۔ بڑے بہائی نے چہوٹے بہائی سے کہا، اے بہائی ہم اب لگ شہر ہی کے دروازے پر ہیں۔ مبادا پہر دشمن آویں اور پکڑ لے جاویں۔ یہ کہہ ایدہر اودہر دیکہنے لگے۔ (ورق ۱۱۱ ب) بائیں ہاتہہ اون کے ایک میدان کہجوروں کا تہا۔ اودہر گئے، ایک چشمہ پانی کا دیکہے۔ اور اس چشمہ پر ایک درخت پورانا کہ پیٹ اوس کا خالی تہا، اوس درخت میں جا چہپے۔ لیکن جب وقتِ نماز پیشیں کا ہوا، ایک لونڈی آفتابہ ہاتہہ میں اوس چشمہ پر آئی، عکس اون دونو کی صورت کا، کہ آسمان بے کسی کے چاند سورج تہے، پانی میں دیکہہ سر اوپر اوٹہائی، نظر اون دونو پر پڑی، دیکہی، ترجمہ۔

دو پہول باغِ دیں کے کہلے ہیں درخت پر — دو سرو خوش خرام چڑہے ہیں درخت پر
دو چاند برج آبی سیتی کر رہے طلوع — دو سیب تازے جہوم رہے ہیں درخت پر

آفتابہ ہاتھہ سے رکھہ پوچھی، تم کون ہو۔ اونہوں نے کہا ہم دو یتیم غریب بیچارے آوارے باپ ماں
ورق ۱۱۲ الف سے دور پڑے ہوئے، راہ بھول گئے اور پناہ اس درخت میں لائے۔ اوس نے کہا، باپ تمہارا کون
تہا۔ جوں نام باپ کا سونے، بے اختیار رونے لگی۔ لونڈی کہی گمان کرتی ہوں کہ تم بیٹے مسلم عقیل کے
ہو۔ تب معصوم کہے، اے ماما، توں بیگانی ہے یا آشنا، دوست وفادار ہے یا دشمن پرجفا۔ وہ
کہی میں دوستدار اہل بیت ہوں، اور ایک بی بی رکھتی کہ وہ بہی ہمیشہ دم تمہاری محبت کا مارے ہے
آؤ تمہیں اوس پاس لے جاؤں اور مت ڈرو کہ اچھی جگہہ پہونچاؤں۔ معصوم اوس کے ساتھہ چلے
جوں گہر کے نزدیک پہونچے، لونڈی نے آگے ہی جا، بی بی کوں بشارت دی کہ مسلم کے بیٹوں کوں لائی
ورق ۱۱۲ ب بی بی نے اوڑہنی سرے اوتار لونڈی کوں دی، کہی، اپنے مال سے تجہے آزاد کیا میںنے اور وونہیں
سر پانو ننگے معصوموں پاس دوڑی۔ اور دونو کے پانو پر گر، مثل مادر مہربان، ایک ایک کوں
گلے لگا، مسلم کی خواری اور اون کی گرفتاری پر زار زار روکہی۔ لعنت خدا اون پر کہ جو تمہیں
بے پدر کئے۔ پہر دونو کوں گہر میں لا کہانا حاضر کئی۔ اور ایک مکان اچھا بنا، وہاں بٹہا کہانا کہلائی
اور لونڈی کوں کہی خدا کے واسطے یہ بہید میرے خاوند سے چھپا۔ اور آپ تمام دن صاجزادوں
کی خدمت میں حاضر رہی۔ فرد

نہ ہر زن زنست و نہ ہر مرد مرد
خدا پنج انگشت یکساں نکرد

پہر جب رات ہوئی دونو کوں پہر کچھہ کہلا، فرش پاکیزہ بچھا، نہایت دلداری کر سولائی۔ اتنے
ورق ۱۱۳ الف میں خاوند اوس کا آیا، نہایت تہکا اور ہارا ہوا۔ اوس نیک بخت نے کہا، اے مرد آج اب
لگ توں کہاں تہا، بدبخت نے کہا، جوں صبح امیر کے گہر گیا، منادی ندا کرتا تہا کہ مشکور
زندان بان نے مسلم کے بیٹوں کوں بندی خانہ سے آزاد کیا، جو کوی اونہے لاوے، امیر
اوسے مال بیشمار دلاوے، بہت لوگ اون کے ڈہونڈہنے کوں گئے تہے۔ چنانچہ میں بہی گیا اور
بہت ڈہونڈہ اونہے خراب ہوا۔ اس قدر گہوڑا دوڑایا کہ مار سولایا پر کہیں اونہے نہ پایا۔
اوس غریبہ نے کہا، اے مرد خدا سے ڈر اور رسول خدا سے شرم کر، کون سا کم بخت ہووے
کہ دو یتیم معصوم مظلوم کوں پکڑ، دشمن کے حوالہ کرے۔ ملعون نے کہا، چپ کر تجہے اون سے کیا کام۔

ابنِ زیاد خلعت و گھوڑا اور مال دینے کہا ہے انعام۔ کچھ کہانے کوں لا۔ وہ عاجزہ کہانا لائی اور اپنا خون جگر کہائی۔ ملعون کہانا زہر مار کر بیہوش ہو سگ مست سویا۔ لیکن جب آدہی رات کا عمل ٭ ورق ۱۱۳ ب
ہوا، بڑا بہائی کہ نام اوس کا محمدؐ تہا، نیند سے چونکا اور چہوٹے بہائی کوں کہ نام اوس کا ابراہیم تہا جگا، کہا، اے بہائی، اوٹہہ کہ ہمیں بہی ماریں گے، ابہی اپنے باپ کوں خواب میں دیکہا میں نے، کہ حضرت محمد مصطفیٰ اور علی مرتضیٰ اور فاطمہ زہرا و حسن مجتبیٰ کے ساتہہ باغ بہشت میں پہرتے تہے۔ جوں نظر پیغمبر کی مجہ پر اور تجہ پر پڑی، ہمارے باپ کی طرف مونہہ کر فرمائے، اے مسلم، کیوں کر دل تیرے نے یاری دی کہ ان دو طفل معصوم کوں دشمنوں میں چہوڑ آیا۔ باپ ہمارے نے عرض کی کہ یارسول اللہؐ، اب میرے پیچہے آتے ہیں اور کل مجہ پاس ہوئیں گے۔ تب چہوٹے بہائی نے کہا قسم خدا کی میں نے بہی یہی خواب دیکہا۔ پہر دونو بہائی ہاتہہ ایک دوسرے کی گردن میں ڈال، زار زار رونے لگے۔ اون کے رونے کی آواز سے حارث لعین نیند ٭ ورق ۱۱۴ الف
سے چونک جور سے پوچہا، یہ کون روتا ہے۔ وہ عاجزہ، چپ رہی، اور جواب نہ دی۔ ملعون کہا، اوٹہہ چراغ روشن کر۔ مومنہ بیہوش ہوئی اور نہ اوٹہہ سکی۔ ملعون نے آپ اوٹہہ چراغ جلا، اوس گہر میں گیا، جہاں وہ دونو مظلوم تہے۔ دیکہا کہ دو لڑکے ایک دوسرے کی گردن میں ہاتہہ ڈالے ہوے روتے۔ حارث پوچہا تم کون ہو۔ معصوم جانے کہ یہ بہی دوستوں سے ہے۔ کہے کہ ہم مسلم عقیل کے بیٹے ہیں۔ لمولفہ

ہاے مسلم کے بچے ڈہونڈہ تا حارث جس دم — اپنے گہر آے کہ پایا اونہے بولا اوس دم
یار مجہ گہر میں ہے میں ڈہونڈہ تا ہوں در عالم — پانی کونے میں ہے میں پیاسا پہروں ہوں اس دم
آج میں تم دونو کے ڈہونڈہ نے خاطر اِیتا — گہوڑا دوڑایا کہ دوڑتے میں گہوڑا بہی موا ٭ ورق ۱۱۴ ب
تم دونو بیٹہے ہو آرام سے مجہ گہر میں آ — میں خرابوں میں خراب ہوتا پہروں ہوں ہلکم

مینے آج تمہارے ڈہونڈہ نے میں گہوڑا اپنا مارا اور تم میرے ہی گہر میں ہو۔ جوں وہ دونو اجل گرفتہ یہ بات سونے، چوپکے ہو، سر تلے کئے۔ لمولفہ۔

ہاے حارث نے دونہیں پہونچکہ بیرحمی سے — کئی طماچے دونو کے نازنیں موکہڑوں پہ جڑے
ہاے وہ چاندسے موکہڑے دونو کے نیلے ہوگئے — اور نشان اونگلیوں کے اوبہر اوٹہے گالوں پہ جم

آہ، ملعون طماچے مار، گیسو دونو کے ملا کر باندھا اور باہر نکل دروازے کوں قفل دے، کونجی
اپنے پاس رکھا۔ لیکن وہ نیک زن اوس مردود کے پانو پڑتی تہی اور زار زار رو کہتی تہی، ترجمہ

ورق ۱۱۵ الف مت ظلم کر ان یتیموں اوپر ٹک رحم کر ان غریبوں اوپر
یہ باپ کے دوکہہ میں مبتلا ہیں یہاں ہاے غریب و بے نوا ہیں
تو درگذر اب جفا سے ان کی پرہیز کر اب دعا سے ان کی
نفرین یتیم محنت اور عالم میں لگاوے آگ یکسر

ملعون نے اوسے گہڑک کہا جا دور ہو اور اس بات سے درگذر والا نہ ابہی تن پر دیکھے
سر۔ آخر وہ غریبہ چُپ رہی۔ لیکن جب صبح ہوئی، وہ تیرہ بخت، سیاہ دل دونو مظلوموں کوں
گہر سے نکال، دریاے فرات پرلے چلا۔ من کلام مسکین۔

جب دن ہوا تو ظالم شمشیر کر کے عریاں بچوں کوں گہر سے کاڑھا باندہے ہوے دو زلفاں
زلفاں پکڑ جو کہینچا کنپٹیاں ٹوٹ جلیاں جاں کندنی سے گذرا بچوں کا آہ و نالا

ورق ۱۱۵ ب اور جورو اوس کی سرپا نونگے پیچہے دوڑتی تہی اور رو رو عاجزی کرتی تہی، لیکن وہ کوتا شمشیر
اینچ دوڑتا اور مومنہ تلوار کے ڈر سے بہاگتی۔ تا کہ یونہیں دریا پر پہونچا اور ایک غلام رکہتا
تہا، خانہ زاد کہ اوس کے بیٹے ساتہہ دودہ پیا تہا، وہ بہی ساتہہ تہا۔ ملعون نے شمشیر اپنی اوس
غلام کوں دی۔ کہا ان دونوں کا سر جدا کر۔ غلام شمشیر لے، کہا، اے خواجہ، کیوں کر دل کسو کا یاری
دیوے کہ ان بچوں بیگناہوں کوں مارے۔ ملعون نے غلام کوں گالیاں دے کہا، جا جو کچہہ کہ
کہتا ہوں سو بجالا۔ ترجمہ

ناہاں سے کام بندے کوں نہیں آگے خواوند اپنے کے جز عاجزی

غلام نے کہا، اے خواجہ مجہے ان کے مارنے کی قدرت نہیں۔ حارث لعین نے کہا، اگر توں
ورق ۱۱۶ الف ان کوں نہ مارے، میں ہی تجہے ماروں۔ غلام کہا، جب لگ توں مجہے مارے، میں ہی تیرا سر
اتاروں۔ ملعون نے ہاتہہ لنبا کر، غلام کے بال پکڑے، غلام نے ڈاڑہی اوس بدبخت کی پکڑ اینچی
اور چاہا کہ شمشیر مارے، ملعون نے قوت کر غلام کے ہاتہہ سے تلوار چہنالی۔ تب غلام نے اپنی شمشیر
اینچ، حملہ کیا، حارث نے اوس کا وار بچا آپ تلوار چلایا کہ سیدھا ہاتہہ غلام کا کٹ گیا۔ غلام

بایاں ہاتھہ لنبا کر اوسے پٹہا۔ اتنے میں جورو اور بیٹا اوس مردود کا پہونچا اور کمر غلام کی پکڑ پیچہے ایچ کر کہا اے باپ شرم نہیں کرتا کہ اس غلام نے میرے ساتہہ دودہ پیا۔ ماں میری کا بجائے بیٹا ہے اور میرا بجائے بہائی۔ حارث نے بیٹے کا جواب نہ دے، تلوار مار غلام کوں ہلاک کیا۔ تب بیٹے نے کہا، سبحان اللہ تجہ سا دل سخت نہ دیکہا مینے۔ لعین نے کہا، سخن کوتاہ کر اور شمشیر لے، کاٹ دونو کے سر۔ اون نے کہا، قسم خدا کی کہ ہرگز یہ کام نہ کروں اور تجہے ۶ ورق ۱۱۶ ب
بہی نہ چہوڑوں کہ ایسا کام کرے۔ ایدہر جورو بہی رو رو کہتی تہی، اے ظالم ان بیگناہوں کوں نہ مار اور ناحق ان یتیموں کا خون نہ کر۔ کاش جیوتا ابن زیاد پاس لیجا اور حاصل کر اپنا مدعا۔ ملعون نے کہا اکثر اہل کوفہ دوستدار ان کے ہیں اگر شہر میں لیجاوں، شاید غوغاے عام ہووے اور کوئی اونہے مجہ سے چہنا لیوے اور میری محنت ضایع ہووے۔ یہ کہہ آپ شمشیر اینچ قصد یتیموں کا کیا۔ وہ مظلوم رو کر کہے، اے نامرد، ہماری یتیمی اور غریبی پر رحم کر اور بخش ہماری اور عاجزی پر۔ ترجمہ۔

زرم دل پتہر کا ہوئے ہم دو کی غربت کے اوپر — یہ دل فولاد تیرا ذرہ سوہان گیر نہیں

حارث ملعون نے ہرگز اون کی بات نہ سن آگے جا، چاہا کہ اون دو سے ایک پر شمشیر ۶ ورق ۱۱۷ الف
چلاوے، جورو اوس کی دامن میں لپٹ گئی۔ لمولفہ۔

اے شقی تجکوں قسم اپنے دین اور مذہب کی — اور خدا کی قسم اور اوس کا جو کہلاتا نبی
ڈر خدا سے انہے مت مار یہ بیکس ہیں دوکہی — ہوے گا اس وقت تزلزل میں وو عرش اعظم

اے نامرد، خدا سے ڈر اور جزاے قیامت سے اندیشہ کر۔ حارث حرامزادہ نے غصہ ہو، تلوار اوسی جورو پر مار، زخمی کیا۔ لیکن جب بیٹے نے دیکہا کہ ماں زخمی ہوئی اور حارث چاہتا کہ پہر زخم مارے، ہاتہہ باپ کے پکڑ کہا، اے ظالم ہوش میں آ، اور غضب کی آگ کوں رحم اور حلم کے پانی سے بوجہا۔ حارث سنگ دل نے وہی شمشیر بیٹے پر چلائی اور ایک وار میں اوسے بہی مارا۔ جب اوس مومنہ نے بیٹے کوں موا دیکہا، دہنوا اوس کے دل سے اوٹہا ۶ ورق ۱۱۷ ب
لیکن اوس زخم سے اوٹہہ نہ سکتی تہی کہ اپنے تئیں لڑکوں تلک پہونچاوے۔ پہر ملعون نے شمشیر اینچ قصد یتیموں کے مارنے کا کیا، اور مظلوموں نے گہگیا کر کہا، اے حارث، ہمیں نہ مار اور

جیوتا ابن زیاد پاس لیجا' تا کہ وہ جو چاہے سو ہمارے حق میں کرے۔ ملعون نے کہا، تمہارا قصد یہ ہے کہ تمہیں شہر میں لیجاوں اور بلوائے عام ہو' کوی مجہ سے چہنا لیوے' اور ابن زیاد نے جو کچہ وعدہ کیا ہے سو مجہے نہ دیوے۔ تب لڑکوں نے کہا، لمولفہ۔

ایک ایک کا جدا توں غلاموں سارا کہہ نام — گر مال کی غرض ہے تجہے کر ہمیں غلام
لیکن ہمارے جیوکوں اب مت گنوائے ہائے — بازار بیچ مینج ہمیں درمیان عام

ورق ۱۱۸ الف حارث ملعون نے کہا' تمہارے سر پر گیسو عنبر مثال سے لٹکتے' تمہیں کوئی غلام کیونکر جانے گا۔ لمولفہ

لڑکوں نے پہیر اوس سے کہا پس کر ایک کام — بولا کہ ایک نائی مونڈا گیسو یہ تمام
پہر بیچ ہم دونوکوں وو من مانتے لے دام — تجکوں دعا دیں ہم سے جوتوں ہاتہہ اوٹہلے ہائے
بولا نہ تم کوں بیچوں نہ اب جیوتا رکہوں — تن سے تمہارے سرکوں تمہارے جدا کروں
بے جاں کروں تمہیں تب ہی آرام سے رہوں — بولے کہ کر یو جس میں ہے تیری رضائے ہائے

اسی طرح وہ یتیم مظلوم معصوم منت و عاجزی کرتے تہے اور گڑگڑا کہتے تہے، ہمارے لڑکپن اور یتیمی پر' عاجزی اور غریبی پر' بیکسی اور اسیری پر رحم کر۔ ملعون نے کہا میرے دل موں رحم نہیں۔
ورق ۱۱۸ ب کہے' بہلا' چہوڑ' جو دو رکعت نماز کریں۔ کہا' واللہ' نہ چہوڑوں۔ کہے' قسم اوسی خدا کی کہ جس کا نام لیا' چہوڑ کہ اوسے سجدہ کریں۔ کہا نہ چہوڑوں۔ مظلوم کہے' واویلا' یہ کیا عداوت ہے کہ ہم یتیموں سے کرتا اور رخصت سجدۂ خدا نہیں دیتا۔ لمولفہ

ہائے اس وقت کہاں وارث ہمارا شبیر — جو دیکہے حال ہمارا کہ یہ ہم بے تقصیر
اس روش ظالم بے رحم ہاتہہ ہوکے اسیر — مارے جاتے ہیں گہڑی مرنے او پر بے بس ہم
ہائے ماں بہائیوں سے دور پڑے بیوطن ہو — یہ خبر کون دے شبیر سے اب وارث کو
ہائے اسدم نہ کوئی یار و ہوا دار دیکہو — کیا بنے ہم دونوکے جیؤں پہ لے وائے ستم

افسوس کہ تیرے ہاتہہ میں گرفتار ہیں اور حضرت امام حسین سے برکنار۔ ترجمہ۔

ورق ۱۱۹ الف ایک ہم نفس اب ہمارا نہیں عالم میں — فریاد رس اب نہیں کوئی اس غم میں
افسوس پڑے ہیں کیسے ابلیس کے ہاتہہ — دہو ہاتہہ پڑا عداوت آدم میں

تب حارث حرام زادہ اون دونوں سے جسے چاہتا تھا کہ مارے دوسرا کہتا پہلے مجھے مار کہ میں بہائی کوں موا نہ دیکھہ سکوں گا۔ لمولفہ

کیونکہ دیکھوں گا تڑپہتا بنا سر دہڑ اوس کا — کیونکہ دیکھوں گا کٹی حلق سے لوہو بہتا
کیونکہ دیکھوں گا کہ دہڑ لوٹے ہے لوہو میں پڑا — کیونکہ دیکھوں گا کہ سر ہاتہہ میں تیرے محکم آہ

آخرکار اوس نابکار نے سر بڑے بہائی کا کہ نام اوس کا محمد تہا، کاٹ کر تن دریاے فرات میں بہادیا اور چہوٹے بہائی ابراہیم نے سر بہائی کا اوٹھا مونہہ پر مونہہ رکہہ، ہونٹہہ اپنے اوس کے ہونٹوں پر ملتا تہا اور بوسہ اوس مونہہ پر دے رو رو کہتا تہا، اے بہائی شتابی نہ کر کہ میں بہی آتا ہوں۔

لمولفہ

ہاے اے جان برادر نہ کر اب توں تعجیل — میں بہی آتا ہوں میرے آنے میں بہی کچھہ نہیں ڈہیل ٭ ورق ۱۱۹ ب
انا للّٰہ میں تجہ لئے پڑہا مجہ لئے جبریئل — پڑہے گا بے شک و شبہہ ہے یقیں مجہ پر اتم

واویلا، تب حارث بدبخت نے وہ سر اوس یتیم کے ہاتہہ سے چہنا لیا، اور اس کا بہی سر کاٹ وہ بہی دہڑ دریاے فرات میں بہادیا۔

انا للّٰہ و انا الیہ راجعون٭

٭ ورق ۱۲۰ الف

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ قَدَّرَنَا فِیْ صَوَانِعِ عِلْمِهٖ بِالْاِحْسَانِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ الَّذِیْ رَبَّانَا بِالْجُوْدِ وَالنِّعَمِ الْاَلْوَانِ اَلرَّحْمٰنُ عَلَیْنَا فِیْ سَکَرَاتِ الْمَوْتِ بِالْاِیْمَانِ اَلرَّحِیْمُ عَلَیْنَا اِذَا کُنَّا فِی الْقُبُوْرِ بَیْنَ التُّرَابِ وَالدِّیْدَانِ مَالِكِ یَوْمِ الدِّیْنِ یَحْکُمُ بِالْعَدْلِ وَالْاِحْسَانِ اِیَّاكَ نَعْبُدُ حَقَّ الْعُبُوْدِیَّةِ بِالْفَضْلِ وَالْاِمْتِنَانِ وَاِیَّاكَ نَسْتَعِیْنُ عَلٰی جَمِیْعِ الْاَعْدَآءِ مِنَ الْجِنِّ وَالْاِنْسِ وَالشَّیْطَانِ اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِیْمَ بِالْاِسْتِقَامَةِ عَلَی التَّوْبَةِ وَالْاِیْمَانِ صِرَاطَ الَّذِیْنَ اَنْعَمْتَ عَلَیْهِمْ

ورق ۱۲۰ ب اِلٰی سَوَاءِ السَّبِیْلِ وَالْجِنَانِ غَیْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَیْهِمْ مِنْ اَهْلِ الْبِدَعِ وَالْعِصْیَانِ وَنَشْهَدُ اَنْ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِیْكَ لَهٗ وَنَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ وَنَشْهَدُ اَنَّ عَلِیًّا

ورق ۱۲۱ الف وَلِیُّ اللّٰهِ وَصِیُّ رَسُوْلِهٖ وَسَلَّمَ تَسْلِیْمًا کَثِیْرًا کَثِیْرًا بِرَحْمَتِكَ یَا اَرْحَمَ الرّٰحِمِیْنَ ۞

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

ترسم جزای قاتل او چون رقم زنند — یک بار بر جریدهٔ رحمت قلم زنند
ترسم کزین گناه شفیعان روز حشر — دارند شرم کز گنه خلق دم زنند
دست عتاب حق بدر آید ز آستین — چون اہلبیت دست بر اہل ستم زنند
آه از دمے که باکفن خون چکان ز خاک — آل نبیؐ چو شعلهٔ آتش علم زنند
فریاد ازان زمان که جوانان اہلبیت — گلگون کفن بعرصهٔ محشر قدم زنند
جمعے که زد بهم صف شان شور کربلا — در حشر صف زنان صف محشر بهم زنند

از صاحب حرم چہ توقع کنند باز   آن ناکسان کہ تیغ باہل حرم زنند

بس بر سنان سرے را کہ جبرئیل (؟)

شوید غبار گیسویش از آب سلسبیل ÷ ورق ۱۲۱ ب

یہ مجلس ہے گی ثاتویں تس میں حسینؑ کا   کعبہ سے کوفہ کوں سفر اور حر کا حال ہے

راویان مصایب جگر سوز اور ناقلان نوایب غم اندوز بیان توجہ سید الشہدا، طرف کوفہ اور
پہونچنا بدشت کربلا شروع لڑائی اور شہادت حر ابن یزید الریاحی سر دفتر غلامی میں یوں لکھتے ہیں کہ
جب مسلم ابن عقیل کوفے میں پہونچے بہت کوفی بے وفا دایرۂ بیعت میں سرفراز ہوئے۔ مسلم نامہ
حضرت امام حسین کی جناب مظلومیت مآب میں لکھے اور تمام رویداد اوس میں درج کئے۔ جوں وہ نامہ
اوس جناب میں پہونچا حضرت نے قصد کوفہ کیا۔ واسطے حرم محترم کے محافے بنا تیسری تاریخ بقرہ عید
کی مکہ معظمہ سے کوچ کیے۔ قضا سے اوسی دن مسلم عقیل کوفے میںؓ شہید ہو چکے تھے۔ ایک نے کہا ÷ ورق ۱۲۲ الف
یا ابن رسول اللہ کوفے میں جانا تمہارا مصلحت نہیں۔ حضرت فرمائے، ترجمہ۔

مجہ گلے میں دوست نے ڈالی ہے ڈور   جاؤں تا ہوں کھینچتا ہے وہ جس اور

القصہ، حضرت منزل بمنزل چلے تا کہ بہ منزل شقوق پہونچے۔ ایک شخص کوفے سے آتا تہا،
اور حضرت خیمہ اپنے سے دور سر راہ بیٹھے تہے۔ اوسے بولا احوال کوفہ پوچھے۔ عرض کیا کہ یا امام،
کوفے سے نہ نکلا تہا کہ مسلم کوں قتل ہوا دیکہا۔ ابن زیاد نے سر کاٹ یزید پلید پاس بہیجا اور تن مسلم
کوں دار پر اینچا۔ حضرت سونتے ہی آہ مار کہے، انا للہ وانا الیہ راجعون۔ لیکن سوا حضرت کے
کوئی اوس بات پر واقف نہ ہوا۔ اور جب محل میں تشریف لائے، مسلم کی ایک بیٹی تہی تیرہ برس کی،
حضرت پاس آ بیٹھی۔ امام مظلوم اوس پر بہت نوازش فرمائے اور ایسی دلداری کئے کہ کبھو نہ کی ÷ ورق ۱۲۲ ب
تہی۔ ساعت بساعت اوس کے مونہہ کو دیکھتے اور ہاتھ اوس کے سر پر پھیرتے۔ لڑکی کے دل میں
شک گیا اور قیاس سے معلوم کر کہا، یا ابن رسول اللہ، آج رات مجہ پر عجب نوازش فرماتے اور ایسی
دلداری کرتے کہ لایق یتیموں کے کیئے مگر باپ میرا شہید ہوا۔ یہ بات سونتے ہی حضرت میں صبر کی تاب
نہ رہی۔ بے اختیار رو فرمائے، اے جان عم دل تنگ نہ ہو اور مت رو کہ میں تیرا باپ ہوں اور

زینب بہن میری، ماں تیری بیٹیوں کوں اپنی بہنیں کر جان اور میرے بیٹوں کوں اپنا بھائی پہچان۔ لیکن لڑکی نے اپنا گریبان چاک کیا اور آپ کوں زمین پر لوٹا کر کہا۔ ترجمہ۔

۞ ورق ۱۲۳ الف
اے کاش کہ ماں بہے مجھے نہ جنتی٭ — اور ہوئی تھی تو کاش و نہیں مرتی
اے کاش کہ سدہ بجھے نہ آتی — جو باپ بن اب نہ بہٹتی پھاتی
اے کاش میری بہی موت آوے — لیجا کہ جو باپ سے ملاوے

جوں یہ فریاد و فغاں لڑکی کا گہر میں بلند ہوا۔ مسلم کے بیٹوں نے بہی معلوم کیا، چیرے سر سے پٹکے اور گریبان چاک کیے۔ مولفہ

سن زاری بہن کی سب مسلم کے دونو بیٹے — پہاڑ اپنے گریبان تب چیرے سروں سے پٹکے
ماٹی پہ پچھاڑ تن کہا باباکوں لگے رونے — سب خاک لے جنگل کی اپنے سروں پر چھانے

ایدہر امام مظلوم زار زار روتے تھے اور تمام اہل حرم تلملاتے تہے۔ ایضاً لمولفہ۔

لڑکی کوں دلاسا دے شہ روتے گئے باہر — بیٹوں کوں بہی مسلم کے پرسا دئے یوں رو کر
۞ ورق ۱۲۳ ب
کیوں روتے ہو آج ایتا اے دلبر مسلم پر — کل کوں بہی ظلم آفت تم پر مجہ اوپر آنی

پہر اکثر اصحابوں نے عرض کی کہ یا امام، اب آپ پر اور اپنی اہلبیت پر رحم کر اور کوفے کے جانے کا خیال نہ کر۔ تب مسلم کے بیٹوں نے کہا، ہم بعد باپ کے جیو کر کیا کریں۔ نہ پہریں جب لگ بدلا اپنا نہ لیں، یا ہم بہی مریں۔ حضرت فرمائے بس ان بغیر مجھے زندگی کب خوش آوے۔ ترجمہ

زندگی بہر دیدن یار ہے — یار جب نہیں تو زندگی عار ہے

آخر کار وہاں سے کوچ کئے۔ لمولفہ

پہر کوچ کئے وہاں سے جاتا تہا وہ دو کہیارا — کہیں راہ بہٹکتا تہا بے راہ ہو آوارا
سر منچنے جاتا تہا سب سیسوں کا بنجارا — سارے سروں کا گاہک ڈہونڈہے تہا آسانی

یونہی جاتے تہے کہ منزل ثعلبہ میں پہنچے۔ اور زینب بہن کے زانو پر امام غریب سر دہر سو گئے۔
۞ ورق ۱۲۴ الف
یکایک چونکے اور زار زار٭ رونے لگے۔ دونوں بہنیں بیتاب ہو کہیں، اے برادر بجان برابر، کیا ہوا خیر ہے، باعث رونے کا کیا، خدا تجھے روتا ہمیں نہ دکھلائے۔ حضرت کہے، ابہی اپنے دادا نانا کوں

اسی طرح دادا کو کاٹ کر نانا اصل نسخہ میں لکھا ہے اور دوسری جگہ اکثر دادا لکھا ہے۔ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

خواب میں دیکھا میںنے کہ روتے تھے اور کہتے تھے اے حسین تیرے پہونچنے کا ہم پاس وقت آیا۔ اور ایک سوار دیکھا میںنے کہ مجہ آگے کہڑا کہتا ہے، تم جاتے ہو اور مرگ تمہارے پیچہے جاتی۔ یہ دیکھہ چونکا اور دادا نانا کے رونے سے مجہے بہی رونا آیا۔ زینب اور کلثوم اور تمام اہل حرم رونے لگے۔ پہر صبح کو وہاں سے کوچ کر منزل بمنزل چلے تاکہ ایک رات تمام لشکر راہ بہولا اور رستہ راہ کا اون سے چہوٹا۔ امام علیہ السّلام اوس اندہیری رات میں تمام رات حیران سرگردان پہرتے تہے اور نہ جانتے تہے کہ کدہر جاتے تاکہ صبح ہوئی۔ لمولفہ

جب رات گذری صبح وہاں آشکار ہوئی
ہے ہے اجل گرفتوں سے موت دوچار ہوئی ورق ۱۲۴ ب

آہ، گہوڑا امام حسین مظلوم کا ایک زمین ہولناک میں پہونچا، اور ٹہٹکا۔ جیتا کہ حضرت تازیانہ مارتے تہے، قدم سے قدم نہ اوٹہاتا تہا۔ لمولفہ

اجل نے جال بچہایا تو گہوڑے کے پکڑے
زمیں کہی کہ نہ جا آگے یہیں سبہوں کی موت

تب حضرت کہے، کوئی اس زمین کا نام جانتا ہے یا نہ۔ ایک نے کہا، ارض بادیہ، اور ایک کہا، ارض البلعی۔ حضرت فرمائے شاید ان ناموں سوا کوئی اور بہی نام رکہتی ہووے۔ بعضوں نے کہا، کربلا بہی کہتے ہیں۔ آہ، تب امام مظلوم نے کہا، اللہ اکبر، ارضِ کرب و بلا وسفک الدماء یعنی یہ زمین کرب و بلا ہے اور جگہہ ہمارے لوہو گرنے کی، قتل گاہ آلِ عبا ہے۔ ترجمہ۔

گر نام اس زمین کا یقین کربلا ہوئے
یہاں پس نصیب ہمارے یو درد و بلا ہوئے

آل نبی کے مونہہ پہ یہاں نکلے تیغ تبر
بے شبہہ یہاں تو ماتم آل عبا ہوئے ورق ۱۲۵ الف

یہاں اہلبیت میرے تمامی خراب ہوئیں
یہاں قتل ہر ایک میرا ذوی الاقربا ہوئے

یہاں پانی بن تڑپہہ مریں معصوم میرے سب
یہاں سر میرا بدن میرے سیتی جدا ہوئے

ڈالے مصیبتوں پہ میری اپنے آنسو ہائے
جو مرغ و ماہیی کہ در آب و ہوا ہوئے

تب علی اکبر نے عرض کی کہ اے پدر بزرگوار، یہ کیا فال ہے کہ فرماتے۔

فرمائے کہ اے جان پدر یہ فال نہیں بلکہ واقعی۔ کیونکہ میں تیرے دادا، حضرت امیر علیہ السّلام ساتہہ جنگ صفین کوں جاتے ہوئے، اس زمین پر پہونچا تہا۔ امیر علیہ السّلام یہاں اترے اور سر اپنا بہائی حسن کے زانو پر رکہہ آرام کیے۔ میں بہی سرہانے بیٹہا تہا۔ یکایک نیند سے روتے ہوئے

چونکے۔ بہائی حسن نے کہا، یا ابتاہ، کیا ہوا۔ فرمائے کہ خواب میں دیکہا میں نے، دریا لوہو کا اس جنگل ٭ ورق ۱۲۵ ب
میں بہتا ہے اور حسین میرا اوس لوہو کے دریا میں پڑا ہاتہہ پاؤں مارتا ہے، اور کوئی اوس کی داد فریاد
کوں نہیں پہونچتا۔ پہر مونہہ میری طرف کر فرمائے، اے حسین، اگر تجہ پر یہاں یہ مصیبت پڑے اور
کوئی تیری فریاد کوں نہ پہونچے پس توں کیا کرے۔ میں عرض کیا کہ یا ابتاہ، صبر کروں اور اس درد
کا بجز صبر کچہہ علاج نہ ڈہونڈہوں۔ فرمائے کہ یوں ہی کیجیو کہ اجر صابران بیشمار ہے اور صابروں
کا خدا یار ہے۔ پس لے جان پدر، اب اونٹ بٹہاؤ اور بوجہہ اتار، خیمہ کہڑے فرماؤ۔ یہ کہہ، حضرت
گہوڑے سے وہیں اوترے۔ جوں قدم حضرت کا خاک کربلا پر پہونچا، رنگ خاک کا زرد ہو گیا
اور ایک غبار زمین سے اوٹہا کہ گیسو امام مظلوم کے پر گرد ہوئے۔ ام کلثوم نے کہا، اے بہائی ٭ ق ۱۲۶ الف
عجب حال دیکہتی ہوں اور عجب ہول عظیم اس جنگل سے مجہ دل میں بیٹہا۔ حضرت بہن کو گلے لگا تسلی
کئے۔ اور شہر بانو کوں وصیت فرمائے، کہ اے یار دلنواز و اے مونس ممتاز، جب یہاں مجہے دیکہے
کہ گہوڑے سے گرا اور زخموں سے چور ہوا، زنہار سر اپنا نہ کہولیو اور مونہہ اپنا نہ نوچیو کہ دشمن
ہنسائی ہے۔ سب اہل بیت سُن کر رونے لگے اور کہے، واویلا، یہ کیا خبر دل سوز ہمیں سوناتے
اور دل ہم غریبوں کا جلاتے۔ القصہ ابن زیاد ملعون نے عمرِ سعد لعین کوں بائیس ہزار سوار سے
حضرت پر بہیجا اور اوس بدبخت نے خیمۂ حضرت دریا پر سے اٹہا دیا، اور دریا کوں اپنے تصرف
میں لا، پانی امام مظلوم اور اطفال معصوم پر بند کیا۔ دو روز کامل بہوں کوں پیاسے بلکا اور تہکا ٭ ورق ۱۲۶ ب
تیسرے دن نویں تاریخ وقت عصر لڑنے کوں چڑہ کہڑا ہوا۔ اوس وقت امام غریب کی آنکہہ لگ گئی
تہی۔ جوں گرد سیاہ اور فوج روسیاہ نمودار ہوئی، حضرت جاگ پڑے اور حقیقت معلوم کر، بہائی
عباس کوں، بیست سوار سے بہیجے کہ آج کی رات اون سے مہلت مانگ، کیونکہ شب جمعہ ہے۔ عباس
گئے اور کہے، اے کوفیانِ بے وفا، فرزند مصطفیٰ علیہ الصلوٰۃ آج کی رات تم سے مہلت مانگتا، کیونکہ
یہ آخری رات ہے۔ چاہتا کہ عبادت حق میں گذارے۔ وہ ملعون نہ مانتے تہے۔ آخر بہزار سماجت
پہرے اور مہلت دئے۔ اوس رات امام غریب ایک کرسی آبنوس پر بیٹہہ، سب خویشوں، بہائیوں
اور اصحابوں کوں جمع کر، ایک خطبۂ حمد الہی اور نعت رسالت پناہی ادا فرما، فرمائے، اے یارانِ ٭ ورق ۱۲۷ الف
باوفا و اے رفیقان باصدق وصفا، میں آج رات کی مہلت تم لئے لیا۔ پس معلوم کرو کہ ان دشمنوں

کوں کسو سے کام نہیں مجہ سوا، اور اے فرزندان مسلم عقیل، ایک غم اور ایک ماتم تمہیں ہو چوکا اور میرے کہے سے تمہارا باپ سر اپنا کہو چوکا۔ پس تم کوں اور ان سب کوں بدل و جان رخصت دینا کہ ہر ایک تم میں سے، آج رات، میرے ایک ایک اہل بیت کا ہاتہہ پکڑ نکل جاؤ کہ وقت فرصت ہے اور اپنے اپنے وطن پہونچ اس بلا سے نجات پاؤ اور مجھے خدا کوں سونپو تا جو کچہہ کہ مجہ ایک دم پر بیتے گا سہ لوں گا۔ مرثیہ

سب سے شہ کہے رو کر یا نصیب و یا قسمت — گذرے گا جو میرے سر یا نصیب و یا قسمت
راضی ہوں رضا اوپر یا نصیب و یا قسمت — سر میرا دم خنجر یا نصیب و یا قسمت ورق ۱۲۷ ب
اب میرے رفیقو تم اب یہاں سیتی جاؤ — ناحق اپنے سر تن سے مجہ بدل نہ کٹواؤ
بلکہ میرا بہی ناموس اپنے ساتہہ لیجاؤ — ہونا ہے سو ہوے مجہ پر یا نصیب و یا قسمت
اب تلک ننگی شمشیر درمیاں نہیں آئی — اور کسو کی تو گردن نہیں اجل نے کٹوائی
تم تو جیوتے بچ نکلو یہاں پوری گہڑی ہے — میں نہ ہوں گا گر جاں بر یا نصیب و یا قسمت
گر رہو گے تم اب یہاں ور اگر جو جاؤ گے — سر میرا کسی عنوان تن اوپر نہ پاؤ گے
پس یہاں کے رہنے میں اپنے سر کٹاؤ گے — اس سے جاؤ نا بہتر یا نصیب و یا قسمت
میری بات اب مانو اپنے سر نہ کٹواؤ — میرے بعد مجہ ناموس در بدر نہ پہرواؤ
مجہ حرم کوں بچوں کوں اب وطن لے پہنچاؤ — پہونچیں گہر میں تو پہر کر یا نصیب و یا قسمت
مر مٹوں گا گر میں یہاں دے چکوں گا اپنا سر — بچ رہے گا عابد تو اور اکبر و اصغر
مجہ کریں گے آب اور آتش ہاتہہ اوٹہا کہ فاتحہ کر — رہے گا نام جگ بہتر یا نصیب و یا قسمت

آہ حضرت سے یہ بات سن، سب بہائی بند اور خویش و فرزند جواب دیے کہ یا ابن رسول اللہ ورق ۱۲۸ الف
ہمیں طاقت تیری جدائی کی نہیں اور تیرے بعد اپنی زندگی نہیں چاہتے۔ جب لگ کہ جان میں جان ہے جان ہمارے تن میں اور رمق بدن میں ہے تجہ پر نثار کریں اور جہاں تیرا پسینہ گرے لوہو اپنا ڈالیں۔ لمولفہ

بولے رو کہ سب ساتہی اے حسین سے والی — ہم کنے تو ہے ایک جیو رکہتے ہو ویں گر سو جی
تیرے قدموں پر قربان کر دیویں خوشی سیتی — تجہ قدم ہمارے سر یا نصیب و یا قسمت

ہم تو جسم خالی ہیں ہم سبھوں کا ہے تو جان — جان بن کہیں جاتا جسم ناتوان اے جان
سر فدا کریں جیو پر ہے ہمارا یہی ارمان — جیو پہ جو ہو سو تن پر یا نصیب یا قسمت
چھوڑ کر جو تیرے تئیں ہم سب آج جاویں گے — کل علی و زہرا کوں کیا لے مونہہ دیکھاویں گے
اور شفاعت احمدؐ کی کس طرح سے پاویں گے — نے نے جاویں تجھ پر مر یا نصیب یا قسمت ورق ۱۳۰ ب

تب حضرت اون کوں دعائے خیر کر، فرمائے 'جزاک اللہ خیرا'۔ اب جو یو نہیں تمہاری رضامندی ہے پس یہ باقی رات طاعت و عبادت خدا میں گذرانو اور صبح سب حاضر ہو کر نماز باجماعت مجھ ساتھہ پڑھو کہ وہ جماعت آخری ہوئے گی۔ الغرض سب یار باوفا و اصحاب باصفا اپنے اپنے خیموں میں جا، اوراد و وظیفہ میں مشغول ہوئے اور تمام رات بھوکے پیاسے ذکر الٰہی اور درود رسالت پناہیؐ میں گذرانے۔ چاند نے تعزیہ خانہ مغرب میں مقام کیا اور رات نے لباس سیاہ اوس ماتم میں پہنا۔ تاروں نے آنکھیں شہیدان کربلا کے دیکھنے کوں کھولیں۔ آسمان نے نیلی لباس کیا اور زمین خاک اپنے سر پر چھائی، لیکن تمام اہل حرم خصوص زینب و کلثوم بیتاب ورق ۱۲۹ الف
تھیں اور کہتیں تھیں کہ ہائے اتنی رات کا بھائی مہمان ہے۔

ہائے ماں جایا ہمارا ہم سے کل — بچھڑے گا کیوں کر یہ کلول جاوے ٹل
کاش پہلے آوے ہم سب کی اجل — یا نہ ہوے دن رات رہے یہی دھیان ہے
صبح کوں پھر ہم کہاں، بھائی کہاں — اتنی ہی شب کا ہے بھائی میہمان
دن کے ہوتے موں یہ بھائی مہرباں — بچھڑتا ہے، ہوش سرگردان ہے
اے فلک سورج کو مت کریوں بلند — آگ سوں اوس کی جلیں ہم دردمند
اے دن اپنا جلد مت کر توں سمند — تیری جولاں میں یہ گھر میدان ہے
اے پیاری رات توں اب ٹھہر جا — ورنہ ہم سے بھائی پیارا بچھڑتا
اے پیارے چاند توں رہ یہیں کھڑا — اے ستارو مت ٹلو احسان ہے
رات گذری دوکھیوں کوں اس فکر کی — یک بیک آ صبح ظاہر ہو گئی
پڑ گئی گھر بیچ کیسی کھلبلی، — روز محشر کا گویا دیوان ہے ورق ۱۲۹ ب

آہ جوں روشنی صبح ظاہر ہوئی یک مرتبہ ایک آواز آسمان سے آئی کہ اے دوستان خدا

اکہو، یعنی سوار ہوکہ وقت لڑائی ہے اور ساعت کوپنچ آئی۔ ام کلثوم یہ آواز سونتے ہی، مانند بیہوشوں
کے چنگہاڑ مار، بہائی حسین کے خیمہ میں دوڑیں، اور کہیں، اے یہ آواز جو آسمان سے آئی تم نے بہی سونی
حضرت کہے، اے بہینا، آواز بہی سونا اور اس سے بہی عجب تر حقیقت دیکہا، ابہی آنکہہ میری جہپک
گئی تہی لیکن دل جاگتا تہا، دیکہتا ہوں کہ کئی کوتوں نے مجہ پر حملہ کیا، اون میں ایک کوتا تہا کوڑہی، نہایت
دیوانہ، میں اوسے دیکہہ دل میں کہا یہ مجہے مارے گا، اس فکر میں تہا کہ دادا نانا محمد مصطفیٰ مجہ پاس آکہے،
اے فرزند اور اے شہید آل محمدؐ میں اور رہنے والے آسمان کے اور مقرب خدا کے، تیری روح * ورق ۱۳۰ الف
کے استقبال کوں آئے، کوشش کرکہ آج رات مجہ ساتہہ افطار کرے اور دادا کے ساتہہ ایک
فرشتہ تہا اور اوس ہاتہہ ایک شیشہ سبز۔ دادا نے کہا، اے حسین اسے پہچانتا ہے۔ میں کہا کہ نہیں
فرمائے یہ فرشتہ ہے، آسمان سے شیشہ سبز لے اترا تاکہ تیرا لہو اس میں بہرے۔ ام کلثوم بیتاب ہو
رونے لگیں۔ اور امام مظلوم نے کہا اے ہمشیرہ سب اہلبیت کوں بولا کہ رخصت ہولوں۔ لمولفہ

الوداع اے دوستو ہے گا ہمارا اب سفر   تم کوں سونپے حق کنے ہم جاتے ہیں گے اپنے گہر

آہ جب تمام اہل حرم اور فرزند پرغم حاضر ہوے۔ حضرت نے فرزندوں کوں اپنے پاس بٹہایا
اور بوسے بہوں کی پیشانیوں پر دے چہاتی سے لگایا اور زار زار رو فرمایا، اے جگر گوشو نہیں جانتا * ورق ۱۳۰ ب
کہ تم سے کیا بولوں اور سفارش تمہاری کس سے کروں۔ پہر شہر بانو کی طرف دیکہہ کہے، اے یار دیرینہ
و اے آرام سینہ نہیں جانتا کہ ان یتیموں سمیت کیا کرے گی اور رحم ان کا کیسا کہاوے گی۔ فریاد و
فغاں اہل بیت سے اوٹہا اور کشتی صبر اون کی تباہی ہوئی۔ لمولفہ

غم کا دریا اوٹہا سب کی آنکہوں سے   آنسو جہڑنے لاگے ساری پلکوں سے

اس واویلا میں تہے کہ صبح نے اپنا گریبان چاک کیا اور رات نے مونہہ اپنا دامن خجالت
میں چہوپایا۔ امام مسافر نے بانگ نماز کہی اور سب اصحابوں نے خاک سے تیمم کر بجماعت نماز کئے۔
ابہی اوراد نہ پڑہے تہے کہ آواز لڑائی کے نقارے اور رن سینگی کے دشمنوں کے لشکر سے بلند ہوئے
اور فوجوں کی صفیں بندہ آواز ھل من مبارز کی اوٹہی۔ موالی امام کے بہی از بس کہ کم تہے، دشمن * ورق ۱۳۱ الف
کے لشکر سے اندیشہ نہ کر، صف اینچے۔ حضرت نے داہنی فوج کا سردار زہیر بن قیس کوں کیا اور بائیں
فوج کا حبیب بن مظاہر کوں اور نشان اپنے بہائی عباس کوں سونپ آپ درمیان کہڑے ہوئے۔

ہاتف غیب نے یہ آواز فوج اسلام کے کان پہونچائی۔ ترجمہ

دن لڑائی کے جنگ کیجئے اب — کوشش نام و ننگ کیجئے اب
مرد میدان ہو کہ میداں میں — تنگ گھوڑے کا تنگ کیجئے اب
کاٹے کے پیٹ و پیٹھ مچھی کوں — آب تیغوں سے رنگ کیجئے اب
ویسے دریا میں کہائے کر غوطے — جاں بکام نہنگ کیجئے اب
[١٣١ ب] ان حکوتوں لومڑی صفت سے لڑائی — مثل شیر و پلنگ کیجئے اب

لیکن جوں دونوں صفیں آراستہ ہوئیں، حضرت خیمہ میں آ، چیرا رسول خداؐ کا سر پر رکھہ، زرہ
رسولؐ پہن، ذوالفقار حضرت امیرؑ حمایل کئے اور گھوڑے پر سوار ہو، صف سے بڑہ، نسب اپنا کہہ،
ملعونوں کو نصیحت فرما، عذاب الہی سے ڈرائے۔ لیکن کچہہ فایدہ نہ کیا۔ ترجمہ۔

ہو جس کے بخت کی شطرنجی کو تباہی سیاہ — پس آب زمزم و کوثر سے ہو سکے نہ سفید

حضرت دیکھے کہ نصیحت ان سنگدلوں کوں اثر نہیں کرتی۔ فرمائے، خداوندا، گواہ ہو جیو کہ حجت
اس قوم پر تمام کیا۔ پہر ابن سعد ملعون کہا، اے حسین، ان باتوں سے فایدہ نہیں، یزید کوں بیعت
دے، والا نہ، اپنے سر پر شمشیر لے۔ یہ کہہ تیر کمان میں رکھہ امام غریب طرف چلایا۔ اور موںہہ
[١٣٢ الف] اپنے لشکر طرف کر کہا، شاہد رہنا، پہلے جن نے کہ تیر حسین بن علی پر چلایا، میں تہا۔ تب حر آگے آ،
کہا، اے عمر سعد، حسین ساتھہ لڑے گا۔ کہا، ہاں۔ حر کہا، اس لڑائی میں بہت تن بے سر ہوئیں گے
پہر حر گھوڑا پہیر، میدان میں آ، اپنے بہائی کوں کہا، اے بہائی میں نے بہشت اختیار کیا، اور
گھوڑا اوٹہا حضرت پاس آ، پیادہ ہو، رکاب مبارک چوم، موںہہ اپنا ذوالجناح کے سموں پر
رکھہ، کہا، یا ابن رسول اللہؐ مجھے گمان نہ تہا کہ یہ لوگ قصد تیرا کریں۔ خیال رکھتا تہا کہ دل اس
مہم کی صلح پر دہریں۔ لیکن اب جو سرکشی اور ظلم ان کا مجہ پر ظاہر ہوا، اس جناب میں آیا۔ آیا توبہ میرا
قبول ہوے گا یا نہ۔ حضرت اوس کے سر پر ہاتہہ پہیر فرمائے، اے حر، بندہ ہر چند گناہ کرے لیکن
[١٣٢ ب] جب اپنے خداوند کی درگاہ میں رجوع کر توبہ کرے، البتہ امید قبولیت ہے۔ جو گناہ میرا کہ کیا تہا
نہ کیا جانا مینے۔ اور جو تقصیر کہ تجہ سے صادر ہوئی تہی، در گذرا میں، توبہ تیری قبول ہوئی ہے۔ اور
توں آزاد ہے دوزخ کی آگ سے، اوس نام سبب کہ تیری ماں نے رکہا ہے۔ فردائے قیامت بے حساب

بہشت میں جاوے۔ لیکن جب حر کے بہائی مصعب نے دیکہا کہ حر نے آخرت اختیار کر، ہاتہہ آل عبا کے دامن میں مارا، وہ بہی گہوڑا اوٹہا بہائی پاس آ کہا، اے بہائی خضر راہ میرا ہوا اور ظلمات کفر سے سرچشمہ حیات کوں پہونچایا۔ حر بہائی کوں حضرت پاس لایا۔ حضرت اوسے بہی گلے لگا، نوازش فرمائے پہر حر نے کہا، یا ابن رسول، رات اپنے باپ کوں خواب میں دیکہا ہیں، کہ کہتا ہے، اے حر اتے دن توں کہاں تہا۔ کہا، میں گیا تہا، جو راہ حسین پر روکوں۔ وہ کہا، واویلا اے فرزند، تجہے فرزند رسول خدا ؂ ورق ۱۴۳ الف سے کیا کام۔ اگر آتش دوزخ کی طاقت رکہتا، جا اوس سے لڑ اور اگر اوس کے جدّ کی شفاعت چاہتا جا، اوس آگے مر۔ پس امیدوار ہوں کہ میدان میں جاوں۔ حضرت فرمائے، اے حر، توں مہمان ہمارا ہے، صبر کرتا اور کوئی جاوے۔ کہا یا ابن رسول اللہ، پہلے حر ہی لڑنے کوں آیا۔ پس امیدوار ہے کہ اب حر ہی پہلا شہید کہلاوے۔ آخر رخصت پا، میدان میں گیا اور حر کوں عرب میں ہزار سوار برابر گنتے تہے۔ مردانہ اور بہادری کا نہ تہا، للکارا کہ ہاں کوئی نامرد آوے۔ ترجمہ۔

ہوں میں شیر دل حر مردم ربا کمر باندہی پیش ولی خدا
ہوں میں شیر و شمشیر بران ہاتہہ ٹہرتا ہے کون ان آگے دیکہوں آ

جوں عمر سعد ملعون نے حر کوں میدان میں دیکہا، لرزہ بدن پر پڑا، اور صفوان بن حنظلہ لعین ؂ ورق ۱۴۳ ب کوں کہا، جا اور حر کوں نصیحت کر، مجہ پاس لا اور اگر نہ مانے سر اوس کا کر جدا۔ صفوان آ، حر کی برابر ہو، کہا، اے حر، توں مرد عاقل اور بہادر کامل ہے، کہاں روا کہ یزید سے پہرے اور حسین طرف مرے، حر کہا، اے بدبخت، تیری عقل سے عجب ہے کہ یہ بات کی۔ یزید پلید فاسق و ظالم ہے اور حسین، پاک و پاکیزہ و معصوم، اوس کی ماں فاطمۃ الزہرا کا نکاح بہشت میں ہوا اور اوس کا گہوارہ جبرئیل جہولایا۔ رسول خدا اوس کے مونہہ کے بوسے لیا اور اوس کوں اپنے باغ کا ریحان کہا۔ ترجمہ۔

وصف اوس کے شرح سے بالاتر ہے جو کہوں میں اوس سیتی والاتر ہے

صفوان لعین کہا، میں بہی یہ سب جانتا، بلکہ زیادہ اس سے پہچانتا۔ لیکن ہم سپاہی ہیں مال و منال چاہیے، فضیلت و بزرگی کیا کام آوے۔ حر کہا، اے ملعون، حق کوں جانتا اور چہوپاتا ؂ ورق ۱۴۴ الف کل تجکوں کرے خوار اب تو مست ہے۔ صفوان بے ایمان جہونجلا، نیزہ سینۂ حر کے حوالہ کیا۔

حر جواں مرد نے اوس کا نیزہ چہنا، اپنا نیزہ اوس کے سینۂ پر کینہ پر مارا کہ اوس کی پیٹھہ سے گز
بہر پہوٹ نکلا، پہر اوسی نیزہ سے اوٹہا، زمین پر پٹکا کہ تمام استخواں چور ہوئی اور شور دو نو
لشکر سے اوٹہا۔ صفوان کے تین بیٹے اجل گرفتہ تہے۔ باپ کے غصہ سے تینوں حملہ کئے۔
حر نے بہی جگر سے نعرہ اینچ اور خدا کوں یاد کر، ایک کی کمر پکڑ زمین سے اوچک، زمین پر مارا
کہ گردن اوس بدبخت کی اوکہڑ گئی اور دوسرے پر دوڑ شمشیر ماری کہ چہاتی تمام کہل گئی۔ تیسرا
ملعون بہاگا۔ بہاگے ہوے پر نیزہ مارا کہ پیٹھہ سے پہوٹ نکلا، تب مونہہ حضرت کی طرف کر کہا، ١٢ ب
یا ابن رسول اللہ مجہ سے راضی ہوا اور بخشا۔ حضرت فرمائے کہ میں راضی ہوا، حق تجہ سے راضی
ہوجیو۔ حر وہ بشارت سن خوش وقتی تمام سے پہر مونہہ میدان طرف کر لڑائی کے دریا میں غوطہ
کہایا، اور جدہر کہ مونہہ کیا، مارے ہووں سے پشتے بنایا، اوس درمیان ایک پیادہ نے دوڑ
اوس کے گہوڑے کوں پے کیا۔ حر پیادہ لڑائی میں مشغول ہوا، اور اوس کے غصہ کی آگ نے
شعلہ اینچا۔ لمولفہ۔

دو ببر لڑتا ہوا جس سے جا دوچار ہوا ہوا وو ایک سے دو اور دو سے چار ہوا

حضرت دیکہے کہ حر پیادہ لڑتا ہے، گہوڑا تازی نژاد اپنا با ساز قیمتی بہیجا۔ حر اوس کی
رکاب چوم سوار ہوا اور داہنی بائیں طرف کی فوجوں کوں مار جہنم بہیجا تب لگ کہ تمام لشکر کوں
تل اوپر کر پراگندہ کیا۔ یوں چاہا کہ پہر کر حضرت پاس جاوے، ہاتف آواز دیا کہ، اے حر، ١٣ الف
مت پہر کہ حوریں تیرے قدم کی ہیں منتظر۔ حر وہیں سے حضرت طرف مونہہ کر کہا، یا ابن رسول اللہ
تیرے دادا پاس جاتا ہوں، کچہہ پیغام دل آرام دیتا ہے۔ حضرت رو کر فرمائے، اے حر خوش دل
رہ کہ ہم بہی تیرے پیچہے آتے ہیں۔ اوس وقت شور حضرت کے لشکر سے اوٹہا اور حر نے آپ کوں
کافروں پر مارا کہ نیزہ ٹوٹ گیا۔ پہر شمشیر اینچ، جس نابکار کے سر پہ جہاڑا، سینہ لگ کہول دیا۔
اور جس کی کمر میں مارا، دو ٹکڑے کیا، تب لگ کہ عمر سعد کے علم دار لگ پہونچا۔ عمر لعین بیتاب ہو،
نعرہ اپنے لشکر پر مارا کہ ہاں گرداگرد سے گہیرو۔ تب لشکریوں نے غلبہ کر، جو طرف سے حر پر زخم
چلائے۔ ناگاہ قصور بن کنانہ لعین نے ایک نیزہ حر کے سینۂ بے کینہ پر مارا، کاری لگا لیکن حر ١٣ ب
نے بہی ایسی تلوار ماری کہ کمر لگ دو کیا۔ تب حر بہی گہوڑے سے گر پوکارا، یا ابن رسول اللہ

اور کنی اور کنی۔ حضرت گھوڑا دوڑا حر کوں میدان سے اوٹھا اپنے لشکر میں لائے اور سر اوس کا اپنے زانو پر رکھہ، آستین اپنی سے خاک حر کے مونہہ کی پونچھتے تھے۔ ابھی ایک رمق جان باقی تھی کہ آنکھیں کھول سر اپنا زانوے حضرت پر دیکھا، مسکرا کہا، یا ابن رسول اللہؐ مجہ سے راضی ہوا، حضرت فرمائے۔ میں تجہ سے راضی، حق تجہ سے راضی ہوجیو۔ حر یہ بشارت سن کہا۔

گر اس خوشی سے جان تصدق کروں روا
کیونکر کہ یہ خوشی میری آرام جان ہے ؎ ب ورق ۱۳۶ ا

یہ کہہ جان اپنا جان دینے والے کوں سونپیا، انا للہ وانا الیہ راجعون ؎ ب ورق ۱۳۶ ب

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ۞

برحربگاہ چون رہ آن کاروان فتاد — شور نشور واہمہ را در گمان فتاد
ہم بانگ غلغلہ در شش جہت فگند — ہم گریہ بر ملایک ہفت آسمان فتاد
ہر جا کہ بود آہوے از دشت پا کشید — ہر جا کہ بود طایرے از آشیان فتاد
شد وحشتے کہ شور قیامت بگرد رفت — چون چشم اہلبیت بر آن کشتگان فتاد
ناگاہ چشم دختر زہرا دران درمیان — بر پیکر شریف امام زمان فتاد
چندان کہ بر تن شہدا چشم کار کرد — بر زخمہاے کاری تیغ و سنان فتاد
بے اختیار نعرۂ ہذا حسین از او — سر زد چنانکہ آتش ازو در جہان فتاد

پس با زبان پر گلہ آن بضعۃ الرسولؐ
رو در مدینہ کرد کہ یا ایہا لرسولؐ ؛ ورق ۱۳۷ الف

ہے مجلس آج آٹھویں قاسم کا بیاہ — تس میں قضا قدر کا عجایب خیال ہے
ہائے قاسم کا سونا تا ہوں بیاہ — لا کہ دولہن گھر جو لیتا موت کی راہ
ایک پل میں ہووے آباد وو گھر — ایک پل میں ہووے برباد وو گھر
ایک پل میں وو بنا دولہہ بنے — ایک پل میں وو بنا مردہ بنے
ایک پل میں ہووے سہرا سر پر — ایک پل میں ہووے سر نیزے پر
ایک پل میں وو چڑھے تخت اوپر — ایک پل میں وو پڑے تختے پر
ایک پل میں دہریں اوس شہہ کی لگن — ایک پل میں ہووے اوس بر میں کفن
ایک پل میں بنے دولہہ وہ پوت — ایک پل میں بنے اوس کا تابوت
ایک پل میں یو شہانے گادیں — ایک پل میں یو جنازہ لادیں
ایک پل میں ہووے دولہہ دولہن — ایک پل میں ہووے بیوہ دولہن
ایک پل میں ہووے نتہہ ناک بہیتر — ایک پل بس ہووے نتہہ خاک بہیتر ؛ ورق ۱۳۷ ب

ایک پل میں ہووے پنگڑیوں کا چاؤ ۔۔۔ ایک پل میں کہیں ماٹی میں ملاؤ
ایک پل میں کرے سر پر پٹی ۔۔۔ ایک پل میں لے لگاوے مٹی
ایک پل میں کرے دولہن کا بناؤ ۔۔۔ ایک پل میں کرے رنڈہ پن کا بناؤ
ایک پل میں چونیں مل کر کہ نبات ۔۔۔ ایک پل میں کریں وہ دونوں نہ بات
ایک پل میں دیویں جلوہ بر تخت ۔۔۔ ایک پل میں وو اجڑ جاویں بخت
ایک پل میں وہ سوہاگن ہووے ۔۔۔ ایک پل میں وو دوہاگن ہووے
ایک پل میں ہووے سراپا شادی ۔۔۔ ایک پل میں ہوئے رنڈاپا شادی
ایک پل میں ہووے خبر ہلجاں کی ۔۔۔ ایک پل میں پڑے چل جاں کی
قصہ کوتہ یہ سنو شادی و غم ۔۔۔ کہ دونو اکٹھے ہوئیں آ ایک دم

ناقلان درد و محن اور مخبران غم و شیون شہادت قاسم ابن حسنؑ یوں بیان کرتے ہیں کہ جب حضرت امام حسین علیہ السلام دیکھے کہ یار و مددگار نہ رہے، آہ سوزناک جگر سے بھرے ؏ ورق ۱۳۸ الف
لیکن جوں قاسم وہ حال دیکھا، دہونوا اوس کے دل سے اوٹھا اور روبرو چچا بزرگوار کے جا کہا، یا عمّاہ، اب مجھے طاقت بھائیوں کی جدائی کی نہیں رہی۔ زمانے نے تخت راحت سے خاک مصیبت پر بٹھایا اور روز وصال کوں ایام ہجراں کر دیکھایا۔ رخصت ہوے کہ بدلا بھائیوں کا نکالوں یا اپنا سر بھی اون پیچھے دوں۔ حضرت فرمائے، اے جان عم، تو مجھے میرے بھائی سے یادگار اور مجھ دل پر غم کا غمگسار۔ پس تجھے کیونکر رخصت دوں اور اس سینہ داغدار پر یہ بھی داغ لوں۔ القصہ قاسم رخصت نہ پا لاچار خیمہ میں جا، سر اپنا زانوے غم و الم میں رکھ رونا شروع کیا۔ یکایک اوس رونے میں یاد آیا کہ میرے باپ بزرگوار نے ایک تعویذ میرے بازو ؏ ورق ۱۳۸ ب
پر باندھ فرمایا تھا کہ جب تجھے غم کمال گھیرے یہ تعویذ بازو سے کھولیو اور جو اس میں لکھا ہووے عمل کیجیو۔ تب قاسم نے تعویذ بازو سے کھول دیکھا کہ حضرت امام حسن علیہ السلام نے اپنے خط مبارک سے لکھا ہے کہ اے فرزند وصیت کرتا ہوں کہ جب بھائی میرے حسین کوں دیکھے کہ کربلاے پر بلا میں بیچ ہاتھ شامیان دغا اور کوفیان بے وفا کے گرفتار ہووے، البتہ سر اپنا اوس کے قدم تلے نثار کیجیو اور جان اپنا اوس جان لیے دیجیو اور وہ جس قدر تجھے منع کریں توں اوسی قدر مبالغہ

کیجیو کہ حسین پر جان فدا کرنا نہایت سعادت اور وسیلہ شہادت ہے۔ جوں قاسم وہ وصیت نامہ پڑہا، بہ خوشی تمام چچا بزرگوار کنے گیا اور وہ کاغذ گذرانا۔ شاہ شہیداں نے جوں وہ کاغذ دیکھا، آہ ورق ۱۳۹ الف
دردناک بہر زار زار رو کہا، اے جان حسین، اپنے باپ کی وصیت پر عمل کرے گا اور مجہ لئے مرے گا۔ پس مجھے بہی تیرے حق میں ایک وصیت کی ہے۔ چاہیے کہ میں بہی بجالاؤں۔ پہر ہاتہہ قاسم کا پکڑ خیمہ میں سدہار، قاسم کی ماں کوں فرمائے، جامہ دانی بہائی حسن کی لاؤ، اوس میں سے جامہ قیمتی بہائی حسن نکال قاسم کوں پنہائے اور چیرا اپنے ہاتہہ سے اوس سر پر باندہ، اپنے بہائیوں عون و عباس کوں بولائے۔ پہر وہ بیٹی اپنی کہ نامزد قاسم تہی، اوس سے نکاح باندہ، فرمائے، اے قاسم یہ امانت تیرے باپ کی ہے، وہ آج تک مجہ پاس تہی، اب لے، یہ کہہ ہاتہہ اوس کا قاسم ورق ۱۳۹ ب
کے ہاتہہ دے باہر سدہارے۔ رباعی لمولفہ۔

بہائی کے کہے یہ بوجہہ قاسم کا دین   اپنی دو وصبیہ سے کئے بیاہ حسین
جس دم ملے ماہ و مشتری بولا سروش   در برج شرف بہ بیں قران السعدین

قاسم ہاتہہ دولہن کا پکڑ مونہہ اوس کا دیکہتا تہا کہ لشکر عمر سعد سے آواز آئی، اے حسین کوئی اور رہا ہے تو میدان میں بہیج۔ جوں وہ آواز قاسم کے کان پہونچی ہاتہہ دولہن کا چہوڑ چاہا کہ باہر جاوے، دولہن نے دامن پکڑ کہا، اے قاسم کیا خیال رکہتا اور کہاں جاتا۔ ترجمہ۔

مجھے چہوڑ کر توں کہاں اب چلا   کہاں اب چلا کہہ کہاں اب چلا

قاسم نے کہا اے نور دیدہ، قصد میدان رکہتا، دامن چہوڑ کہ تیری دولہنی اور میری دامادی قیامت پر پڑی۔ لمولفہ ورق ۱۴۰ الف

اللہ اب حافظ ہے تیرا میری ہے رخصت   اب موت کی دولہن سے لگن میری دہرائی

پہر دولہن کہی عجب بات فرماتے کہ دولہنی تیری اور دامادی میری قیامت پر پڑی۔ پس فردائے قیامت تمہیں کہاں پاؤں اور کس نشان سے پہچانوں۔ قاسم اپنی آستین پہاڑ کہا، اس نشان سے، مجھے میرے باپ اور اپنے دادا پاس ڈہونڈیو۔ شور اہلبیت سے اوٹہا، اور شہربانو نے آہ مار کہا، ترجمہ۔

قاسم اب کیا کرے ہے بیدادی — کس طرح کی ہے رسم دامادی
چھوڑ دولہن کوں اب کہاں جاتا — ساس کس پاس ہووے فریادی
ہائے ویراں نہ کر بسا ہوا گھر — مت دے برباد میری آبادی
مت رنڈاپا دے میری بیٹی کوں — ڈال مت ماتم اب توں از شادی
ہائے دولہن کے حق میں یابن حسن — ہے جدائی تیری تو جلادی[۱] ۱۴۰ ورق ب

جب حضرت امام حسین نے دیکھا کہ قاسم میدان میں چلا، کہے، اے جان چچا کی، اپنے پاوں سے گور میں جاتا ہے، اس طرح نہ جا اور مرنے کی طرح سیکھہ جا پہر اپنے ہاتھہ سے گریبان قاسم کا چاک کر، دونو آنچل چہرے کے مونہہ کی دونو طرف لٹکاے اور صورت کفن بنا شمشیر اپنی دی، فرمائے، لمولفہ

کفن اپنا توں اپنے ساتھہ لے جا — مجھے درد و غم اپنا ہاے دے جا

تب قاسم میدان میں جا کہا، ترجمہ۔

دل خریدار جاہ اب کروں گا — جاں شکر زیر شاہ اب کروں گا
ہاے دامادی کے لباس سیتی — طے اجل کی یو راہ اب کروں گا
چھوڑ کر نوعروس کو گھر میں — موت سے پہر بیاہ اب کروں گا
سم گھوڑے سے نوک نیزہ سے — ماہ و ماہی تباہ اب کروں گا
مثل بلبل بنالہ ہاے دوکھہ — بانگ وا سیداہ اب کروں گا[۲] ۱۴۱ ورق الف
کبریا کوں تکفیل کر کہ میں — مصطفیٰ کوں گواہ اب کروں گا
با بتول و علی شکایت قوم — بیچ حریم الہ اب کروں گا

یہ کہا اور تلوار اپیچ بہت ظالموں کے سر تن سے جدا کئے۔ پہر کوئی قصد قاسم کا نہ کیا۔ آپ ہی برابر فوج ظالمان جا کہے، اے عمر سعد بے وفا سب یار اور ہوادار حضرت امام حسین کے توں نے شہید کئے۔ کئی ایک پریشان دل رہ گئے، اون سے بہی ہاتھہ نہیں اوٹھاتا اور ایک قطرہ پانی اون پیاسوں کے مونہہ میں نہیں چواتا اور جو کچھہ کیا ہے اوس سے باز نہ آتا۔ پشیمانی اصلا خاطر میں نہ لاتا۔

نہ اپیچ صید حرم پر توں تیغ اب زنہار — کیا ہے ہم سے جو کچھہ اب بہی آپشیماں ہو

ملعون کہا، اب لگ تم نافرمانی سے باز نہ آئے اور اپنا مال کار خاطر میں نہ لاتے، بہتر یہ ہی ہے کہ بیعت یزید اور متابعت ابن زیاد قبول کرو اور دروازہ سلامتی کا آپ پر کہولو۔ قاسم نے ق ۱۴۱ ب
اوس پر اور یزید و ابن زیاد پلید پر لعنت کر کہا، اے بدبخت، دین کوں دنیاے دنی ہاتھہ بیچا اور آپ کو شفاعت رسول خداؐ سے طرف دوزخ کے ایچا۔ اے لعین یہ دنیا کس کی ہوئی ہے اور کس کی ہوے گی، ترجمہ۔

ہزاروں بر کئے ہیں اس دولہن نے اے نامرد   ولے نہیں رہی ہے عقد میں کسو کے یہ

اے عمر آج توں نے اپنے گہوڑے کوں پانی پلایا یا نہ۔ کہا، ہاں پلایا۔ قاسم کہا لعنتِ خدا تجہ پر، دعوا مسلمانی کا کرتا اور اپنے گہوڑے کوں سیراب رکہتا، فرزندان رسول اللہؐ پیاسے اور عورات و اطفال پیاس سے جاں بلب پہونچے۔ اس بے حیائی سے باز آ اور ہم بے کسوں کوں ق ۱۴۲ الف
پیاسوں مت تپا۔ روز محشر کی پیاس سے ڈر اور ساقی کوثر سے شرم کر۔ ملعون نے سن جواب نہ دیا، اور موتہہ اپنے لشکر طرف کر کہا، اس سوار کوں پہچانتے ہو، یہ قاسم بن حسن ہے۔ تم ایک ایک اس سے بر نہ آؤ گے، اکٹہے جاؤ اور گہیر کر سر لاؤ۔ تب چار ہزار ناکس نامرد، قاسم تنہا پر آئے، اور گہیرے میں لائے۔ لیکن قاسم بہی جدہر موتہہ پہرایا مارے ہووں سے پشتے بنایا، باقی سب بہاگے اور قاسم دولہن کے خیمہ کی طرف گیا۔ سونا کہ دولہن روتی ہے اور کہتی ہے، لمؤلفہ

اب میں ہوں اور یہ آستیں ہمدرد اور نشانی   چلنا ہے دریا سیں دہن میں اور کرنی جاں فشانی
گر موت آکرے گی جلدی سے مہربانی   بہتر ہے ورنہ سکہہ لے ابن حسن چلا ہے
ستیاں جو ستی ہوتیں ست بوجہہ جل مریں ہیں   سو ست نہیں کو ست ہے پر کفر وہ کریں ہیں ق ۱۴۲ ب
ست کہتے ہیں گے اس کوں جو ست سے ہم جلیں ہیں   جلنا سنبہل سنبہل اب ست کا کٹھن چلا ہے

قاسم نے یہ سن رو دیا اور کہا، ترجمہ۔

نکل باہر اے دلبر میں بہی یکبار آرزو رکہتا   وداع عمر نزدیک ہے گی دیدار آرزو رکہتا

جوں دولہن وہ آواز جاں نواز سونی، خیمہ سے باہر دوڑ کہی، ترجمہ۔

اچہے آئے کہاں سے آئے بیٹہو   سراپا اب خوشی تم لائے بیٹہو
تمہارے یہ قدم آنکہوں پہ سر پہ   میرا سب دوکہہ مصیبت جائے بیٹہو

ان ہی قدموں کی راہ اب دیکھتی تھی دو نو آنکھوں اوپر دوں جاے بیٹھو
کہاں پھر میں کہاں پھر تم اے قاسم غنیمت جان کوئی دم ہے بیٹھو
رنڈاپا تو لکھا مجہ قسمت آخر کوئی پل تو سوہاگ اب چہاے بیٹھو[1] ٭ ورق ۱۴۳ الف

آہ قاسم گھوڑے سے اتر دولہن کے پاس جا کہا، اے نور دو دیدہ وا اے رفیق پسندیدہ وقت بیٹھنے اور بولنے کا نہیں کہ سپاہ کہ دشمن دلیری کرے ہے اور قاسم بے اختیار دل دوری پر دھرے ہے۔ ترجمہ

تیرے دیدار سے دوری ضروری ہوتی ہے ورنہ نہیں چاہے ہے کوی موجود جاں تن سے جدا ہووے

پھر قاسم دولہن کوں رخصت کر قصد میدان کیا اور دولہن سے یہ سونا، لمولفہ

پھر روبرو سے اے گل گلزار جاوتا بلبل کوں اپنے ہجر میں کر خوار جاوتا

لیکن چوں قاسم میدان میں آیا اور مبارز بولایا، کوئی قبول نہ کیا۔ اوس کے غصے کی آگ نے شعلہ اینچا، اور داہنے بائیں فوجوں پر ٹوٹ بہت ظالموں کوں خاک برابر کیا۔ لمولفہ

ببھبک شیر کی طرح قاسم سا مرد[1] نکالا نحس کو فیوں سیتی گرد ٭ ورق ۱۴۳ ب

یونہیں چار حملہ کر پھر میدان میں آ مبارز چاہا۔ عمر ملعون نے ایک لعین ارزق نام کوں کہ سپہسالار[1] شام کا تھا بولا کہا، اے ارزق ہر سال دو ہزار دینار یزید سے لیتا اور بہادروں کے کان میں شہرہ اپنی بہادری کا پہونچاتا۔ بارے اس جوان کوں ہمارے سر سے دفع کر۔ اوس نے کہا، اے عمر یہ بات تجہ سے بعید ہے کہ مجھے ملک شام میں ہزار سوار کے برابر گنتے اور توں مجھے ایک لڑکے سے لڑنے کوں بھیجنا چاہتا ہے کہ نام و ننگ میرا توڑے۔ مجھے ننگ آتا ہے کہ اس سے لڑوں۔ عمر نحس گھڑک کہا، اے ملعون یہ لڑکا کیونکر ہے۔ فرزند حسن مجتبیٰ کا، پوتا شیر خدا کا، نواسا محمد مصطفیٰ کا، کئی سو بہادروں کوں[1] ابھی تجہ آگے مار چوکا۔ قسم خدا کی کہ وہ پیاس سے عاجز ٭ ورق ۱۴۴ الف ہے، وگرنہ اوسے عار تھی کہ ہم سے بات کرے۔ جا بہانہ نہ کر اور لا اس کا سر، تا یزید و ابن زیاد آگے عمدہ کہلاوے اور آبرو پاوے۔ ارزق کہا، اگر بدن میرا مقراض سے ریزہ ریزہ کرے تو بھی

---

[1] اسی طرح لکھا ہے۔

اس سے لڑنے نہ جاؤں۔ اور جو بہت بجد ہے چار بیٹے ہیں میرے ایک کوں بہیجا کہ سر اوس کا لاوے
اور تجہے اس غم و غصے سے چہوڑاوے۔ تب بڑے بیٹے کوں بولا' قاسم کے مقابلے بہیجا۔ اوس بدبخت
نے آقا قاسم پر حملہ کیا۔ قاسم نے بہی للکار' نیزہ اوس کے سینہ پر کینہ پر چلایا۔ وہ لعین سپر فولادی
روکا۔ نیزہ قاسم کا ٹوٹ گیا۔ قاسم نے جہونجہلا تلوار اینچی۔ اون نے بہی تلوار قاسم کے حوالے کی۔ قاسم
سپر روکا۔ شمشیر اوس بدبخت کی نے سپر کاٹ' ہاتہہ قاسم کا زخمی کیا۔ محمد انس نے اور سپر پہنچائی' پہر ق ۱۴۴ ب
چیرا اپنا پہاڑ چاہا کہ قاسم کے ہاتہہ میں باندہے۔ قاسم نہ باندہنے دیا اور ڈہال ہتہوا نسے کر پہر اوس
حرامزادہ پر حملہ کیا۔ وہ بہی چاہا کہ قاسم پر حملہ کرے۔ گہوڑا اوس کا کہڑا ہوا' اور وہ زمین پر گرا' چیرا
سر سے اتر گیا' بال سر پر بڑے رکہتا تہا۔ قاسم نے گہوڑے سے جہک' بال اوس کے ہاتہہ میں
لپیٹ گہوڑا اوٹہایا اور تمام میدان میں لوٹایا۔ پہر ہاتہہ سے ڈال گہوڑا اوس پر دوڑایا کہ تمام استخوان
چور ہوئی۔ پہر اوسی کی شمشیر اور نیزہ لے' للکارا کہ او نامرد آدمی' دوسرا بیٹا بغیر رخصت باپ کے آ کہا
اے بے رحم' مارا توں نے ایسے جوان کوں کہ تمام شام میں مانند اوس کا نہ تہا۔ قاسم کہا' اے ق ۱۴۵ الف
دشمن خدا تجہے بہی اوسی پاس بہیجتا' یہ کہہ' ایسا نیزہ پہلو میں مارا کہ دوسرے پہلو پہوٹ نکلا۔
تیسرا بیٹا سر میں خاک ڈال' گریبان چاک کر گہوڑا اوٹہایا۔ قاسم وہی نیزہ اوس کے پیٹ پر مارا
کہ پیٹہہ پہوڑ نکلا۔ چوتہا حرامزادہ گالیاں دیتا ہوا' قاسم پر حملہ کیا۔ قاسم نے ایک تلوار ماری
کہ سیدہا ہاتہہ اوس کا قلم کیا۔ پہر وہ بہاگا اور نزدیک اپنے لشکر کے پہونچ جہنم واصل ہوا۔ لیکن
جب ازرق بدبخت چاروں بیٹے موئے دیکہا' جہان روشن اوس آنکہوں آگے اندہیر ہوا۔ خاک
سر میں ڈال اور گریبان پہاڑ' قاسم کے مقابل آ' کہا' اے قاسم سنگ دل' ایسے چار بیٹے میرے
مارے کہ شہر شام میں کوئی اون کے برابر نہ تہا۔ قاسم نے کہا' غم نہ کہا' تجہے بہی اونہی پاس بہیجتا ق ۱۴۵ ب
ہوں۔ لیکن جوں حضرت امام حسین علیہ السلام' ازرق کوں قاسم کی برابر دیکہے' ہاتہہ اوٹہا' پروردگار
عالمیان سے فتح و نصرت قاسم کی دعا مانگے۔ دونو لشکر دیکہتے تہے کہ ازرق نے نیزہ قاسم پر چلایا
قاسم نے اوس کا نیزہ رد کر اپنا نیزہ چلایا۔ یونہیں بار نہ وار آپس میں ہوئے۔ لمولفہ

چمکیں تہیں دونو فرق اوپر نیزوں کی سونہیں برق مانند

تب ازرق نابکار نے جہونجہلا' ایک نیزہ قاسم کے گہوڑے پر مارا کہ گہوڑا گرا اور قاسم

پیادہ رہا۔ تب حضرت نے محمد انس کوں فرمایا، اے ابن انس دوڑ میرے پیارے قاسم کی خبر لے
اور یہ کوتل میرا لے جاکر اوسے دے۔ ابن انس نے کوتل قاسم کوں پہونچایا اور سوار کروایا۔ پھر قاسمؓ ؎ ورق ۱۳۶ ا
ارزق پر حملہ کیا اور تین وار آپس میں ہوے۔ آخر ارزق شمشیر اپنی دوڑا۔ قاسم بھی تلوار اپنی کہا،

اب آتو یہاں جنگ شیراں کریں — یہاں دست برد دلیراں کریں
دیکھیں ہم میں کس کوں بلندی اب — دو کس کے تئیں فتح مندی ہے اب

جوں ارزق لعین تلوار قاسم کے ہاتھ دیکھا، پہچانا کہ یہ میرے بڑے بیٹے کی ہے، اے قاسم
یہ تلوار تیرے ہاتھ کیونکر لگی۔ قاسم کہا کہ تیرے بیٹے کی یادگار ہے، تجھے بھی شربت مرگ اسی سے چکھاؤں
اور تیرے فرزندوں کنے بھجاؤں۔ لیکن اے ارزق کہاں روا ہے کہ مرد سپاہی کہلاوے اور
سوار ہوتے گھوڑے کے تنگ کی خبر نہ رکھے کہ ایتا سست ہوا، نزدیک ہے کہ زین پھرے اور
توں گرے۔ ارزق جوں تنگ دیکھنے کوں جھوکا قاسم ایسی تلوار مارا کہ لکڑی سا دو کیا اور شور لشکر شام ؎ ورق ۱۳۶
سے اوٹھا۔ قاسم اپنے گھوڑے سے اُتر اوس کے گھوڑے پر سوار ہو کوتل چچا کنے لایا۔ جوں نزدیک
پہونچا، گھوڑے سے اتر رکاب عالی کوں بوسہ دے کہا، یا عماہ، العطش، العطش، حقا کہ اگر ایک
قطرہ پانی کا پاؤں، ایک ظالم کا سر تن پر نہ رکھوں۔ حضرت فرمائے، اے جان جبین نزدیک ہوا
کہ دادا کے ہاتھ سے شربت کوثر پیوے۔ جا کہ ماں تیری فراق میں روتی اور آرزو میں ہے تیرے
دیدار کی۔ لمولفہ۔

نہیں ہے چین اوسے تیرے بن اے قاسم — جمال اپنا دیکھا اوس کوں صبر دے قاسم

قاسم بموجب حکم چلا، جوں نزدیک پہنچا، سونا کہ ماں روتی ہے اور کہتی ہے، لمولفہ۔

مجہ آگے سے میں آہ بجاں ہوں تجہ بن — توں کہاں ہے کہ نہ جانوں میں کہاں ہوں تجہ بن ؎ ورق ۱۳۷ ا

اور دولہن کہتی ہے، لمولفہ

کیونکر کٹے مجہ بالیں اب جیونا دوبھر پڑا — بابا چلا دولہا چلا اور کوئی نہ دہرتی ہائے ہائے

قاسم نے یہ باتیں سونتے ہی آہ ماری۔ جوں ماں اور دولہن وہ آواز سونیں خیمہ سے باہر دوڑیں
اور قاسم کے پاؤں پر لوٹیں۔ قاسم اونہوں کی دلداری لگے کرنے اور صبر و تحمل لگے فرمانے۔ پھر کہے،
اے عزیزو آج وہ دن ہے کہ بادِ خوشی کی دلوں کے باغ پر نہیں چلتی اور بو شادی کی مشام ارواح

میں نہیں پہونچتی جوں چمن زندگانی تمہارے کوں تازگی نہ رہی۔ ویسے ہی پہول مراد و شادمانی میری کا بہی کوملہار رہا ہے، اور جیسے تمہیں طاقت تنہائی نہیں، ایسے ہی مجھے بہی قوت صبر اور جدائی نہ۔ لیکن یہ دوری ضروری ہے اور جدائی بے اختیاری۔ لمولفہ

ہم چلے بے اختیاری سے جدا تم سیتی ہو تم رہو روتے ہیں اور پیٹ تے تازندگی ق ۱۲۰ ب

پہر جوں قاسم چلا سونا کہ ماں رو کہنے لگی۔ لمولفہ

آرام جان چلا، اب لے جان توں بہی اب جانہ جب وہ چلا تو اوس پر قربان توں بہی اب جانہ

اور دولہن سے یہ آواز سونا۔ لمولفہ

نہ جاؤ تم مجھے جب لگ نہ مارو پہوڑا کر جاؤ اب اس دردسرے نہ

پہر جوں قاسم یہ باتیں جدائی کی سونتا اور روتا ہوا میدان میں پہونچا، آنکہہ عمر لعین کے نشان پر پڑی کہ اوس سر پر کہڑا کیا تہا۔ گہوڑا اودہر ہی چلایا اور قصد اوس نشان کے توڑنے پر دوڑایا، کہ راہ میں پیادوں نے گہیرا۔ جوں قاسم پیادوں کی لڑائی میں مشغول ہوا، گردسے سوار آگہیرے اور تیر و نیزہ و شمشیر چلے۔ قاسم دریاے لڑائی میں غوطہ کہایا اور پہر موتی فتح وظفر کا پایا۔ تیس سوار اور ۱۲۱ الف پچاس پیادے گرایا اور صف سواروں کی چیر گہوڑا باہر چلایا کہ کوفیوں نے تیرباران کیا اور گہوڑا زخمی ہوگرا۔ آہ شیث لعین نے نیزہ سینہ بے کینہ قاسم پر مارا کہ بہال نیزہ پیٹہہ سے پہوٹ نکلی اور قاسم زمین پر گرا۔ آہ ستائیس زخم قاسم کے بدن پر بیٹھے تہے اور لوہو جاری تہا کہ قاسم پوکارا، اے چچا، اپنے قاسم بیکس کی خبر لے۔ جوں یہ آواز حضرت کے کان پہونچی، گہوڑا اوٹہا، صفوں کو برہم مار دیکہے کہ قاسم لوہو میں مانند مچہلی بن پانی کے تڑپہتا ہے اور شیث لعین چاہتا کہ سر کاٹے۔ حضرت ایک تلوار سے اوسے دو کئے اور قاسم کوں اوٹہا خیمہ میں لائے۔ لمولفہ

اوس بھتیجے نوجواں کی مچھاتی لاش جب اپنی گودی میں اوٹہا کر گہر میں لایا وہ چچا ب

گہر میں لاشہ لاتے ہی ہے ہے قیامت مچ گئی ہائے قاسم ہائے قاسم ہائے قاسم پڑ گیا

ابہی ایک رمق جان باقی تہی کہ چچا نے سر قاسم کا اپنے زانو پر رکہہ بوسے اوس مونہہ پر دے، زار زار رو فرمائے۔ لمولفہ

حیف اے قاسم اب کنگن تیرا اور شوانی وو بیسر بن تیرا

تس پہ ہوتا ہے اب مرن تیرا — پیرہن ہووے ہے کفن تیرا
میرے بہائی حسنؑ کے جیو جگر — اب چلا توں چچا کے تیئں تج کر
اے بہتیجے تیرے پچچا اوپر — آ کہڑا ہے گا دو کہہ کٹھن تیرا

اور شہر بانو بولیں۔

اب رنڈاپا ملے ہے دولہن کوں — نوچتی ہے وہ اپنے ایرن کوں
دیکہہ قاسم توں اوس کی تپہن کوں — یاد کرتی ہر ایک سخن تیرا

ایدہر قاسم کی ماں لاش سے پلچی اور مونہہ سے مونہہ مل کہتی تہی ؎ — ورق ۱۴۹ الف

واری ماں پیٹ تی ہے تجہ پہ پڑی — کہتی یہ کیا مصیبت آئے پڑی
اے بچے تجہ بن ایک ایک گہڑی — دو بہر ہوئی ہاے بالپن تیرا
ہاے کیا کیا میں تیرے بین کروں — تیری صورت کی یاد میں میں مروں
تیری آنکہوں بہنووں کوں یاد کروں — یا یہ غنچہ سا مکہہ دہن تیرا
یا یہ لب تیرے لعل احمر سے — یا تیرے گورے دو نو رخسارے
یا تیری بہگتیں مشیں جیسی — ہاے یا یہ چہ ذقن تیرا
یا تیرے دانتوں کی بتیسی اب — یاد کر کر جلوں بتی سی اب
یا ہنسی تیری رس مسی سی اب — کہنا یا مسکرا سخن تیرا
یا یہ تیری صراحی سی گردن — یا یہ تجہ نوجوانی کا جوبن
یا یہ موزوں قد سرو نمن — یا خوش اسلوب سیم تن تیرا
ہاے قاسم اماں کے جیو جگر — اب چلا ماں دو کہیا کوں توں تج کر ؎ — ورق ۱۴۹ ب
قاسم اب تیری بالی دولہن پر — جم ہولاگے گا یہ مرن تیرا
میں نہ موئی ہاے لے کہ تیری بلا — جو تیری لوتہہ مجہی کوں نہجا
بیٹہی دیکہوں ہو رو رو وا ویلا — نہیں اب گور اور کفن تیرا
ہاے اے بچے میں ہوئی بن بچے — ماتا جلتی میری تجہ غم سے
جیو آخر تجوں گی تجہ پیچہے — سونگہہ سونگہہ ہاے پیراہن تیرا

ایک تو رانڈ میں سدا کی تہی ‌‌‌‌‌‌‌‌ بہو بہی رانڈ گہونٹے لگ بیٹہی
مجہ پہ یہ مار ہوئی رنڈاپے کی ‌‌‌‌‌‌‌‌ یہی پائی میں مال و دہن تیرا
تجہ کوں پائی تہی دو کہیا اے بچے ‌‌‌‌‌‌‌‌ ہائے کن اچہوں کن مرادوں سے
سو میں اب موت ہاتہوں بیٹہی دے ‌‌‌‌‌‌‌‌ بے بسی میری اور مرن تیرا

آہ یوں ہیں ماں بین کر روتی تہی کہ دولہن پہ چیخ مار کہی، للمولفہ

تقدیر نے میرے تئیں گہونگٹ میں ہی افسوس
میرے بنے کی پچہی لا لاش دیکہائی
یہ کیا بورا پیرا تہا میرا ہاے اے لوگو
دولہہ کوں سوہائی نہیں اور موت سوہائی
اے لوگو میں بہونڈ پیری تہی کیا جو میری آتے
دولہہ موا تہی مجہ قدم ہی کی یہ بورائی
اے لوگو میں بختوں کی جلی ایک ذرا بہی
صورت بنے اپنے کی نہیں دیکہنے پائی
اے لوگو یہ ایک پل میں بسا گہر میرا اجڑا
یہ کیسی بہری موت کی اب رائی دوہائی
لاشے کے کنے بیٹہہ کہے اے میرے نوشہ
توں مرگیا اور میرے تئیں موت نہ آئی
نوشہ توں مرے میں جیوں اور رانڈ کہاؤں
مجہ کوں بہی بولا لے نہ کر اب دشمن ہنسائی
اے میرے بنے مینے تیرے لوہو سیتی دیکہہ
بہر بہر کے دونو ہاتہوں میں اب مہندی لگائی
اے میرے بنے مجہ سی بنی بیٹہی تیرے پاس
توں نے بہی مجہے تج گور سیتی آنکہہ لگائی

ورق ۱۵۰ الف

ورق ۱۵۰ ب

اے میرے بنے تیری بنی تیرے بنا ہائے

کفنی گلے میں ڈال کرے گی لو گدائی

اے میرے بنے یہ میرا مونہہ ہوگیا کالا

بن موت نظر آتی نہ کہیں میری سمائی

اے میرے بنے ساس کوں کیا مونہہ لے دیکھاؤں

دل موں کہے گی کیسی بہو بیاہ میں لائی

اس کے ہی قدم سیتی موا میرا جوان پوت

اس کوں کروں گی کیا جو اپس آس گنوائی

اودہر زینب و کلثوم زار زار روکہتیں تہیں۔ ولہ

قاسم توں مرے پہوپہیاں جیویں حیف یہ جیونا

ہوئیں واری جہاں ہاتہہ دہوئے تہی تیری دائی

اور اوس گہڑی سکینہ معصوم ماں سے پوچہتی تہی، ایضاً

ماں کیا ہوا اس کوں یہ ابہی دولہہ بنا تہا

بہنوئی میرا اور چچیرا میرا بہائی

اسی طرح دولہن اور ماںؑ، شہر بانو اور پہوپیاں روتیاں تہیں اور خاک سر پر ؎ ورق ۱۵۱ الف

اوڑاتیاں تہیں کہ قاسم نے آنکہہ کہول سب کی طرف دیکہا اور دولہن کی طرف مسکرا جان دینے

والے کوں سونپا۔

؎ ورق ۱۵۱ ب انا للّٰہ و انا الیہ راجعون۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

روزیکہ شد بنیزہ سر آن بزرگوار   خورشید سر برہنہ برآمد ز کوہسار
موج بجنبش آمد و برخاست کوہ کوہ   ابرے ببارش آمد و بگریست زار زار
گفتی تمام زلزلہ شد خاک مطمئن   گفتی فتاد از حرکت چرخ بے قرار
عرش آنچنان بلرزہ در آمد کہ چرخ پیر   افتاد در گمان کہ قیامت شد آشکار
آن خیمہ کہ گیسوے حورش طناب بود   شد سرنگون ز باد مخالف حباب وار
جمعے کہ پاس محمل شان داشت جبرئیل   گشتند بیعماری و محمل شتر سوار
باآنکہ سر زد این عمل از امت نبیؐ   روح الامین ز روے نبیؐ گشت شرمسار
آنگہ ز کوفہ خیل حرم رو بشام کرد
نوعے کہ عقل گفت قیامت قیام کرد؎ ورق ۱۵۲ الف

اس مجلس نوشین میں شہادت پڑھوں ہوں میں   عباس علی محمدانس کی کہ نال ہے

راویان روایات پنج گنج اور مخبران اخبارات پر رنج شہادت حضرت عباس علی کوں تواریخ غم والم میں یوں درج کرتے ہیں کہ عباس علی حضرت امام حسین علیہ السلام کے علم دار تھے۔ جب احوال بھائیوں اور عزیزوں کا اس روش دیکھے، رو لوہو کے آنکھوں سے بہا کہے، ترجمہ

افسوس سب عزیز و برادر فنا ہوے   آپس سے اس بلا کے جنگل تیں جدا ہوے
پانی بدل سبہوں نے پیا اپنا لوہو آج   ہو پانی پانی بنا ہاے کیا ہوے

پھر علم اوٹھا، حضرت امام حسین کے آگے آے اور اس نشان کوں سر مبارک پر کھڑا کر فرمائے اے بھائی، اب علم داری ہماری قیامت پر پڑی۔ رخصت فرما کہ میدان میں جاؤں اور اپنا (ورق ۱۵۲ ب) انتقام اس اہل ظلام سے لوں۔ امام مظلوم زار زار رو فرمائے، اے برادر غم خوار، نشان لشکر

میرے کا توں تھا۔ اب جو توں سدھارے سب جمعیت تفرقہ ہووے۔ لمولفہ

ہوے بس اوس گھڑی عباس سیتی شہ نے کہا — خدا بردبہ کجا میروی درین صحرا

تیرا تو بھائی یہاں بیکس اور ہے تنہا — تیرے بنا کرے گا کون میری غمخواری

تب عباس کہے، یا ابن رسول اللہ، جان میرا قربان تیرے، دل میرا دنیا سے بتنگ آیا اور بھائیوں کی جدائی سے کمال غم کھایا۔ چاہتا ہوں کہ داد اپنی ان ظالموں سے لوں یا اپنا سر بھی دوں۔ تب حضرت فرمائے کہ اگر ارادہ تیرا یہی ہے، پس چاہیئے کہ میدان میں قدم دھر اور اول اس قوم پر حجت ثابت کر، اور جو کچھ کہ میں کہوں اون سے کہہ۔ اگر نہ مانیں تب ارادۂ لڑائی کر۔ ۶ ورق ۱۵۳ الف
پھر حضرت نے کچھ باتیں عباس سے کہہ، رخصت کیے۔ لیکن عباس بہادر نامدار اور شجاع عالی مقدار تھا۔ جرات و قوت جنگ اپنے باپ بزرگوار حیدر کرار سے میراث رکھتا تھا۔ ایک گھوڑے تیز رفتار، برق کردار پر سوار ہو شمشیر مصری جوں افعی زہردار ہاتھ میں لے اور سپر مثل جوں گردہ خورشید پیٹھ پر لگا، خود فولادی جوہر دار سر پہ دھر، قصد میدان کیا۔ ترجمہ

ایک بجلی لے کہ ہاتھ میں ایک ابر پیٹھ پر — ایک چاند سر پہ رکھ لیا ایک چرخ زیر ران

اور میدان میں پہونچ، گھوڑا جولان میں لا، صورت ہوا کوں گرد و غبار سے اندھیار کر دیا۔ اور صحن زمین کوں سم و نعل رہوار سے جوں گلزار بنایا۔ پھر جوں نزدیک صف کوفیاں پہونچے، ۶ ورق ۱۵۳ ب
باگ گھوڑے کی لے کہے، اے قوم ستم گار فرزند احمد مختار اور جگر گوشہ حیدر کرار تم سے کہتا ہے کہ تم نے میرے سب بھائی بند اور خویش و فرزند مارے اور سب یار و ہوادار و صحابۂ دین و تابعین میرے ہلاک کیے۔ اب بھی اتنا پانی مجھے دو کہ اطفال و عورات کوں پلاؤں اور مجھے چھوڑو کہ یہ کئی ایک دم جو بچے ہیں انہے لے کدھر ہی نکل جاؤں، بلکہ ملک ہند کا قصد کروں اور ولایت عرب تمہیں چھوڑوں اور شرط کرتا ہوں کہ فردائے قیامت تم سے دشمنی اور دعوا نہ کروں۔ جوں عباس نے یہ پیغام جگر سوز ادا کیا، تمام سپاہ میں شور پڑا۔ ایک گروہ سن کر چپ رہے اور ۶ ورق ۱۵۴ الف
ایک گالیاں شروع کیے۔ بعضے پشیمان ہوے اور بعضے رونے لگے۔ لیکن شمر ذی الجوشن اور شبیث ربیع اور حجر ابن الاحجار تینو آگے آ کہے، اے فرزند ابو تراب، اپنے بھائی سے کہہ کر اگر تمام روئے زمین پانی ہووے ایک قطرہ اوس سے تجھے نہ دیکھلاویں، جب لگ کہ بیعت یزید دیوے

اور اطاعت ابن زیاد قبول کرے۔ عباس اونہوں پر لعنت کر پہرے اور جو کچھہ کہ سونے تہے، حضرت سے کہے۔ حضرت سر تلے کر، آنسو بہر لاے۔ ناگاہ خیمۂ اہل بیت سے فریاد و فغاں اوٹہا اور شورِ العطش بلند ہوا۔

تمام چہوٹے بڑے پانی پانی کرنے لگے　　　وو کرتے پانی پانی پانی ہونے لگے
ہو لوہو پانی بنا پانی بچے مرنے لگے　　　بڑوں کا زہرہ ہوا پانی پانی بن عاری
کوئی کہے اے فلک تونہیں ترس کر ہم پر　　　وو نہج ہم سے پیاسوں پہ ایک بادل بہر
کوئی کہے اے زمین ہم سے تونہیں محبت کر　　　دیکہادے چشمہ کوئی آب شیریں سے جاری
کوئی کہے اے فلک شبنم ہی کا منہہ برسا　　　جو تر ہوئیں کپڑے اونہے ہی نچوڑ پیویں ذرا
کوئی کہے اے زمیں تو ہیں اب کہیں دہنس جا　　　دیکہادے قلبہ چوا کوئی شیریں یا کہاری
یکایک آئی در اوپر سکینہ لے چہاگل　　　پوکاری اے چچا عباس پیاس سوں گئی جل
لے آؤ پانی کسو سے مری دے یہ ہیکل　　　کہ پیاسوں آوتی ہے مجہ انکہیوں ہیں اندہیاری
دیکہو کہ جیبہہ میری کانٹے ہوگئی اب　　　گلا کرے ہیگا چٹ چٹ دیکہو یہ خشک ہیں لب
مجے گذر گئے ہیں پیاسوں دو دن اور دو شب　　　کہ بوند پانی نہ پائی بجز انجہو کہاری
زرا جو پانی لے آؤگے اے چچا صاحب　　　بڑا ثواب کماؤگے اے چچا صاحب
موئی بھتیجی جلاؤگے اے چچا صاحب　　　تمہارے جیوتے جیو لگ کروں پرتاری
بچی کی باتوں کو سن باے حضرت عباس　　　انکہیوں میں آنسوکوں بہر زندگی سے ہوکہ اوداس
وو شہہ کے سر پہ علم پہیر کہ کاڑہ بولے نراس　　　پڑی ہماری قیامت پہ اب علم داری

حضرت کوں اطفال وعورات کی فریاد العطش سے اور عباس کی جدائی سے آنسو آنکہوں ہیں بہر آئے اور عباس مشک چہاگل اوٹہا قصد آب فراط کر کہے: جاتا ہوں کہ دریا سے یا پانی لاؤں یا لہو کے دریا ہیں غوطہ کہاؤں۔ کیونکہ اس پیاسے رہنے اور پیاسوں کے رونا سونے سے چہوٹوں۔ ترجمہ۔

دریا بڑے ہیں غوطہ کہاؤں　　　یا غرق ہوں یا لے موتی آؤں
یا سر دیوں یا لوں اوروں کا سر　　　یا لوہو پیوں یا پانی لاؤں

راوی لکہے ہے کہ چار ہزار نامرد دریاے فرات پر موکل تہے۔ جوں عباس دریا پر پہونچے

وہ بدبخت راہ عباس پر روکے۔ عباس کہے، اے قوم، تم مسلمان ہو یا کافر۔ جواب دیے کہ مسلمان عباس کہے کہ مسلمانی میں کہاں روا ہے کہ سگ و خوک و چرندہ و پرندہ سب اس پانی سے پیوتے اور تم فرزندان رسول اللہؐ کوں محروم رکھہ منع کرتے۔ قیامت کی پیاس سے ڈرو اور اوس دن سے شرم کرو۔ ترجمہ

تجھے کہ درد نہیں حال ہمارا کیا معلوم　　　توں سار پیاسے کی کیا جانے ہے کنار فرات

جب اون کوفیوں نے یہ بات سونی پان سے سوار و پیادہ بڑھ، عباس پر تیر باران کیے۔ عباس نے ڈھال مونہہ پر لے، نیزہ پکڑ حملہ کیا اور اٹھ ملعونوں کوں جہنم بہیج باقیوں کوں بہگا دیا، ورق ۱۵۶ الف اور گہوڑا دریاے فرات میں ڈالا، کہ اتنے میں اور سوار پہونچ قصد لڑائی کیے۔ عباس بہی گہوڑا ڈپٹ، پانی سے باہر آ، رجز کہتے ہوئے حملہ کیے۔ ترجمہ۔

عباس علی ہے شیر غازی　　　از بیشۂ خسرو حجازی
لایا ہے وو ران تلے و بیچ ہاتہہ　　　آب یمنی و باد تازی
کہوتا ہوں گا سر مگر کہ پاؤں　　　حق آگے کمال سرفرازی
اب آل نبیؐ پہ فوج لانی　　　مشکل کام ہے نہیں ہر بازی
مت ہوجیو غافل اور نہ جانو　　　بیہودہ یہ بات اپنی درازی

لیکن وہ نامرد حملۂ عباس سے پہر بہاگے اور عباس پہر گہوڑا دریا میں ڈالے، پہر ملعون حملہ کیے۔ تب عباس نیزہ پانی میں ڈال، شمشیر اینچ، جیدہر مونہہ کیے نامرد پہر بہاگے، تا کہ دریا کا کنارا اون نجسوں سے پاک کیے۔ پہر گہوڑا دریا میں ڈال، مشک بہر چاہے کہ تہوڑا پانی پیویں، پیاس ورق ۱۵۶ ب بہاائی کی اور اہل بیت و سکینہ پیاسی کی یاد کر، نہ پیے، اور پانی ہاتہہ سے ڈال دیے۔ لمولفہ۔

غرض کہ پہونچ کہ دریا پہ تشنہ لب عباس　　　جوں چاہے پانی پیویں یاد آئی شہ کی پیاس
نہ پیو کہ پانی کہے حیف نہیں ہے اے عباس　　　توں پیوے پانی پیاسی سکینہ سی پیاری

آخر عباس پانی نہ پی اور مشک بہری سیدہے کاندہے پر رکہہ لے چلے۔ پہر سوار و پیادہ آ، راہ عباس کی روکے اور لڑائی شروع ہوئی۔ یکایک نوفل بن ارزق لعین نے بے خبر پیچھے سے آ، شمشیر عباس کے اوس کاندہے پر چلائی، جس پر کہ مشک تہی، اور وہ سیدہا ہاتہہ تہا کہ بدن سے

۱۵۰ الف جدا ہوا۔ تب عباس نے کہا، مولفہ۔

اگر دشمن نے سید ہا ہاتھہ میرا — کیا تن سے جدا دوکھہ دے گہنیرا
گہٹا نہ کچھہ میری مردی و دین سے — مجھے ان بے حیاؤں نے جو پہیرا
ڈروں نہ مرگ سے اور تیغ ماروں — اوٹہاؤں دندان اوپر گہنیرا
کروں لوہو سے نقاشی زمین اب — کرے ہے نقش جیسے آ چتیرا
مجھے کچھہ غم نہیں گر مار مجکوں — میرے سر کے تیئں نیزہ پہ پہیرا
بغیر از پانی اب پہرنا روا نہیں — سکینہ روو ے جب مونہہ دیکھہ تیرا
کہے گا کیا اوسے عباس تب توں — نہ لایا پانی ملعونوں نے گہیرا
اگر پانی چلے لے کر وگر نہ — اسی میدان کوں بوجھہ اپنا ڈیرا
ابہی ایک ہاتھہ باقی ہے اے عباس — دیکھے مرنے کوں کیا سانجھ اور سویرا
چلا شمشیر کیا مرنے سے ڈرتا — مچادے ان لعینوں پر بکھیرا

۱۵۰ ب پہر عباس مردانہ گی سے مشک بائیں کاندہے پر لئے۔ آہ وس ملعون نے وہ ہاتھہ بہی گرایا۔ تب عباس نے مشک دانتوں میں پکڑ، رکابوں سے دشمنوں کوں اپنے پہلو سے دور کرنے لگا۔ یکایک ایک تیر مشک پر آ لاگا کہ مشک میں سوراخ پڑا اور پانی تمام بہا۔ آہ، تب عباس نے کہا، نہ جانوں کیا حکمت ہے کہ پیاسوں کے حلق میں پانی کسو طرح نہیں پہونچتا۔ تب ہاتف غیب ندا کیا، شربت ہائے بہشت تمہارے واسطے تیار ہیں۔ حیف نہیں کہ لب اس پانی سے تر کرو۔ پہر عباس اون دو بہاری زخموں سے زمین پر گرے اور پوکارے، یا اخاہ ادرکنی۔ یعنی اے بہائی حسین اپنے بہائی عباس کی خبر لے۔ مولفہ

ہائے اے بہائی خبر لے بہائی دوکہیارے کی آ — آخری دیدار میرا دیکھہ لے ورنہ چلا
۱۵۱ الف بیکس ہوں بیکس خبر لے آکہ مجھ بیکس کی توں — بہیج کچھہ پیغام اپنے باپ کوں لے دلربا
اے شہ دیں جاں کیا تجھ پر فدا عباس نے — اب پڑا ہے شانوں بن اوس کوں زرا آکر اوٹہا
تڑپہتا ہوں میں دونو ہاتہوں بنا اے میرے ہاتہہ — ٹک اوٹہا گہوڑے کوں میرے حال کے تیئں دیکھہ جا

جوں وہ آواز جانگداز عباس حق شناس امام مظلوم کے کان پہونچی ایک آہ ایسی اپنچی کہ

زمین کربلا اوس ہیبت سے لرزی۔ ترجمہ

آسماں لرزا اپس پر ہوگیا نیلہ تمام — جس گھڑی عباس بیکس کا ہوا بہوئیں پرمقام

جب بہرا بیکس حسین اپنے جگر نازک سے آہ — آسمان خم ہوگیا اور چاند کا چہرہ سیاہ

شاہ انجم نے کلاہ شاہی ماری خاک پر — بجلی اس آتش کی پہونچی قبہ افلاک پر

پہر حضرت زار زار رو فرمائے، الآن کسر ظہری، یعنی اب کمر میری ٹوٹی اور قوت میری چہوٹی ؛ ورق ۱۵۸ ب
اوس وقت محمدؐ انس حضرت پاس کہڑا تہا۔ جوں امام مظلوم کوں روتے دیکہا، پیادہ دوڑا، دیکہا کہ شاہزادہ عباس خاک وخوں میں پڑا تڑپہتا۔ محمد انس اوس سے چمٹ رونے لگا۔ ملعون سمٹ اوس پر ٹوٹے اور ایک پل میں گوشت اوس کا ذرہ ذرہ کر نیزوں کی نوکوں سے لے گئے اور اوسے بہی شہید کئے۔ اتنے میں حضرت پہونچ دیکہے کہ عباس دار فنا سے گلستان بقا کوں سدہارے حضرت کہے، انا للہ وانا الیہ راجعون۔ لمولفہ

ہزار افسوس میں بیکس ہوا اب — نہ کوئی بہائی رہا نے اقربا اب

موا عباس میں بیچارہ ہوا — خوشی کے کوچہ سے آوارہ ہوا

پڑا اب چو طرف سے بیکسی میں — نہ غمخوار اب رہا اس بے بسی میں ؛ ورق ۱۵۹ الف

کسے یہ حال اپنا جا دیکہاؤں — کسے یہ دوکہ اب اپنا جا سوناؤں

کسے دیکہلاؤں اب اپنی یہ زاری — کہوں کس سے بچوں کی بیقراری

کہوں کس سے جو مجہ پر ترس کہاوے — کسے شبیر اپس دوکہ پر رولاوے

نہ میرے سر پہ اسدم میرا نانا — نہ نانی نے اماں نے کوئی ٹہکانا

کہ جوان بچوں کوں وہاں لے کہ جاؤں — وہاں ناموس کوں رکہہ سرچھپاؤں

نہ بابا نے حسن بہائی ہے سر پر — بوری بپت میرے آئی ہے سر پر

نہ کوئی غمخوار دنے فریادرس ہے — حسین اس رن میں بے فریادرس ہے

میرا اب کوئی اسدم نہیں رہا ہے — خدا ہے اور جو کچہہ اوسکی رضا ہے

تم تم تم ؛ ورق ۱۵۹ ب

بسم اللہ الرحمن الرحیم

خاموش محتشم کہ دل سنگ آب شد — بنیاد صبر و خانۂ طاقت خراب شد
خاموش محتشم کہ ازین شعر خون چکان — در دیدہ اشک مستمعان خون ناب شد
خاموش محتشم کہ ازین حرف سوز ناک — مرغ ہوا و ماہی دریا کباب شد
خاموش محتشم کہ ازین نظم گریہ خیز — روئے زمین ز اشک جگر گون خضاب شد
خاموش محتشم کہ بسوز تو آفتاب — از آہ سرد ماتمیان ماہتاب شد
خاموش محتشم کہ ز ذکر غم حسینؑ — جبرئیل را ز روئے پیمبر حجاب شد
خاموش محتشم کہ فلک بسکہ خون گریست — دریا ہزار مرتبہ گلگون حباب شد

تا چرخ سفلہ بود خطائے چنین نکرد
بر ہیچ آفریدہ جفائے چنین نکرد ؎ ورق ۱۹۰ الف

ہے آج دسویں مجلس اکبر علی شہید — غم بیچ جس کے باغ خوشی پائے مال ہے

سامعان اخبار غم والم اور شارحان آثار اندوہ و ماتم، شہادت علی اکبر نوجوان گل گلزار ریحان کوں، صفحۂ مصیبت پر یوں رقم کرتے ہیں کہ جب حضرت امام حسین علیہ السلام دیکھے کہ یاروں بھائیوں اپنوں سے کوئی نہ رہا، ہتیار باندہ قصد لڑائی کیے۔ جوں علی اکبر دیکھا کہ پدر بزرگوار قصد میدان رکھتا، گھوڑے سے اتر، باپ کے پاؤں پڑ، عرض کیا، اے پدر مہربان و اے دلدار غریبان، وہ وقت نہ ہوئے کہ بغیر تیرے ایک پل اس دہر سراسر قہر میں جیوتا رہوں اور روا مت رکھہ کہ بعد تیرے اکیلا ان ظالموں میں مروں۔ اپنی لڑائی اتنے موقوف فرمائیے کہ میں بھی جان اپنا اس خدمت عالی اور اس جناب معالی پر نثار کروں۔ لمولفہ ورق ۱۹۰ ب

ہاے اے بابا نہ ہووے وہ گھڑی — تجہ بنا جیوتا رہے اکبر علی
تجہ کوں دیکھے آنکھہ بھر سر تن جدا — تن زمیں پر سر ہوئے نیزے چڑہا

گہر کوں لوٹتا دیکہے اور جلتا تمام — بہنوں پہوپیوں کوں دیکہے روتا تمام
ماں کوں دیکہے رانڈ ہوے بن آس ہوے — یاسمن ریحان کی بن باس ہوے
صبر کر بابا کہ میں ہو لوں نثار — شمع دیں پر ہوں فدا پروانہ وار

تب ماں بہنیں اور پہوپیاں خیمہ سے باہر دوڑیں اور علی اکبر کے پاؤں پر رونے لگیں۔ حضرت بہی رخصت نہ دیتے تہے اور علی اکبر رو رو عاجزی کر سوگندیں دیتے تہے۔ لاچار حضرت زاری اور رونے اوس کے سے، آپ زرہ بکتر علی اکبر کوں پنہائے اور پٹکا حضرت آدم کا اوس
به ورق ۱۶۱ الف کمر میں باندہ، خود فولادی سر پر رکہہ ہتہیار بند ہائے۔ پہر ایک گہوڑے عقاب نام پر سوار فرمائے ماں اور بہنیں علی اکبر کے گہوڑے کی باگ میں لپٹ رونے لگیاں۔ تب حضرت فرمائے ' ہاتہہ اس سے اوٹہاؤ کہ قصد سفر آخرت رکہتا ہے۔ ترجمہ

کرتا ہے آخرت کے سفر کا یہ چاند قصد — نشتر سیتی جدائی کے کر رگ خوشی کی قصد

تب علی اکبر سب سے رخصت ہو میدان میں سدہارا۔ اور نیزہ ہاتہہ میں لے للکارا لیکن اوس وقت حضرت شہر بانو کا عجب احوال تہا۔ لمولفہ

آنکہوں سے آنسو چلے جاتے تہے زار — پہرتی تہی خیمہ موں روتی بے قرار
جہانکتے تہی دروازے پر جا بار بار — کہتی تہی اس در پہ بہی کوئی دربان ہے
جو مجہ اکبر کی خبر لاوے شتاب — یعنی کوفیوں پر ہوا وہ فتح یاب
اوس کوں دوں زر زیور اپنا بیحساب — مونہہ بہروں شیرینی سے ارمان ہے
به ورق ۱۶۱ ب اے مبارک در اگر تجہ میں سے پہیر — جیوتا آوے میرا اکبر سا شیر
تجہ کوں دوں صندل کے چہاپے ہو دلیر — دل میرا یہ آرزو خواہان ہے
آ اس آنگن میں چہبیلا گر میرا — پہر پہرے تو اے انگن مجہ سی دوکہیا
پلکوں سے تجہ کوں بوہارے جا بہ جا — تیری اب جاروب مجہ مژگان ہے
اے میری انکہیو اگر پہر تم سیتی — آنکہہ بہر دیکہوں جمال اکبری
طوطیاسے تم کوں دوں زینت گری — اب تمہارا نور بہی وہی جوان ہے
ایک اوس کا پاؤں تہا دہلی اوپر — ایک اصغر طرف اونٹے تہا جگر

تھی سکینہ مچلی ہوئی گودی بہتر — کہتی تھی بن پانی یہ نالان ہے
ایک طرف سجاد کوں دیکھے تھی جا — دیکھہ پنڈا آتی تھی کپڑا اوڑھا
ایک طرف اصغر کوں پھر دیکھے تھی آ — دوده بن سن جھولے کے درمیان ہے
سیپی لے پھرتی تھی سب بی بیوں کنے — ایک زرا دو دوده اصغر کے لیے
دوده میرا سو کہا اصغر بھوک سے — جاں بلب کوئی دم کا اب مہمان ہے
وہ بھی دو کھیاں اپنی چھاتیاں — رورو بانو کے تیئں دکھلاتیاں
کہتیں دوده اوس سے عزیز ہم رکھتیاں — ہم بھی اور دوده اوس اوپر قربان ہے
پھر لیے ہوئے سیپی جا دروازے پر — کہتی تھی کچھہ آئی اکبر کی خبر
پھر وہیں اصغر کے لب پر آئے کر — دھرتی جو آنسو بھرا مژگان ہے

ورق ۱۶۲ الف

لیکن علی اکبر جوان تھا اٹھارہ برس کا، مونہہ مانند آفتاب کے اور گیسو مانند مشک ناب، خلق و خلقت وصورت میں شبیہ رسول خداؐ، جس وقت شوق دیدار سید ابرارؐ اہل مدینہ پر غالب ہوتا، آتے اور جمال باکمال علی اکبر کوں دیکھتے اور جب اشتیاق کلام خیر الانامؐ ان پر غلبہ کرتا، آکر بولنا علی اکبر کا سونتے، لیکن جب وہ جوان میدان میں پہونچا، میدان کربلا اوس جمال کی شعاع سے روشن ہو، لشکریان عمر سعد لعین وہ جمال دیکھہ حیران ہوئے اور عمر سعد سے پوچھے یہ کون ہے ورق ۱۶۳ ب
کہ توں ہمیں اس سے لڑنے کوں بھیجتا۔ ترجمہ

یہ کون سوار ہے کہ بلا ہے دل و دیں کا — جس شکل سے روشن ہے گہراب گھوڑے کی زین کا

ملعون کہا، یہ حسینؑ کا بڑا بیٹا ہے۔ لیکن علی اکبر، نوجوان، بہشت کا سرو رواں اور گل ارغواں گھوڑا میدان میں جولان کر کہا، ترجمہ۔

میں ہوں بیٹا حسین حیدر کا — کفش جس کی ہے تاج ہر سر کا
باگ دشمن سے اب نہ پھیروں گا — کہ ہوں پوتا میں شیر حیدر کا

ہرچند علی اکبر مبارز بولاتا تھا کوئی نہ آتا تھا۔ تب آپ کوں لشکر پر مارا اور شور دائیں بائیں سپاہ روسیاہ میں ڈالا۔ بہت بے حیاؤں کوں زیر و زبر کر، باپ بزرگوار پاس
ورق ۱۶۳ الف
سدھارا، کہا، یا ابتاہ، العطش العطش، یعنی اے بابا، پیاس مجھے مارے ہے اور یہ جبہ مجہ پر

بھاری لگے ہے۔ حقا کہ اگر ایک گھونٹ پانی پاوں، بھیجا اس قوم نابکار کے سر سے نکالوں۔ بلولفہ

ہائے اے بابا لگی ہے مجکوں پیاس　　پیاس سے کھوئے گئے میرے حواس
زرہ و بکتر لگتا مجہ پر بھاری اب　　ہائے بابا پیاس لاگی کاری اب

حضرت آہ بھر فرمائے، ایضاً

اے میرے اکبر پیارے دل جگر　　میں ہوں قربان اب تیری اس پیاس پر
تجہ لیے پانی کہاں سے لاؤں اب　　حال تیرا میں کسے دیکھلاؤں اب
یہاں تو اب ایک قطرہ پانی کا نہیں　　آنسو ہی آنکھوں میں ہیں اے نازنیں
بھنیں بھی تیری بلکتیاں پانی بن　　پھوپھیاں بھی تیری بلکتیاں پانی بن
بھائی اصغر بھی تیرا بیتاب ہے　　ہم سبھوں پر آج قحط آب ہے

یہ کہہ علی اکبر کوں آگے بولا، خاک لب و دنداں اوس کے سے پاک کر، انگوٹھی رسول خداؐ اوسؑ موںہہ میں رکھی اور شاہزادہ نے چوسی، تھوڑی پیاس کم ہوئی کہ پھر علی اکبر میدان میں سدھارا ٭ورق ۱۶۳
اور للکارا کہ ہاں کوئی نامرد آوے۔ عمر نحس نے طارق لعین کوں کہا، توں جا اور علی اکبر کا سر لا، تاکہ میں حکومت صوبہ داری موصل، ابن زیاد سے تجہ لیے لوں۔ طارق لعین نے کہا ڈرتا ہوں کہ فرزند رسول خداؐ کوں ماروں اور توں وعدے پر وفا نہ کرے۔ ملعون سوگند کھایا کہ اس قول سے نہ پھروں۔ بلکہ یہ انگوٹھی مجہ سے لے اور اپنے پاس گرو رکھہ۔ طارق بدبخت انگوٹھی اوس سے لے اونگلی میں پہن، علی اکبر کے مقابلے چلا، اور پہونچتے ہی نیزہ سینۂ بے کینۂ علی اکبر پر چلایا۔ علی اکبر نے اوس کا نیزہ رد کر اپنا نیزہ اوس کے سینۂ پر کینہ پر مارا کہ پیٹھہ میں پھوٹ ٭ورق ۱۶۴ الف
نکلا اور طارق روسیاہ گرا۔ علی اکبر نے گھوڑا اوس کے بدن کثیف پر دوڑایا کہ تمام اعضا اوس کے چور ہو گئے۔ تب بڑا بیٹا طارق حرامزادہ کا حرامزادہ میدان میں آیا۔ شاہزادہ نے اوسے بھی جہنم بھیجا۔ دوسرا بیٹا، باپ بھائی کے غم سے جل، مانند بے ہوشوں کے جوں شعلۂ آگ علی اکبر کے مقابل ہوا اور دوڑ کر گریبان علی اکبر پکڑا، اس طرح اینچا کہ علی اکبر گھوڑے سے گرا۔ لیکن شاہزادہ نے بھی ہاتھہ لنبا کر گردن اوس کی پکڑ اس طرح مڑوڑی کہ منکا اوکھڑ گیا اور اوٹھا زمین پر پٹکا کہ ہڈیاں چور ہو گئیں۔ شور لشکر عمر سعد سے ایسا اوٹھا، نزدیک تھا کہ تمام

ذبح ہول وہیبت و زور و شوکت شاہ زادہ سے بہاگے۔ عمر سعد لعین ڈرا اور مصراع بن مغلوب
کوں کہا، توں قصد کر اور اس جوان ہاشمی کوں ہمارے سر سے دفع کر۔ مصراع نے آ حملہ کیا۔
لیکن علی اکبر بہادری اپنے دادا سے میراث رکہتا تہا۔ مانند شیر درندہ کے نعرہ مارا کہ تمام لشکر
لرزا اور مصراع سرسان ہوا۔ علی اکبر نے خدا کوں یاد کر، ایسی شمشیر اوس کے سر پر ماری کہ زین
لگ دو کیا اور شور سپاہ روسیاہ سے اوٹہا۔ تب عمر سعد لعین نے محکم بن طفیل اور نوفل شقی کوں
دو ہزار سوار سے علی اکبر کے مقابل بہیجا۔ اور اون کوتوں نے آ حملہ کیا۔ شاہزادہ نے ایک حملہ
بیں اون دو ہزار سوار کوں بہگا، مانند شیر گرسنہ کے کہ بیچ گلہ کے پڑتا ہے، پڑا اور لشکر کوں تل
اوپر کر پہرا۔ پہر اپنے باپ بزرگوار پاس آکہا، العطش، العطش۔ لمولفہ

اے پدر مجکوں پیاس مارے ہے — پانی پانی یہ دل پوکارے ہے ۱۶ الف
پیاس سے پانی پانی ہوتا ہوں — پانی نہیں لیک پانی روتا ہوں

حضرت زار زار رو فرمائے، اے جان پدر غم نہ کہا کہ کوئی پل میں آب کوثر سے سیراب
ہوے گا۔ علی اکبر اوس خبر سے باغ باغ ہو پہر میدان میں گیا۔ یک مرتبہ کفار دائیں بائیں طرف
سے علی اکبر پر حملہ کیے اور زخم بے شمار اوس بدن پر مارے۔ روایت ہے کہ اوس وقت
امام مظلوم کی آنکہیں فرزند دلبند پر لگ رہیں تہیں اور جو جو زخم کہ علی اکبر کے بدن پہ لگتا تہا،
دل باپ کا بیقرار اور سینہ داغدار ہوتا تہا۔ ناگاہ منقذ بن نعمان لعین نے ایک تلوار علی اکبر
کے سر پہ ماری۔ آہ، سر دو پہانک ہوا اور سراٹا لوہو کا بہا، کہ ابن نمیر نے نیزہ بیٹہہ پر مارا
کہ دو بالشت بدن سے پہوٹ نکلا۔ نزدیک تہا کہ علی اکبر اون دو زخموں سے گہوڑے پر سے ۱۶ ب
زمین میں گرے، لیکن زور غیرت سے قایم رہا اور یال گہوڑے کی پکڑ باگ اوس کے اختیار میں
دیا۔ گہوڑے نے راہ جنگل کی لی۔ آہ اوس وقت گرد و غبار سے اور انجہوؤں کی مارے سے آنکھ
باپ کی بیٹے سے چک گئی تہی۔ پہر جو باپ نے ایک پل پیچہے دیکہا، بیٹا نظر نہ پڑا۔ گہوڑا دوڑا
نعرہ مارا، کہ یا علی، یا علی۔ دور سے آواز آئی، اے بابا، اے بابا، اپنے اکبر بیکس کی خبر لے۔
حضرت اوسی آواز پہ گہوڑا دوڑا، پہر پوکارے یا علی یا علی۔ پہر آواز نہ آئی۔ لیکن جب حضرت
آواز نہ سونے اور علی اکبر کوں نہ دیکہے، بیتاب ہو، کوفیوں کی صفوں کو برہم مارے۔ وہاں بہی

فرزندکوں نہ دیکھے۔ پہر جو لاشیں کہ میدان میں پڑیں تہیں اون میں ڈہونڈ ہے۔ وہاں بہی نہ پایا ب ورق ۶
آہ مار کہے، ترجمہ۔

اے جگر باپ کے کہاں گیا توں ‌ ‌ اے پسر باپ کے کہاں گیا توں
لموٴلفہ۔ ڈہونڈتا ہے تجہے پدر اے پسر ‌ ‌ نامور باپ کے کہاں گیا توں
دشمنوں کے ہوے ہیں اب چیتے ‌ ‌ شیر نر باپ کے کہاں گیا توں
تجہ پدر کی انکہیوں میں جگ ہے اندہیر ‌ ‌ اے قمر باپ کے کہاں گیا توں
سوکہا تجہ باپ کا نہال امید ‌ ‌ اے ثمر باپ کے کہاں گیا توں
تجہ سے آنکہیں تہیں باپ کی روشن ‌ ‌ خوش نظر باپ کے کہاں گیا توں
باپ کی تجہ سے لٹ گئی دولت ‌ ‌ سیم و زر باپ کے کہاں گیا توں
باپ ڈہونڈ ہے ہے اے بچے تجکوں ‌ ‌ جلوہ گر باپ کے کہاں گیا توں
باپ آگے ہوگیا یہ دن اب رات ‌ ‌ اے سحر باپ کے کہاں گیا توں

ازبسکہ حضرت بیقرار تہے، گہوڑے کے باگ کی خبر نہ تہی، کہ ذوالجناح حضرت کوں لشکر ب ورق ۱۶۶
سے طرف جنگل کی لے گیا۔ پہر جیتا کہ حضرت اوسے تہانبے نہ تہنبا۔ تب حضرت نے بہی باگ اوس کے اختیار دی۔ یا علی یا علی کہتے ہوئے، فرزند کی آرزو میں بیقرار زار زار روتے چلے جاتے تہے اور کہتے تہے۔ ترجمہ۔

تیری جدائی سے ایک دل رکہوں ہوں درد ہزار ‌ ‌ تیرے فراق میں ہے ایک نفس ہزاروں آہ
دیکہادے اپنا جمال اب مجہے پہر ایک نگاہ ‌ ‌ اے میرے پیارے علی اکبر اب کہاں ہے توں

اے فرزند دلبند توں کہاں ہے جو مونہہ اپنا نہیں دیکہاتا اور اے آرام جاں دشمنوں کے ہاتہہ سے دل چاک ہے تس پر کیوں توں لون لگاتا۔ ترجمہ۔

زار ہوں اب ہوگیا ہوں زار تر ‌ ‌ میں توآپ ہی دشمنوں کے ہاتہہ سے ب ورق ۱۶۰

اس اثنا میں گہوڑا علی اکبر کا حضرت کی نظر پڑا۔ لیکن ہاے علی اکبر نہ نظر آیا۔ حضرت جیتا چاہے کہ اوس گہوڑے کوں پکڑیں ہاتہہ نہ آیا اور اگے حضرت کے ہو دوڑا، حضرت بہی گہوڑے پیچہے چلے۔ آگے آگے گہوڑا چلا جاتا تہا اور پیچہے پیچہے حضرت روتے چلے جاتے تہے کہ ایک جگہہ جا،

گھوڑا ٹھہرا اور ہنہناٹا پیں مارنے لگا، حضرت نگاہ دوڑا دیکھے کہ علی اکبر نوجوان چور زخموں میں پڑا ہے اور مانند مرغ بسمل کے تڑپھتا۔ گھوڑا جلد کر پہونچے اور پیادہ ہو علی اکبر کے پاس بیٹھہ سر بغل میں لے ہاتھہ اوس کی پیشانی پر مل، مونہہ پر مونہہ رکھہ رو رو کہنے لگے۔ لمولفہ

اے بچے کر اپنے بابا سیتی بات — ڈال بابا کے گلے میں اپنا ہاتھہ
لب شکر ٹک کھول اپنے اے بچے — کہہ ایس دو کہہ کے بچن مجھ سے سچے ۱۶ب
دے تسلی باپ کوں ٹک بات کر — دیکھہ لے بابا کا مونہہ ٹک آنکھہ بھر
اے بچے ٹک باپ کی بھی بات مان — چھوڑ مت جا باپ کوں روتا ندان
یہ جوانی تیری صد حیف اے بچے — یہ کمائی میری صد حیف اے بچے
اس طرح برباد ہوتی ہائے ہائے — موت تخم غم کوں بوتی ہائے ہائے
اے میرے فرزند پیارے مجھ سے بول — دیکھنے کوں باپ کے آنکھوں کوں کھول

جوں علی اکبر نے باپ کے رونے کی آواز سونی، آنکھیں کھول، مونہہ باپ کا دیکھہ یہ بات کہی، اے بابا! آسمان کے دروازے کھولے ہیں اور میں دیکھتا ہوں کہ دادا محمد مصطفیٰ دو پیالے شربت
بہشت سے ہاتھہ میں لیے کھڑے اور مجھے ایک پیالا دیتے کہ پیو، میں کہتا کہ دونو پیالے مجھی کوں دو کہ بہت پیاسا ہوں۔ دادا فرماتے کہ یہ توں پیو اور دوسرا تیرے بھائی علی اصغر لیے رکھا ہے کہ وہ بھی دل جلا اور خشک گلا، میرے پاس آوے گا۔ یہ کہہ جان جان آفریں سونپا۔ الف

انا للہ وانا الیہ راجعون ب

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

ای چرخ غافلی کہ چہ بیداد کردهٔ — وز کین چہا درین ستم آباد کردهٔ
در طعنت این بس است کہ با عترت رسولؐ — بیداد کرد خصم و تو امداد کردهٔ
ای زادهٔ زیاد نہ کردست ہیچ گاہ — نمرود این عمل کہ تو شداد کردهٔ
کام یزید دادهٔ از کشتن حسین — بنگر کرا بقتل کہ دلشاد کردهٔ
بہر خسے کہ بار درخت شقاوتست — در باغ دین چہ باگل و شمشاد کردهٔ
با دشمنان دین نتوان کرد آنچہ تو — با مصطفیٰ و حیدر و اولاد کردهٔ
حلقے کہ سودہ لعل لب خود بر آن رسولؐ — آزردہ اش بخنجر فولاد کردهٔ

ترسم ترا دمے کہ بحشر در آورند
از آتش تو دود چو اخگر بر آورند٭ ٭ورق ۱۶۹ الف

اس گیارہویں میں ذکر ہے اصغر شہید — جس کا گلا ہے لوہو سے تر کرتہ لال ہے

سخن سنجان سخنور اور ھندسان نامور شہادت معصوم علی اصغر دفتر ماتم میں یوں بیان کرتے ہیں کہ بعد شہادت علی اکبر حضرت امام حسین علیہ السّلام اکیلے رہے اور یار و مددگار و دوستدار بجز کردگار و ذوالفقار نہ دیکھہ، آہ مار، کہے، لمولفہ۔

ساتھی سارے چل بسے اور رہ گیا بیکس حسین — اوس کون بہی جلدی بولایا جد نہیں ہے اوس میں چین

جون یہ آواز جانگداز حضرت زین العابدین بیمار کے کان میں پہونچی، بے اختیار نعرهٔ وا ابتاہ بہرا اور اہلبیت حجرهٔ عصمت سے غلغلۂ واویلا و وامصیبتاہ اوٹہا۔ حضرت فرمائے کہ اے پردگیان حرم نبوت و اے پرورش یافتگان تتق عفت چپ رہو کہ دشمن ہنسائی نہ ہووے٭ اور صبر کرو کہ بلا و مصیبت میں رونا ٭ورق ۱۶۹ ب ثواب کوں کہووے۔ ابہی وقت رونے کا نہیں، ایسی روؤگی کہ دریا خشک ہوئیں گے اور تمہاری آنکہیں نہ سوکہیں گی۔ تب اہلبیت بیتاب ہو کہے، ترجمہ۔

دل نہ رکھتا طاقت بار فراق — یہ دل ہے اے شاہ سنگ خارہ نہیں
صبر کرنا تجہ جدائی بیچ ہائے — سخت مشکل ہے گی لیکن چارہ نہیں

پہر اپنی بیٹی سکینہ کے سر ہاتہہ پہیر فرمائے، آج سکینہ میری یتیم ہوئیگی۔ لمولفہ۔

یتیمی آج برسے گی میری پیاری سکینہ پر — یہ بابا موئے کہاوے داغ لاگے اس کے سینہ پر

زنہار کہ بعد میرے اس کوں نہ گہر کیو اور بے رحمی اس پر نہ کیجیو کہ دل یتیموں کا نازک ہوتا ہے، ایضاً

دل یتیموں کا شیشے سے نازک — بات کہتے ہیں پہوٹ جاتا ہے
دل پدر مردوں کا حباب نمن — مارتے پہونک ٹوٹ جاتا ہے ورق ١۴٠ الف

اور میرے پیچھے سر اور بال نہ کہولیو اور مونہہ پر طماچے نہ ماریو، چہرہ اور سینہ نہ نوچیو، اور گریبان و جامہ چاک نہ کریو کہ عادت جاہلوں کی ہے، لیکن رونے کوں منع نہیں کرتا کہ تم بے کس و مظلوم ہو، بیچاریاں اور محروم دو کہیاریاں بے وارث، آوریان بے ڈہارث۔ اتنے میں زینب و کلثوم و شہر بانو اور سکینہ معصوم بے طاقت ہوتیاں اور ایسی زار زار روتیاں کہ فرشتے آسمان و زمین کے روئے۔ لیکن جب حضرت سب کوں رخصت کر گہوڑے پر سوار ہو چاہے کہ میدان میں سدہاریں کہ یہر یکایک شور عظیم اور غلغلۂ وا ویلا خیمہ سے سونے۔ پہر کر سبب اوس کا پوچہے، سب بپت زدہ کہے، اے سیّد ولے سرور زمانہ ستم گر ہم پر خواری کیے ہے اور علی اصغر شیر خوارہ پیاس سے زاری کرے ہے۔ دودہ شہر بانو کا خشک ہوگیا اور معصوم مرنے لگ پہونچا، تب زینب و کلثم کہیں، لمولفہ۔ ورق ١۴٠ ب

کیونکہ بن دودہ ہائے اصغر کا بلکنا دیکہیے — دودہ بن اس شیر خوارے کا ہوڑکنا دیکہیے
اے اخی کب لگ یہ بے آبی سہیں بہابی کا ہائے — دودہ سوکہا بچے کا کب لگ بلکنا دیکہیے
دودہ چہاتیوں میں نپانا چلچلانا کرکے ہٹ — دودہ خاطر ماں کی چہاتیوں کوں ہوکنا دیکہیے
ہاتہہ دے دے مارنا جہونجلا انگوٹہے چوسنا — چہوٹی چہوٹی ایڑیاں دے دے پٹکنا دیکہیے
رنگ نیلہ پیلہ ہونا اس بچے کا پیاس سے — غش ہو جانا اور گردن کا ڈہولکنا دیکہیے
مونہہ پیاسا کہول رہنا موند لینا دیدے ہائے — پہیرنا پوتلیوں کا پلکوں کا جہپکنا دیکہیے ورق ١۴١ الف
بہابی کا بولائے جانا بچے کا وہ حال دیکہہ — لوری دینا اور گہبرا کر تہپکنا دیکہیے
لیٹ جانا لے کبہو بچے کوں لے اوٹہنا کبہو — اور کبہو کہول اوس کا مونہہ اوس مونہہ پہ تکنا دیکہیے

مر چلا ہے دودہ بن بالک نہ کچھ باقی رہا — کب تلک اس میں رمق دم کا دمکنا دیکھیے
ہو رہا ہے جاں بلب اے بھائی یہ بچا صغیر — پیاسوں کب لگ اس بچے کا دم ہٹکنا دیکھیے
بوند پانی میں یہ مرتا بچا بچتا اے اخی — دودہ کے بھوئے کا یہ کب لگ ہوڑکنا دیکھیے
چھٹکے جاتے بھابی کے بھی ہوش اور ہاتھہ اور پاؤں — اس بپت ماری کا کب لگ سدہ بھکنا دیکھیے

تب حضرت لاچار ہو فرمائے کہ اوسے میرے پاس لاؤ۔ زینب اوس معصوم کوں لائی۔ امام مظلوم اوسے گود لے، زین کی ہرنی آگے رکھہ میدان میں سدھارے۔ اور وہاں اوس بچے کوں ہاتھوں پر اوٹھا اون بے رحموں کوں دیکھا، سوال کیے، اے قوم ستم گار اگر تمہاری دانست میں ہوں گنہ گار، لیکن یہ طفل بے گناہ ہے، خدا کے واسطے ایک قطرہ پانی کا اس بالک کے مونہہ میں چواؤ اور اس بے زبان کو بلکنے سے چھوڑا ثواب کماؤ۔ لمولفہ۔

ماں اس کی کئی دنوں سے ازبسکہ فاقہ کش ہے — سوکھا ہے دودہ اوس کا بن دودہ اب یہ غش ہے
کچھہ نہیں مرض اب اس کوں جو کچھہ ہے سو عطش ہے — اس مونہہ چوانا پانی اب چ اکبری ہے
پیاسوں یہ مونہہ پیاسا اب کھول رہ گیا ہے — گردن ڈھولا دیا ہے دیدے پھرا دیا ہے
مرتا ہے کوئی دم میں دم ایک رمق رہا ہے — جیودان دوگے اس کوں یہ رحم گستری ہے
سب بھنوں مائیوں پاس اب اسکی اماں دائی — ایک بوند دودہ خاطر لے سیپی کی گدائی
لیکن جو سب پر بھی وقت کہیں بوند بھر نپائی — یہاں پاوے بوند بھر یہ اوس کوں تونگری ہے
کنٹھہ اس کی پیاسوں سوکھی اور تالو گر پڑا ہے — بن دودہ جاں بلب اب یہ طفل ہو رہا ہے
ایک بھوئے پانی سیتی مجکوں اب آسرا ہے — گھر سیتی موت کے یہ پھرتا مقرری ہے
مجھہ ہاتھہ پانی دینا بہتر جو تم نہ جانو — یعنی یہ اس بہانے پیویگا بس یہ ٹھانو
میں لیتا ہوں کنارا تم سچ میرا بھی مانو — آپ آ پیواؤ پانی یہ بات اب کھری ہے

تب وہ سنگدل برگشتہ بخت بولے، مشکل ہے ایک قطرہ پانی کا بے حکم یزید تجھے دینا یا نام تیرے پر نام پانی کا لینا۔ تب ایک نامرد نے، قبیلۂ بنی آزاد سے کہ نام اوس بدبخت کا حرملہ کابلی تہا، ایک تیر حضرت پر مارا، قضا سے وہ تیر بلا اصغر کے سوکھے گلے پر لگا اور اوس معصوم کی گودی پھوڑ، امام مظلوم کے شانے میں چوبھا۔ لمولفہ۔

ہے ہے وہ تیر جس دم بچے کے مونہہ میں لاگا — ہاتہوں سے شہ کے بچا ایک ہاتہہ بہر یو اوچہلا

شہ جوں توں تہا نب اوس کوں تیر اینچے لوہو بہیگا — گویا بچے کے مونہہ میں مشک لہو بہری ہے

حضرت نے آہ بہر، تیر اوس معصوم کے گلے سے اینچا اور فوارہ لہو کا اوس سوکہے گلے سے چہوٹا۔ تب حضرت اپنے دامن سے وہ لہو پاک کرتے تہے اور نچہوڑتے تہے کہ ایک بوند زمین پر گرے۔ پہر خیمہ
ورق ۱۴۳ الف میں سد ہار، اوس کی ماں شہر بانو کوں کہے، لو اس طفل شہید کوں کہ حوض کوثر سے سیراب ہوا، اور رو رو کہتے تہے۔ لمولفہ۔

پلا لائے اپس اصغر کوں پانی — اگر مانو نہ تو دیکہو نشانی

اہلبیت سے فریاد واویلا و وا اصغر بلند ہوا اور شہر بانو نے بیتاب ہو کہا، ولہ۔

چلے اصغر پیارے چہوڑ ماں کوں — ابہی سے دل موں اپنے موت ٹہانی

زینب کہیں، ولہٗ۔

بہتیجے تجکوں گر لوہو تہا پیونا — میں اپنا لہو پلاتی یہ نجانی

کلثوم کہیں، ایضاً۔

بلا جاؤں بلالوں ہاے اصغر — تمہوں نے اتنی ہی کی زندگانی

سکینہ کہیں، ایضاً۔

ارے بہائی کہاں مجکوں چلا چہوڑ — تیرے بن میں تو ہو جاؤں دیوانی

پہر شہر بانو کہیں، لمولفہ۔

اصغر کہاں اب توں چلا مجہ سی دوکہیا کا دل جلا — سب دودہ تیرا یہ چلا کہہ میں پلاؤں اب کسے
ورق ۱۴۳ ب اصغر بلالوں مجہ سیتی توں روٹہہ کر کیدہر چلا — وہ بولنے والا نہیں، لوگو مناؤں اب کسے
چہاتی لگا کر اب کسے لوری میں دوں ہر دم پلا — کیونکر تہپک گودی بہتر سوں سولاؤں اب کسے
جب رو اوٹہے تہا نیند میں دیتی تہی مونہہ میں دودہ کوں — اب دودہ کس کے تئیں دیوں کروٹ پہراؤں اب کسے
کہانے کے تئیں کہاتی تہی جب پہلے چہاتی تہی تجہے — اسدم یوں ہو بیدم پڑا کہانا چٹاؤں اب کسے
اس دوکہہ بہری چہاتی اوپر تجکوں لوٹاتی تہی جو نیت — سو لوٹتا توں خاک پر چہاتی لوٹاؤں اب کسے
نے توں ہو مکتا دودہ کوں نے آغوں کرتا ایک زری — اصغر بچے اصغر بچے کہہ کر بولاؤں اب کسے

زیتون اوڑھا کر چاؤ سوں جھولا جھولاتی تھی تجھے
سرہانے دھر کیونکر نہ روؤں دھو ہاتھ بیٹھی تجھ سینتی
تھوڑے دنوں سے اونگلیاں میری پکڑ چلتا تھا سو
آزار نہیں معلوم کچھ جس کی دوا میں اب کروں
شش ماہہ گی کی عمر میں گور اب سنبھالی اے بچے
دن رات تیری ٹوپیاں سی سی کہ میں چاؤ سوں
کرتا تھا جب ہٹ اے بچے پھوسلاوتی تب تیرے تئیں
یہ کھڑوے زنجیر ہنسلیاں کس کے گلے اور ہاتھ میں
ہیکل گلے میں کس کے اب ڈالوں میا سی اس گھڑی
جب توں رووے تھا اے بچے دیکر کھلونا میں تجھے
پانی بدل لہو توں پیا لہو میں نہایا تیرے کہا
ہنسلی گئی گھنڈی پڑی کو آگرا تو دائی سے
تھا چاؤ یہ دل موں میرے تیرے تئیں تجھ جد کی نذر
جب دو برس کا توں ہوتا تب میں چھوڑاتی دودھ کوں
منت کی تھی مینے یہ بارہ برس کا جب ہوے توں
ارمان تھا مجھ دل بہتیر دولہن لے آؤں تجھ لیے
اصغر مجھے بھی لے بولا اور دل سے اپنے مت بھولا
کر پردہ پوش اب مجکوں بھی اور قبر میں ساتھی سولا
ارمان تھا مجھ دل بہتر سالی گرہ کرتی تیری
پانی اٹھارہ برس میں اکبر کوں تس کاٹے سر
یہ دودھ کا پھویا جو تھا اصغر نشاں تیرا ہوا

سو خاک کے پنگھوڑے میں جاتا جھولاؤں اب کسے
صندل صندل کے پاؤں کہہ گھوٹنیاں چلاؤں اب کسے ÷ ورق ۱۶۴ الف
اونگلیاں ایس کی ہاتھ دے پانو پانو پھراؤں اب کسے
پھیلائے کر گودی بہتر کھوٹی پہ بلاؤں اب کسے
ڈھونڈوں کہاں تیرے تئیں تو گو ڈھونڈھاؤں اب کسے
کرتی تھی اکٹھی تجھ لئے سو سب پنہاؤں اب کسے
آگے بچا کر جھونجھونہ چوسنی پہ جو ساؤں اب کسے
ڈالوں بولاق اور گھونگرو بنوا پنہاؤں اب کسے ÷ ورق ۱۶۴ ب
کرتا شلوکا سب پنہا اسپند کراؤں اب کسے
ہر دم ہنساتی چاؤ سوں اسدم ہنساؤں اب کسے
مل مل ابٹنا تیل کا نہلا دھولاؤں اب کسے
ملواؤں لے لوگو کہو پوچھوں پوچھاؤں اب کسے
پیڑا بدھی پہناوتی ہے ہے پنہاؤں اب کسے
توں تو ابھی سے چل بسا دودھا چھوڑاؤں اب کسے ÷ ورق ۱۶۵ الف
چوٹیاں اتاروں سر کی سونتیں بڑھاؤں اب کسے
دولہن نے توں نے گور کی دولہہ بناؤں اب کسے
کہو کر تجھے اے بالکے یہ مونہہ دیکھاؤں اب کسے
چھاتی لگاؤں تجکوں یہاں چھاتی لگاؤں اب کسے
سو صبح میری سانجھ ہوئی افیون کھلاؤں اب کسے
یہ آتما جلتی میری ہے ہے دیکھاؤں اب کسے ÷ ورق ۱۶۵ ب
دو پوت ایسے چل بسے پھران سے پاؤں اب کسے

---

۵ نخ: میں کروں

کہہ اکبر اکبر میں دو کہیا بولا دیوانی ہو گئی　　اب اصغر اصغر جپتی ہوں یہ دو کہہ جتاؤں اب کسے

کہا تا ہے غوطے لوہو میں کس کا جھولاؤں پالنا

اب تو ں چلا ہے خاک میں تیرا رہا غم پالنا

جوں یہ آواز واویلا چوطرف سے بلند ہوئی، آہ، اصغر معصوم کا زرا ہاتھ ہلا اور جان نازک اوس کا جوں پہول کی بو تن سے نکل گیا۔

اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیہِ رَاجِعُون ۞ ÷ورق ۱۴۶ الف

پڑھ مجلس آج بارہ ۱۲ ویں حضرت حسین کی ‏ ‏ ‏ اے فضلی کل نفس جس حق میں فال ہے

اے یارو آج حسین علی کی رخصت ہے ‏ ‏ ‏ ٹک ایک رو لو کہ یہ وقت وقت فرصت ہے

وو آج بچھڑے ہے گھر بار سیتی بچوں سے ‏ ‏ ‏ سو اوس کے گھر میں عجب اس گھڑی قیامت ہے

ہے الوداع کی آواز چوطرف سوں بلند ‏ ‏ ‏ نہ کہہ سکوں ہوں کہ اسو قت کیسی صحبت ہے

سکینہ کر رہی ہے باپ باپ اور بابا ‏ ‏ ‏ چلا ہے مرنے کوں ای او سکو جاری رقت ہے

چمٹ رہی ہے گلے سے پکڑ رہی دامن ‏ ‏ ‏ کہے ہے بابا نہ جا وقت استراحت ہے

پکارتیں دو نو بہنیں اے بہائی ماں جائے ‏ ‏ ‏ کہاں چلا ہے ہمیں چھوڑ کیا مصیبت ہے

کہے ہے بہنوں سے سب ساتھی چل بسے میرے ‏ ‏ ‏ اے بہنو کیا کروں اس وقت میری نوبت ہے

سبھوں کی روحیں کھڑیں میرے انتظار میں ہائے ‏ ‏ ‏ نہ جاؤں کیونکہ میں اب منتظر دو سنگت ہے

دیئے وو میرے بدل اپنی جان شیریں کوں ‏ ‏ ‏ میں تیشہ سر پہ نہ کھاؤں تو کیا مروت ہے* ‏ *ورق ۱۷۶ ب

کٹورے عمر ہماری کے اب ہو گئے لبریز ‏ ‏ ‏ چھلک نہ جاوے ڈروں ہوں اسی میں حکمت ہے

شہادت آج مقدر ہے میری اے بہنو ‏ ‏ ‏ خنجر کی دہار پیاسے گلے کی قسمت ہے

ہماری موت کا مرکب کھڑا ہے زین سے آ ‏ ‏ ‏ سوار اوس پہ نہ ہونا کسو کی جرات ہے

نکتہ سنجان اخبارات شیون وشین اور دقیقہ فہمان اثارات سید الثقلین شہادت حضرت سید الشہداء الحسین، نور دیدۂ نبی الحرمینؑ، سرور سینۂ شہسوار معرکۂ بدر و حنین، جگر گوشۂ سیدۃ النساء الکونین کوں صفحہ سیمین غم اور صحیفۂ نسرین جیم پر قلم مشکیں رقم سے یوں ترقیم کرتے ہیں کہ جب حضرت امام حسین علیہ السلام نے کوفیوں سے مہلت ایک رات کی چاہی، اور وہ رات دسویں شب قتل کی ہتی، تمام رات اوراد و* ‏ *ورق ۱۷۷ الف وظیفہ میں اور عبادت وطاعت خدا میں گذرانی اور صبح کوں بن پانی خاک سے تیمم کر نماز پڑہی۔ لیکن اہلبیت تمام رات حول میں تہے کہ ہاے صبح کیا ہوئے گا اور شہر بانو تمام رات رو رو کر آنکھوں میں کاٹیں تہیں کہ وقت صبح، ہجوم غم و فکر سے آنکھ لگ گئی۔ حضرت ابہی وظیفہ صبح میں تہے کہ یک مرتبہ شہر بانو روتی ہوئی چوکیں اور چیخ مار زار زار رونے لگیں۔ حضرت پوچہے کہ کون رووے ہے۔ زینب کہیں کہ شہر بانو۔ حضرت اوٹھے اور رونے کا سبب پوچہے۔ شہر بانو کہیں کہ اے مظلوم، تمام رات روتے گذرانی

*ورق ب اور اپنے سوتے نصیبوں پر سونا بہتر نجانی، ابھی غافل ہوئی تھی، نہ نیند سے بلکہ ہجوم غم سے، کہ ہائے اب کیا ہوئے گا۔ اوس غفلت میں دیکھی کہ اس میدان میں سیر کرتی پھروں ہوں۔ پھرتے پھرتے یہ ٹیلہ جو سامھنے نظر آتا ہے اس پر چڑھی دیکھتی ہوں کہ نیچے اس ٹیلے کے اماں فاطمہؑ گریبان چاک، ننگے پانو، سر کھولے، اپنے سر کے بالوں سے میدان کوں جھاڑتی۔ میں جلدی سے نیچے اترکہی، کہ یا سیدۃ النسا، یہ کیا حال اپنا بنائی اور کیوں اپنے سر کے بالوں سے اس میدان کوں جھاڑتی۔ بے اختیار آہ مار کہیں، اے شہربانو آج میرا حسین یہاں شہید ہوئے گا اور مانند مرغ بسمل اس میدان میں لوٹے گا، پس میں یہ میدان اس واسطے جھاڑتی کہ کوئی کانٹا اوس کے گل سے بدن میں نا چوبھے، اور کوئی کنکرہ اوس کی نازک پیٹھ اور

*ورق ۱۱ الف نازنیں پہلووں کوں تصدیعہ نہ دے۔ پس اے امامؑ مظلوم اس واسطے روتی کہ اب تک مجھے تیرے بچنے کی آس تھی اور اب آس میری ٹوٹی۔ لمولفہ۔

فلک نے مجکوں کیا اب خراب وا ویلا　　　ہوا بر آتش غم دل کباب وا ویلا
قضا نے بھیجا مجھے اب پیام بیوہ کرے　　　اجل کئی میرا خانہ خراب وا ویلا

القصہ روایت ہے کہ بمعہ علی اصغر بہتر تن درجۂ شہادت و زمرۂ سعادت میں سرفراز ہوئے تھے اور سوائے امام زین العابدین کوئی امام مظلوم پاس نرہا۔ جب حضرت آپ کوں اکیلا دیکھے، ایک آہ دردناک اپنے جگر جلے سے اینچے اور فرزندوں کی یتیمی، اپنی غریبی اور ناموس کی بیکسی پر اندیشہ کر زار زار روئے۔ ترجمہ۔

انصاف کا یو　　بیٹا اکبر جو موتا　　　فرزند مصطفیٰؐ کا کیوں کربلا میں روتا
*ورق ۱۱ ب اوس کی غریبی اوپر اور اس کی بیکسی پہ　　　روتا اگر پیمبرؐ اوس بن بلا میں ہوتا
ساقی کوثر ہوتا یا ذوالفقار اگر واہاں　　　شمر اوس کی زندگی کی کشتی کوں کیوں ڈوبوتا

لیکن جب زین العابدین نے آپ کوں اکیلا روتے دیکھا باوجودے کہ بیمار تھا اور طاقت حرکت نہ تھی، خیمہ سے باہر نکل نیزہ اوٹھایا اور ضعف میں مثال بید کے لرزتا اور کانپتا تھا، اوسی حال سے قصد میدان کیا۔ جوں حضرت کی نظر زین العابدین پر پڑی، بے اختیار آہ مار، فرمائے، اللہ اللہ، اے فرزند دلبند پھر پھر کر نسل میری تجھ سے قایم رہے گی اور تجھے وصی اپنا کیا میں نے، عورات اور بچوں اپنے کوں تجھ پاس سونپا۔ اور جو جو امانتیں کہ باپ دادے سے مجھے پہونچیں ہیں میں تجھے سونپتا ہوں۔ لمولفہ

اے دریغا عابد بیمار تن — مجہ دو کہیاہے کے دو کہیارے من موہن ۱۷۹ب
تین بچوں میں توں ہی باقی رہا — اے میرے زین العبا پہر آ نہ جا
تجہ سے میری آل نت قایم رہے — تجہ بدل بابا ہی مرنا اب سہے
سونپتا ناموس اپنا تیرے تیئں — اور دو ورثے جو پہونچے میرے تیئں
سو تجہے سب سونپتا ہوں اور بہے — سونپتا ہوں حق کوں کر رخصت مجہے

پہر زین العابدین کوں خیمہ میں لا، سب امانتیں سونپ جو جو کہنا تہا سو کہا۔ پہر پوشاک اور ہتہیار منگائے اور زار زار رو فرمائے۔ لمولفہ۔

اب میری آئی ہے نوبت اہل عصمت الوداع — سب کی نوبت ہوچکی اب میری نوبت الوداع
الوداع اے بیکسو بے چاریو دو کہیاریو — اب خدا کن سونپ تم کوں ہوتا رخصت الوداع
دیکہہ لو مجہ مرنے والے کا یہ دیدار آخری — مل لو مجہ سیتی کہ ہے یہ وقت فرصت الوداع
باتیں میریاں گرہیں سوتیں سن لو پہر پچہتاوگی — پہر یہ باتیں ہوئیں کہانیاں وقت ہجرت الوداع ب ورق
پہر کہاں میں اور کہاں تم اور کہاں یہ صحبتیں — سر پہ آپہونچی بچہڑنے کی مصیبت الوداع
اب ہماری اور تمہاری ہووے ملاقات حشر میں — اب تو ہوتی ہے جدائی چہوٹتی سنگت الوداع
الوداع اے بہوکیو اے پیاسیو بے وارثو — میں تو جاتا پیونے کوں خنجر کا شربت الوداع
کیا کروں تم کوں نہیں پانی کا ایک قطرہ نصیب — مجہ لہو ہی آج ہے گا میری قسمت الوداع
آج ہے بیستری اور بے چادری سب کے نصیب — پہن نی ہے مجکوں سر کٹنے کی خلعت الوداع
الوداع اے فاطمہ کی بیٹیو ماں جائیو — بہائی مرنے کوں چلا ہے تج محبت الوداع
الوداع اے پیاری بہنوں مل لو اپنے بہائی سے — بہائی کی ہے آج رخصت آج رخصت الوداع ب ورق
الوداع اے شہر بانو شوہر ہوتا ہے وداع — ہاے رنڈہ پن اب ہوتا ہے تیری قسمت الوداع
الوداع اے کوکہ کی موسی ہوئی جلتی ہوئی — مانگ اب اوجڑے ہے آتی سر پہ بپت الوداع
الوداع اے بہاوجو اے بہابیو اے بی بیو — آج دیور کی رخصت اور رحلت الوداع
الوداع اے راحت جان پدر زین العبا — ٹک دیکہا باباکوں اپنی پیاری صورت الوداع
باپ جاتا آج مرنے لگ لو ٹک اوسکے گلے — جو دو کہیا دل میرا پاوے ٹک تو راحت الوداع

الوداع اے میرے صاحب بستر رنج و الم — حق تعالی تجکوں بخشے جلدی صحت الوداع
اور اے بہنو تم کنے سونپا سکینہ پیاری کوں — اوس پہ رکہیو مادری مہر و شفقت الوداع
ورق ۱۸۰ ب آج اس کا باپ مرتا آج یہ ہوتی یتیم — آج اجڑتی اوس کے سر کی عالی دولت الوداع
اس یتیمہ پر جو رحم اب کہا ؤگی ماں جائیو — پس کنگوراعرش کا پاوے گا فرحت الوداع
اب خدا حافظ تمہارا اب ہمارا سب کہا — اور سونا بخشیو کہ ہے یہ وقت رحلت الوداع

پہر جامہ قیمتی پہن، چیرہ رسول خدا کا سر پہ باندہ، ڈہال حمزہ سید الشہداء کی پیٹہہ پر لگائی اور ذوالفقار حیدر کرار حمایل کر لٹکائی، پہر ذوالجناح پر سوار ہو قصد میدان کیے۔ پردہ نشین حجلۂ عصمت پیچہے دوڑے، اور کہے یابن رسول اللہ واویلا و وامصیبتاہ، ہمیں کس پاس سونپا، اور اس غریبی و بیکسی میں کس پر چہوڑا۔ امام مسافر غریب فرمایا کہ پہر وا اور صبر کرو کہ تمہیں خدا کوں سونپا کہ وہ وکیل میرا ہے تمہاری مہمات میں۔ وکفی باللہ وکیلا۔

ورق ۱۸۱ الف لیکن جب حضرت میدان میں پہونچے، نیزہ زمین میں گاڑ فخریہ شروع کیے۔ ترجمہ۔

جد میرا خیر الوریٰ فاضل ترین انبیا — آفتاب اوج عزت شمع جمع اصطفا
منقبت بابا کی اب کیونکر گنوں ہے بیحساب — در درج لافتیٰ و بدر برج ہل اتی
ماں میری خیر النسا فرزند ختم المرسلین — جس اوپر ہیگا کلام بضعتہ منی گوا
اور بہائی کوں اگر پوچہو تو ہے شاہ حسن — وہ بہی جان مصطفیٰ اور نور چشم مرتضیٰ
ہے چچا اب جعفر طیار جو جنت مئین — اوس کا ہے پروازت کا آستان کبریا
حمزہ ہے سردار شہداوں کا بابا کا چچا — اس روش کا اصل و نسل اب کس کا ہیگا برملا
اے ستمگاران و سنگیں دل تمہاری ہیگی خو — بیوفائی اور نفاق و حیلہ و جور و جفا
ورق ۱۸۱ ب سب میرے بچوں عزیزوں خویش دلبندوں کے تئیں — مار ڈالے کس روش کا دین تم سب کا ہیگا
اب میرے تم مارنے اوپر کمر باندہے ہو سب — مارنا میرا یو کس مذہب میں ہے بولو روا
حشر میں حاکم تمہارا اور میرا ہوویگا رب — پیاسے مرگئے میرے بچے میں پیاسا اب چلا

پہر فرمائے، اے قوم ڈرو ڈرو اوس خدا سے کہ دن سے رات کرتا اور رات سے دن، مارتا اور جلاتا، روزی دیتا اور جان لیتا، اگر اوس خدا پر اقرار رکہتے ہو اور اوس کے رسول محمد مصطفیٰ پر

که دادا میرا ہے ایمان لائے ہو، پس مجہ پر ستم نکرو اور ظلم روا نہ رکہو اور ڈرو فردائے قیامت سے که
جب دادا اور باپ ماں میری تم سے دشمنی کریں اور حوض کوثر سے تمہیں پانی نہ دیں۔ اب بہتر تن
بہائی بہتیجے بہانجے بیٹے میرے اور یار و یاور و ہوادار و دوست داروں میرے سے مارے اور ؎ ورق ۲ الف
اب قصد میرے مارنے کا کیے اور واسطے ملک کے مجہے مارتے۔ پس راہ دو که حبش میں جاؤں یا
ترکستان کی راہ لوں۔ اور میرے اہل و عیال و اطفال که جگر اون کے پیاس سے کباب ہیں تہوڑا
پانی اونہے دو که فردائے قیامت تم سے دشمنی نہ کروں اور دعویٰ کسو کے خون کا نہ دہروں۔ و اگر
مجہے راہ اور اونہے پانی نہ دیتے پس الحکم للّٰہ و رضینا بقضاء اللّٰہ۔ تب بحیر بن ربیعہ و شیث بن ربعی
اور شمر ذی الجوشن برابر حضرت کے آ کہے، یا ابن ابوتراب بات دراز نہ کر، آ، تا تجہے ابن زیاد پاس
لے جاویں که وہاں بیعت یزید دے اور اس تہلکے سے خلاصی لے، والّا نہ، تجہے اسی طرح پیاسا
رکہہ، ماریں۔ حضرت نے وہ سن، سر تلے ڈالا۔ اور عمر ملعون نے اپنے لشکر کوں ڈپٹ کہا که گرداگرد ؎ ورق ۲
سے گہیرو اور بات نہ کرنے دو۔ آہ اوس وقت بائیس ہزار سوار نے تیر چلائے اور ایک تیر حضرت پر
نہ لگا۔ سب شرمندہ ہو، اوس روسیاہی سے سر تلے کیے۔ اور حضرت پہر خیمہ میں تشریف لا، گہوڑے
سے اتر، امام زین العابدین کوں گلے لگا روئے، اور سب بہنوں بیٹیوں کوں رخصت کر، سوار ہو
ارادہ لڑائی کیے، که بہنیں بیٹیاں ذوالجناح کے پاؤں پر گر رونے لگیاں، اور حضرت اونہوں کوں
صبر و تسلی فرما، میدان میں سدہارے اور چاہے که اوس فوج مقہور پر حملہ کریں۔ یکایک ایک گرد و غبار
پراندہیار پیدا ہوا، که کوئی کسو کوں نہ دیکہہ سکتا تہا، اور اوس گرد سے ایک شخص بصورت عجیب و
بشکل غریب گہوڑے پر سوار، سر اور دونو ہاتہہ اوس کے گہوڑے کے سر اور ہاتہوں مانند اور پانو ؎ ورق ۳ الف
اوس کے اونٹ کے پانو جیسے، حضرت پاس آ سلام کیا، اس عبارت سے که، السلام علیک و
علی جدکؐ و ابیک و امک و اخوک، حضرت نے جواب دے کہا، توں کون ہے که ایسے وقت مجہ
سے مظلوم بیچارہ اور غریب آوارہ کوں سلام کرے ہے۔ کہا، یا ابن رسول اللّٰہؐ میں سردار پریوں کا
ہوں، اور صاحب میرا سیدؐ آخر الزمانؐ ہے اور غلام شاہ مرداں کا، نام میرا غفرائیل ہے، اور لشکر
میرا اس جنگل میں حاضر۔ باپ تمہارے نے جب بیر العلم کے کونویں میں آ، دیووں کوں مسلمان کیا تہا،
میرے باپ کوں بہی مسلمان کیا تہا۔ میرے باپ کوں بہی مسلمان کر، مرتبہ سرداری کا دیا تہا۔ بعد وفات

باپ کے سب میرے حکم میں ہیں۔ رخصت ہوئے کہ سمیت لشکر ان بدبختوں پر حملہ کروں اور مغز ان
ظالموں کا نکال، دوستوں کوں شاد کروں۔ حضرت فرمائے، اے غفرائیل، خدا تجھے اس نیکی کا اجر دیوے
تمہیں رخصت آدمیوں کے مارنے کی نہیں، کیونکہ تمہیں یہ نہیں دیکھتے، اور تم انہے مارو، پس یہ ظلم
ہوئے۔ وہ عرض کیا کہ یا حضرت، ہم ان ہی کی صورت بن، انہے دیکھلائی دیویں۔ حضرت فرمائے،
تمہارے ہاتھہ کی ضرب بہاری ہے۔ جزاک اللہ خیرا۔ اے غفرائیل میری خاطر لئے پہر جا، اور انہے
تصدیعہ نہ دے، کہ میں تجہ سے راضی ہوا۔ پس غفرائیل بموجب حکم کیا۔ اور حضرت قصد لڑائی کر فرمائے،
کہ ہاں کوئی نامرد آوے۔ تمیم بن قحطبہ لعین، امرایان شام سے، حضرت کے برابر، آ، کہا، اے
بیٹے ابوتراب کے، کب لگ دشمنی کرے گا، بیٹوں بہائیوں نے زہر مرگ کا پیا اور رفیقوں چاکروں
نے لباس موت کا پہنا، لیکن توں اب لگ لڑتا ہے۔ اکیلا ایک تن تنہا بیست ہزار سوار کا کیا کر سکے
گا۔ حضرت فرمائے، اے شامی، میں تم سے لڑنے کوں آیا یا تم بہائی اور فرزند میرے مارے اور
اب میرے مارنے پر کمر باندہے۔ پس درمیان میرے اور تمہارے سوا شمشیر کچہہ اور بات نہیں۔
یہ کہہ ایک نعرہ جگر سوز اینچے کہ بہت ملعونوں کے جگر پہٹ گئے اور جہنم واصل ہوئے۔ تمیم لعین سراسیمہ
ہوا اور ہاتہہ اوس کا کام سے رہا۔ حضرت ایک شمشیر مارے کہ سر اوس کا پچاس قدم دور جا پڑا۔ پہر
قصد آب فرات کیے کہ بہت پیاسے تہے۔ شمر ملعون اپنے لشکر کوں للکارا، زنہار نہ چھوڑیو کہ حسین پانی
پیوے۔ اگر ایک قطرہ پانی پادے، ہم میں سے ایک کو جیوتا نچھوڑے۔ تمام لشکر نے غلبہ کر حضرت
کوں درمیان لیا۔ امام نے بہی مارے ہوؤں سے پشتے بنا، تمام لشکروں برہم کیا، پہر فرات پر سدہار
چلو بہر پانی اوٹہا چاہے کہ پیویں۔ ایک آواز آئی کہ اے حسین توں پانی پیوتا اور لشکر تیرے ناموس
کے خیموں کوں غارت کرتا۔ حضرت غیرت سے پانی ڈال، خیموں طرف گئے اور کسو کوں نہ دیکھے، جانے
کہ لعین مکر ہی کیے تہے، یعنی پانی نہ پیوے۔ پہر گہوڑے سے اتر، قدم سراپردہ میں رکھے۔ تمام
اہل بیت خدمت میں حاضر ہوے۔ فرمائے کہ اے پردگیان حرم عصمت چادریں سر پر لو اور کمروں کو
۱۸۵ الف محکم باندہ، میری مصیبت پر تیار ہو۔ پہر امام زین العابدین کوں گلے لگا، بوسے دے فرمائے، المولفہ

اے میرے پیارے عابد کر مجھے رخصت توں اب — شمر اور اوس کا ہے خنجر مجہ لہو کا تشنہ لب
آ بغل میں جو تیری بوسے ہوے خوش میری جاں — بات کر جو بات تیری سے ہوے مجہ دل شادماں

اے فرزند جب مدینہ میں پہونچے، سلام میرا دوستوں کوں پہونچا، کہیو کہ میرے باپ نے یوں فرمایا ہے کہ جب دوکھہ میں مبتلا ہو اور مصیبت میں پڑو اوس وقت دوکھہ اور غریبی میری یاد کیجیو اور جس کا گلا کٹا دیکھو، میرے حلق ناحق کٹے کوں یاد کریو اور جب پانی پیو، آہ، پیاس میری اور میرے بچوں کی نہ بہولیو۔ لمولفہ۔

اے میرے دوستو اور اے مجہ موالیو — میری مصیبتوں کوں تم ہر گز نہ بہولیو
جب تم پہ دوکھہ پڑیگا تو تب میرے دوکھہ کے تئیں — کر یاد زار زار پر افسوس روئیو ۔ ۵ ورق ۱۰۵ ب
میرے کٹے گلے کا خیال اپنے دل موں لا — سر پر اوڑا کہ خاک خوشی اپنی کہوئیو
جب ٹہنڈا پانی تم پیو مجہ غم کی گرمی سے — میرے بچوں کی ہائے عطش کوں نہ بہولیو
روؤگے جو مصیبتوں پر میری درد سے — سو فیض و اجر پاؤگے یہ بات بوجہیو

پہر شہر بانو نے آ کہا، اے سیّد و اے سرور، میں یہاں غریب بیکس ہوں اور سوا تیرے کوئی غمخوار و غمگسار نہیں رکہتی۔ شاید دشمن تیرے بعد قصد میرا کریں اور حرمت تیرے حرم محترمہ کی نہ رکہیں۔ تب حضرت نے کہا، غم نہ کہا کہ کسو کا ہاتہہ تجہ پہ نہ پڑے گا۔ جب کہ مجہے زخموں میں چور کر گہوڑے سے زمین پر گراویں، گہوڑا میرا مجہ بغیر، تجہ پاس آوے، اوس پر سوار ہوجیو اور باگ اوس کے اختیار میں دیجیو کہ وہ تجہے اس قوم سے باہر لے جاوے اور جہاں کہ حق تعالیٰ چاہے وہاں پہونچاوے ۔ ۵ ورق ۱۰۶ الف
آہ پہر امام مظلوم، غریب، مسافر اہلبیت سے ایک ایک کوں رخصت کر سدہارا۔ لیکن یہ رخصت آخری اور دیدار آخری تہا کہ پہر طرفین سے کسو کوں نصیب نہ ہوا۔ لمولفہ

نہ پہر حسین کوں وہ دیکہے نے حسین ادہے — حسین حسین وو کرتے رہے حسین کہاں
خدا کے واسطے یارو اب اس بچہڑنے کوں — نظر میں لاؤ کہ کیا وقت گذرا ہوئے گا وہاں

القصہ جب امام بیکس میدان میں پہونچا، عمر لعین ڈرا، اور اپنے لشکرِ نامراد اثر کوں کہا۔ اے قوم تم ایک ایک اس سے بر نہ آؤگے، لیکن اس وقت وہ پیاسا ہے اور مرنے کوں پہونچا۔ یک مرتبہ سب حملہ کرو۔ وونہیں تمام لشکر دوڑا اس امام مظلوم اکیلے کوں درمیان لیا۔ اوس وقت فرزند اسد اللہؑ نے دست ید اللہ سے ذوالفقارِ آتش بار دشمن شکار کوں میان سے نکال مانند شیر غضبناک کے اون کوتوں پر حملہ کیا، اور آوازِ گرج آثار، انا ابن رسول اللہؐ سے زمین و آسمان کے ۔ ۵ ورق ۱۰۶ ب

ستونوں کوں تزلزل میں لا، کہا، آہ، عجب حال اور عجایب وقت دیکھتا ہوں کہ کسو طرف سے نہ یار روہوادآ اور نہ غمخوار و غمگسار پاتا۔ ترجمہ۔

جس طرف دیکھوں ہوں سو دیکھے نہیں ہے مجہ طرف
ایتے بیگانوں میں کوئی آشنا میرا نہیں
اب کہاں جاؤں کروں کیا کیونکہ راہ آگے کی نوں
اس جنگل میں کوئی اب مشکل کشا میرا نہیں
بے کسی ہوئی ختم مجہ پر اس جنگل میں میرے سر
باپ نہیں دادا نہیں اور کوئی چچا میرا نہیں
ورق ۱۴۸ الف میں اکیلا رہ گیا اور بیری ایتے تس پہ ہائے
ماں نہیں، بہائی نہیں کوئی آسرا میرا نہیں
کٹ گئے سب بچے میرے خنجر بیداد سے
بہانجا، بہائی، بہتیجا کوئی رہا میرا نہیں
اب میرا سر چاہتے ہیں کاٹیں میرے تن سیتی
یار نہیں، یاور نہیں خویش اقربا میرا نہیں
چچہ بہر رکہتا لہو اور تس کے پیاسے ایتے جم
ایک سرگاہک ایتے کوئی جاں فدا میرا نہیں

راوی لکھے ہے کہ پہر ایک مرتبہ حضرت نے اپنے تئیں دریا پر پہونچایا اور چلو بہر پانی اوٹھایا چاہے کہ نوش فرماویں، پیاس اہل حرم اور اطفال کی یاد آئی، پانی ہاتہہ سے ڈال دیے اور نہ پیے۔ لیکن جب حضرت دریا میں اترتے اور پانی اوٹہاتے، ذوالجناح گھوڑا پانی میں مونہہ ورق ۱۴۸ ب نہ ڈالتا اور کہتا نہ پیوں پانی جب لگ کہ خواوند میرا نہ پیو چوکے۔ غرض جب امامِ مظلوم پانی ڈال دریا سے نکلا، دیکھا کہ بہت کوفیوں نے قصد خیموں کا کیا۔ حضرت فرمائے، اے آلِ ابوسفیان، اگرچہ دین نہ رکہتے لیکن عرب کا عار بہی نہیں کرتے کہ میرے جیوتے جیو، قصد میرے ناموس کا کیے۔ اگر غرض تمہارا میرا مارنا ہے، پس میں یہاں کہڑا ہوں۔ ناموس میرے سے کیا کام۔ بارے

وہ ملعون پہرے اور حضرت تین حملہ میں خیمہ سے تالب فرات چار سے ملعونوں کوں جہنم بہیجے اور پہر تیسری مرتبہ گہوڑا دریا میں ڈال، تہوڑا پانی اوٹہا چاہے کہ پیویں جوں پانی مونہہ پاس لائے، آہ، حصین ملعون نے ایک تیر مونہہ پر مارا کہ پانی اور لہو مل گیا اور وہ پانی نصیب نہ ہوا۔ اور ہونٹ
ورق ۱۸۸ الف اور زبان مبارک کٹ کر، مونہہ لوہو سے بہر گیا۔ پہر ہر طرف سے تیر باراں شروع ہوا۔ اور ایک نامرد نے ایک تیر پیشانی مبارک پر مارا۔ حضرت نے وہ تیر اپنے ہاتہہ سے اینچا، اور لہو جاری ہوا۔ پہر اپنے ہاتہہ سے لوہو مونہہ پر ملتے تہے اور زمین پر نہ گرنے دیتے تہے اور کہتے تہے، ترجمہ۔

اسی صورت سے دیکہوں مصطفیٰؐ کوں   پہر اپنے باپ علی مرتضیٰ کوں
کہوں جا اپنی ماں خیر النسا کوں   دیکہو اپنے حسین سر جدا کوں
کروں بہائی حسن سے جا ملاقات   یہی صورت دیکہاؤں اوس کوں ہیہات
دیکہوں اس حال سے سب اپنا سنکات   کٹا گئے سر تج اس دار فنا کوں

راوی لکہے ہے کہ ثنات سے زخم حضرت کے بدن پر لگے اور حضرت زخموں کے سبب گہوڑے سے اتر قبلہ رو بیٹہے۔ اوس وقت زمین کربلا لرزی اور آسمان و زمین روئے۔ ترجمہ

ورق ۱۸۸ ب لرزے میں عرش اس روش آیا کہ آسمان   شک میں پڑا مگر کہ قیامت ہوئی آشکار
کیوں گر پڑا نہ آہ ولیکن وو چرخ پیر   جو وقت گہوڑے سے گرا ہوئیں پر وو شہسوار

تب وہ کوتے بے دین دلیر ہو، حضرت کوں درمیان لیے اور چو طرف سے چوٹ تیر و تفنگ شروع کیے۔ شمر بدبخت نے نعرہ پیادوں پر مارا، کہ کیا ایک شخص کے ہاتہہ سے عاجز ہو رہے ہو۔ لیکن پیادوں سے جو کہ آگے آتا تہا، حضرت کا مونہہ دیکہہ شرمندہ ہو پہر جاتا تہا اور کہتا کہ ہم نہیں چاہتے جو فردائے قیامت یہ خون ہماری گردن ہووے۔ تب عمر ملعون آیا کہ امام مظلوم کوں شہید کرے۔ حضرت نے فرمایا اے ابن سعد توں آیا کہ مجہے شہید کرے اور علم حکومت رے کا سر پہ دہرے تب ملعون شرمندہ ہو پہر گیا۔ ترجمہ۔

ورق ۱۸۹ الف سہل نہیں ہے کام خون آل احمد ڈالنا   خاک غم بر بیس فرزند محمدؐ جہان نا

لیکن جب شمر حرامزادہ نے دیکہا کہ کوئی حضرت کوں شہید نہیں کرتا، گہرک کہا، کیا چیز تمہیں مانع ہوتی کہ سر اس کا نہیں کاٹتے۔ آہ، تب سنان بن انس ملعون نے ایک نیزہ حضرت کی پیٹہہ پر

مارا، واویلا، امام مظلوم بیکس اوندہے مونہہ زمین پر گرا تب شمر ملعون سینۂ مبارک پر چڑھ بیٹھا۔ حضرت آنکھیں کھول پوچھے۔ توں کون ہے۔ کہا میں شمر ہوں۔ فرمائے مونہہ پر سے زرہ اوٹھا۔ جون ملعون نے مونہہ کھولا۔ سیّد الشہدا نے دیکھا کہ دانت اوس کے مانند دانت سور کے ہیں۔ فرمائے، بارے یہ نشان

ورق ۱۸۹ ب تو سچ ہے۔ اب اپنی چھاتی کھول۔ جوں ملعون نے چھاتی کھولی۔ کوڑھ کا داغ اوس کے سینۂ پرکینہ پر دیکھہ فرمائے صدق جدی یا رسول اللہ۔ آج رات اپنے داداکوں خواب میں دیکھا مینے کہ فرماتے تھے، مارنے والا تیرا اس شکل کا ہوئیگا، اور وقت نماز پیشین توں ہمارے پاس آویگا۔ پس وہ سب نشان تیرے پاس دیکھے۔ اے شمر جانتا ہے کہ آج کون دن ہے۔ کہا جمعہ اور روز عاشورا۔ پھر فرمائے، پہچانتا ہے کہ کون سی ساعت ہے۔ کہا وقت خطبہ اور نماز پڑہنے کا۔ فرمائے کہ اس وقت خطیب میرے دادا کی امت کے منبروں پر خطبے پڑہتے اور نعت میرے دادا کی کہتے اور توں مجہ پر ایسا ظلم کرتا۔ رسول خدؐا نے مونہہ اپنا میری چھاتی پر رکھا اور تو اسطرح میری چھاتی پر چڑھ بیٹھا۔ وؐہ بوسے میرے حلق پر دیا اور توں شمشیر یہاں چلاتا۔ میں

ورق ۱۹۰ الف روح ذکریاؑ نبی اپنے داہنے طرف اور روح یحییٰ بائیں طرف اپنے دیکھتا اور توں میری چھاتی پر چڑھا۔ اے شمر وقت نماز ہے۔ اوٹھہ میری چھاتی سے کہ مونہہ طرف قبلہ کے کروں اور دو رکعت نماز پڑھوں کہ مجکوں نماز میں شہید ہونا باپ سے میراث ہے، جب کہ میں نماز میں ہوں، جو چاہے سو کر۔ آہ تب شمر لعین سینۂ بے کینۂ امام پر سے اوٹھا اور حضرت اتنی طاقت رکھتے تھے کہ مونہہ قبلہ طرف کر نماز میں مشغول ہووے۔ واویلا

ورق ۱۹۰ ب شمر ملعون روسیاہ حرامزادہٗ ولدالزنا صبر نہ کیا۔ انا للہ وانا الیہ راجعون ۔ سلام اللہ علی مولانا الحسین واصحابہ لعن اللہ علی یزید واعوانہ وانصارہ ولعن اللہ من حال بینک و بین ماء

ورق ۱۹۱ الف الفرات یا ابن رسول اللہ یا لیتنی کنت معک فافوز فوزا عظیما ۔

اس خاتمہ کی پانچ ہیں فصلیں سو تن میں ہائے　　شہ کے سر اور اہل حرم کا حوال ہے
یہ پہلی فصل اس میں سو تیجے کا ماجرا　　احوال ذوالجناح کے بعد اتصال ہے
ابن حیدر کا آج تیجا ہے　　شاہ بے سر کا آج تیجا ہے
فضل و عباس و عون کا یارو　　اور جعفر کا آج تیجا ہے
قاسم عبداللہ حسن کا ہائے　　اکبر اصغر کا آج تیجا ہے
شہ کے سب بھانجوں بھتیجوں کا　　یار و یاور کا آج تیجا ہے
کیوں نہ فضلی ہوئے مکدّر حال　　اوس کے سرور کا آج تیجا ہے

لیکن احمد بن اعثم کوفی رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے کہ حضرت امام حسین علیہ السلام کی شہادت بعد ایک آندھی سرخ ایسی ظاہر ہوئی کہ تمام جہان اندھیر ہوگیا اور زمین لرزی، آفتاب عالم تاب گہنا کر گہن میں پوشیدہ ہوا کہ کوئی کسو کوں نہ دیکھہ سکتا تھا۔ سب گمان کیے کہ قیامت برپا ہوئی یا عذاب ⟵ ورق ۱۹۱ ب
الٰہی نازل ہوا لیکن ذات پاک حضرت زین العابدین کے سبب وہ آندھی دور ہوئی، اور عالم روشن ہوا۔ یکایک ذوالجناح گھوڑا حضرت کا دوڑنے لگا۔ بعد ایک ساعت کے بال اپنی پیشانی کے خواوند کے لوہو میں بھر اور آنسو آنکھوں سے جاری کر اہل حرم کے خیموں طرف چلا۔ مرثیہ از مولف۔

شہ کے جب حلق پر چلا خنجر　　بے بہا ہوئے کر بہا خنجر
گھوڑا دیکھا کہ کیا کیا خنجر　　کیا خواوند کا سر جدا خنجر
لاشے کے گرد تب تصدق ہو　　چاٹتا تھا تنی سے لوہو کو
آنکھیں مل شہ کے تلووں کے رو رو　　کہتا بیری میرا ہوا خنجر
میں یہ گھوڑا ہوا نگوڑا اب　　کس کا کہلاؤں گا میں گھوڑا اب ⟵ ورق ۱۹۲ الف
شیشۂ دل میرے کوں پھوڑا اب　　سنگدل ہائے شمر کا خنجر
قشقہ چوٹی کوں کر لہو میں لال　　دانتوں سیتی کھسوٹتا تھا بال
ٹاپوں سے خاک سر کے اوپر ڈال　　کہتا تھا ہائے کیا کیا خنجر
میرے خواوند کوں دو ٹکڑے کیا　　پشت زیں میرا اوس سے خالی ہا

میرا خواوند میرے سر سے اوٹہا   مجکوں خواوند بن کیا خنجر
کیا یہ مونہہ لے کہ جاؤں میں اب گہر   کیا یہ مونہہ اب دیکہاؤں لیجا کر
پوچہیں گہر والیاں جو مجہہ سے خبر   کیا کہوں کچہہ خبر رکہا خنجر
پہیر چنگہارتا وہاں سے چلا   لوہو پہونکارتا وہاں سے چلا
سر کوں دے مارتا وہاں سے چلا   لے کہ فریاد پر بلا خنجر
سر کوں ٹکراؤتا پہاڑوں سے   اولجہتا جنگلوں کے جہاڑوں سے
توڑتا گوشت اپنے ہاڑوں سے   دل میں لے زخم بیدوا خنجر ٭ ورق ۱۹۲ ب
کہتا ہے ہے خوزادا زین عبا   باپ بن دیکہہ مجکوں کیا کہے گا
میں جواب اوسکا دے سکونگا کیا   نارسا ہوں ہوا رسا خنجر
جب ندیکہے گا باپ کوں مجہ پر   دل موں کیا اوس کے گذرے گا آکر
مجکوں کہنی خفقت ہوئی دوبہر   زرد رو کر کہ لے چلا خنجر
گہر کی بی بی کوں کیا دیوں گا جواب   دیکہے جب خالی میرا زین و رکاب
کس روش دوں گا میں حساب و کتاب   نقد جاں اوس کا جوں لیا خنجر
جاؤنگا میں جو خاصے ڈیوڑہی پر   کیا کہے گا مجہے وہ عالی در
جس پہ خواوند اترسدہاے تہا گہر   اب وہ خواوند لے لیا خنجر
خیمہ جوں دور سے نظر آیا   لوہو آنکہوں میں اپنی بہر لایا
مار چنگہاڑ حیف جو کہا یا   سینہ پہاٹا گویا جو پہا خنجر
لوہو مونہہ سے ہوکتا یکر اس   آیا دہونتا سرا اپنا خیمہ پاس ٭ ورق ۱۹۳ الف
دے کہ دستک سموں کی بے وسواس   کیا فریاد بے حیا خنجر
بولا اے خیمہ دالو سر کا دہنی   چل بسا اوس موں اور خنجر میں بنی
اوس کے حلقوم پر خنجر کی انی   اڑی اور دم کوں لے گیا خنجر
ہائے زین العبا تیرا بابا   تجکوں کہہ کر سلام کوچ کیا
خنجر اوس حلق سیتی پہیر گیا   اوسکی قسمت کہاں کا تہا خنجر

سن پیام یتیمی اے سجاد — ظلم کی استوار اوٹھی بنیاد
خانہ ویران ہوا ظلم و فساد — گھر کوں برباد کر چو کا خنجر
ماں کو کہہ لیوے سر اوپر چادر — رانڈ ہوئی ہائے اب تیری مادر
اوس کا رکھے خدا ہی اب آدر — اب تو آدر نہیں رکھا خنجر
موا اوس سر سے اوسکا گھر والا — اوس کے تئیں اب دلاتوں زندہ سالا
ورق ۱۹۳ ب — شمر کا یارب ہووے منہہ کالا — اوس کا گھر گھالا وہ دیا خنجر
پھوپھیوں کوں اب سلام بابا کا — کہہ کہ کہیو تمہارا بھائی کہا
اے اماں جائیو مجھے اس جا — بن کا مہمان لب مر کہا خنجر
چاہتا تھا میں سارا دوکھ اپنا — تم کوں لکھ بھیجوں ہاتھ وو نہیں کٹا
پھر زبانی کہا میں چاہے تھا — فرصت اوسکی بھی نہیں دیا خنجر
یک تم کوں تمہاری بھاوج کوں — مینے سونپا خدا کنے دل موں
پر سکھینہ بچی سیتی جوں توں — با خبر رہیو مجھ ملا خنجر
ذوالجناح یہ پیام کہتا تھا — سن کے عابد نے ذوالجنح کی صدا
دوڑا گھر سے جوں باہر آ پہونچا — سن لیا ظلم پر جفا خنجر
پھر دیکھا ذوالجنح پہ باپ نہیں — ہائے خالی ہے اوس کا خانہ زیں
دل موں اپنا کیا کمال یقیں — کیا بے شک وو ناشنا خنجر
ورق ۱۹۴ الف — مونہہ سے بے اختیار نکل گیا — ذوالجنح کیا ہوا میرا بابا
ذوالجنح سن یہ حرف رو کہ کہا — ہو گیا اوس سے آشنا خنجر
ایک تو آگے ہی رنگ باختہ تھا — تس پہ گھوڑے سے یہ سونا نی سنا
مونہہ پہ پھر گئی ہوائی سن ہو گیا — دل پہ گویا کوئی مارتا خنجر

القصہ جب اہل حرم ذوالجناح کی آواز سونے، سر پاوں ننگے خیمہ سے باہر دوڑے۔ آہ گھوڑا دیکھے اور سوار نہ دیکھے۔ فریاد واویلا و واحسینا اوٹھا۔ کہے اے ذوالجناح خاوند ہمارے کوں کیا کیا اور جیا کہ لے گیا تنہا کیوں نہ لایا اور کیونکر دل تیرے نے یاری دی کہ اوسے دشمنوں

میں چھوڑا۔ لمولفہ۔

کیا کیا وارث ہمارے کوں اے پیارے ذوالجناح
اوس دوکہیارے پر ہوا کیا اے دوکہیارے ذوالجناح
مونہہ تیرا کس کے لہو سے سرخ ہے توں ہم سے کہہ
لال کس کے لوہو سے تجہ بال سارے ذوالجناح
کیا مگر عابد سکینہ فاطمہ ہو گئیں یتیم
ان کا بابا مر گیا کیا اے ہمارے ذوالجناح ورق ۱۹۴ ب
کس جگہہ بے سر کوں چھوڑ آیا ہمیں بے سر کیا
ہم بے چاریاں کیا کریں اب بے چارے ذوالجناح
لے گیا تہا جس روش کیوں لے نہ آیا وو نہیں توں
اوس بنا ہم ہوئیں آواریاں اے آوارے ذوالجناح

آہ، وہ سب دوکہیاران روتیں تہیں اور ذوالجناح بہی سر تلے ڈالے ہوے کہڑا روتا
تہا اور مونہہ اپنا حضرت زین العابدین کے پاؤں پر ملتا تہا۔ ابوالموید لکہے ہے کہ ذوالجناح نے
اپنا سر زمین پر پٹکا کہ مر گیا۔ اور ابوالمفاخر لکہے ہے کہ جنگل کی راہ لیا۔ اور ایک روایت ہے کہ
شہر بانو کوں پیٹہہ پر چڑہا لے گیا۔ لیکن شمر لعین، حضرت کوں شہید کر، سب مردودوں ساتہہ، اپنے
تیغ و تبر، خیمۂ عصمت و پردۂ طہارت میں دہنسا اور ہاتہہ لوٹ کا بڑہا۔ سب متاع و زیور اور بی بیوں
کے سروں سے چادریں لے، خیموں کو آگ دیا، اور جو کچہہ کہ خیموں پایا لوٹ لیا۔ حتیٰ کہ گوشوارے
لڑکیوں کے کان سے اور گوجریاں بی بیوں کے پاؤں سے اینچ لئے۔ آہ، کلثم کے کان سے اس ورق ۱۹۵ الف
طرح کرن پہول اینچے کہ کان پہٹ گیا اور لوہو بہا۔ تب بی بیاں دوکہیاریاں بچوں سمیت سر پاؤں
ننگے خیموں سے باہر بہاگیاں۔ فاطمہ چہوٹی بیٹی امام کی سے روایت ہے کہ میرے پاؤں میں دو
گوجریاں سونے کی تہیں۔ ایک ملعون اتارنے لگا اور رونے لگا، میں ڈرتے ڈرتے کہی، اے
دشمن خدا گوجریاں تو اتارتا، لیکن کیوں روتا۔ ملعون کہا کیونکر نہ روؤں، رسول خدا کی بیٹی کوں
لوٹتا ہوں۔ میں کہی کہ اگر توں مجہے رسول خدا کی دختر جانتا، پس کیوں یہ ظلم کرتا۔ کہا اس واسطے کہ

اگر میں یہ گوجریاں نہ لوں پس کوئی اور لے گا، جس سے میرے ہی کام آویں۔ آخر کار وہ ملعون گوجریاں میرے پاوں سے مروڑ لے گیا، اور میں درد سے بے ہوش وحیران خیمہ کے دروازے پر کہڑی تہی اور باپ بہائیوں کی لوتہیں خاک وخون میں پڑی دیکہہ رو رو دل موں کہے تہی کہ آیا ٭ورق ۱۹۵ ب ظالم ہم سے کیا کریں، مار ڈالیں یا قید کر لے جاویں۔ اتنے میں ایک سوار پیدا ہوا اور میری ماں بہنوں پہوپہیوں کی پیٹہہ پر نیزہ مارنے لگا۔ میں ڈر کر، پہوپہی زینب سے چمٹی، کہ اوس ملعون نے بہال نیزے کی میرے شانے میں چوبہائی اور میں چیخ مار توتہوں پر گری۔ ملعون نے کان میرے چیر، کرن پہول اور اوڑہنا میرے سر کا لے گیا۔ میں بے ہوش ہوئی۔ پہر ہوش میں آ دیکہی کہ سب گہر جلا اور اسباب لوٹا، بہائی زین العابدین بیماری اور پیاس سے زمین پر لوٹتا اور روتا۔ نور الائمہ لکہے ہے کہ اوس وقت عرش عظیم لرزا اور کرسی وسیع ہلی۔

آہ، تب شمر ملعون چاہا کہ زین العابدین کوں بستر بیماری پر مارے۔ حمید بن مسلم نہ مارنے دیا۔ ٭ورق ۱۹۶ الف لیکن شمر نعرہ مارتا تہا کہ اقتلوا ہذا الصبی الذی علی الفراش، یعنی مارو اس لڑکے کوں اس کے بچہونوں ہی پر

پہر عمر نحس نے سر امام مظلوم کا، خولی لعین کوں سونپ، ابن زیاد ملعون پاس بہیجا اور اب دوسرے دن اپنے لشکریوں پر کہ جہنم واصل ہوئے تہے نماز جنازہ پڑہ دفن کیا۔ اور آہ، بدن امام مظلوم کا اور تمام شہیدوں کے اوسی خاک وخون میں اور دہوپ میں چہوڑ گیا۔ تیسرے دن اہل حرم محترم کوں سر و پا برہنہ اونٹاں بن پالان پر سوار کر لے چلا، اور زین العابدین سے بیمار اور رنجور کوں طوق و زنجیر کر، بجائے ساربان مہار ہاتہہ میں دیا۔ جوں گزر اون کا قتل گاہ پر ہوا، ستہراو شہیدوں کے لوتہوں کا خاک وخون میں دیکہا۔ شور واویلا واحسینا، اون عرش بریں کو پہونچا۔ ناگاہ آنکہہ زینب کی بہائی کے لوتہہ پر پڑی، بے اختیار، آہ مار، بولی واجداہ، وامحمدا ٭ورق ۱۹۶ ب یہ حسین تیرا ہے کہ بوسے اوس کے مونہہ پر دیتا تہا اور مونہہ اپنا اوس کے سینہ پر ملتا تہا، سو حسین تیرا آج خاک وخون میں، سر جدا پڑا ہے اور ڈاڑہی اوس کی لہو سے خضاب، مونہہ لہو سے لال ہوا ہے، یہ کہہ اپنے تئیں اونٹ سے تلے گرا، بہائی کے لہو میں لوٹ، لوتہہ کوں گلے لگا کہا، اے بہائی، زینب بہن بے وارث ہوئی اور تیری بلا لے نہ موئی۔ اے پناہ بیکسوں کے اور اے

وارث بیچاریوں کے، مرثیہ من کلام مولف۔

ہیں کاٹے تھی تجہ سائے نیچے رنڈاپا   رنڈاپے موں قسمت ہوا تجہ سیاپا
جوانی ملی خاک میں تھا بوڑھاپا   بوڑھاپے میں تھی یہ خرابی اب آنی
نہ اب سر پہ ماں میری خیرالنسا ہے   نہ نانا نہ بابا نہ عموں چچا ہے
نہ اس دوکھہ میں کوئی بھائی خویش اقربا ہے   نہ ہے اس بپت میں خدیجہ سی نانی
پڑی بند میں شامیوں کے اے بھائی   انہوں نے میرے ہاتھوں زنجیر پہنائی ورق ۱۹۰ الف
مجھے قید و زنجیر سب ان کی بھائی   ہوئی دو پہر ولے تیری گردن کٹانی
دویم گر ہے افسوس بے ستری کا ہے   نہ چادر ہے سر پہ مونڈا سا کھولا ہے
نہ لتا گزی کا بھی سر پر رہا ہے   کہ جس سیتی مونہہ ڈھانک روؤں نہانی
مجھے داغ بالائے داغ بلا ہے   میرا سینہ جل بل کے خاک ہو گیا ہے
زمیں سخت دور آسماں جا پڑا ہے   زمیں پھاٹے تو اب سماؤں ہو فانی
دیکھاؤں کسے داغ میں اپنے دل کے   کہ مارے لعین تجہ سے بھائی کوں مل کے
ہے جوں گل لالہ تجہہ زخم کھل کے   ملاماٹی موں چہرۂ ارغوانی
تیرے باغ کا نونہال ہاے اکبر   دیکھاوں کسے داغ اوس کا میں دل پر
اٹھارہ نہ برس کی کمائی کوں دے کر   نجہاتی ہوں وہ مچھپاتی جوانی
چہ مہینے کا وہ دودہ کا ہائے پہویا   لعین سنگ دل اوس کا جیوڑا بھی کھویا
جگرا ونٹ تا لوہو بہیو وہ نہ رویا   سدہارا کیا اتنی ہی زندگانی ورق ۱۹۰ ب
موا عین شادی موں ناشاد قاسم   بھتیجا میرا تیرا داماد قاسم
کئے سر جدا اوس کا فریاد قاسم   مٹی ہائے بھائی حسن کی نشانی
لگا ہے جو داغ اوس دولہن کے سینہ پر   میں اوس داغ کا عکس دیکھلاؤں کیونکر
کہ بیٹھا ہے مجہ داغی چھاتی کے اوپر   صد افسوس اوس رایگاں شادمانی
میرے بیٹے دو بھانجے تھے جو تیرے   تصدق ہوے تجہ پہ میں بھی ہوں صدقے
اونہوں کے بھی دو داغ مجہ دل پہ لاگے   دلے تجہ سا اب داغ کاری نجانی

پڑا تہا جو سجاد بیمار کب کا
ہے چہور مٹ اب اوس پر تیرے قاتلوں کا
سفارش سکینہ کی جو کر موا تہا
دو بابا موی کرتی ہے بابا بابا
دو کہیاری شہر بانو کی دوکہیا بہاوج
جلی کو کہہ اور مانگ لوٹی یو سدہ تج
میں یہ کہاتی ہوں زہر کے اب نوالے
پڑے ہینگے سینہ موں بہی داغ کالے
بہلا سن میری اے بپت مارے بہائی
وہاں صدقے ہوئی مجہ سی اب ماں جائی
لکہی ہے گی جو اور سو سب سہوں گی
پر اب لوتہہ تیرے کے دوکہہ میں جلوں گی
نہ گور و گڑہا ہیگا اس لوتہہ کوں اب
یہ دن کی ہے دہوپ اور شب کی ہے اوس لب
ہوئی اس گوشت اس پوست کی کون حالت
بعینہ ہوئی ہے گی اب وہی کہاوت
جسے کرتہ جبرئیل جنت سوں لاوے
سو امت سے وہ اب کفن بہی نپاوے
کرے جس کا جد حق کی سب کوں ہدایت
سو تس کے نواسے پہ ہوئی یہ سیاست
نہ قدرت ہے مجکوں نہ وسعت ہے کہوں ہوں
کروں تیری اب آش ماتم لے بیٹہوں
تجہے مار کر بہی نہ شمر ہاتہہ اوٹہایا

سو آج اوس کی بہی موت حاضر ہوئی
اوس حق کیا کرے گردش آسمانی
چہوپائے اوسے بہی لئے پہرتی ہیں دوکہیا
اوسے کیونکہ سمجہاوں نہیں سیانی
اوس اوپر بپت ہائے بیتی ہے اجرج ÷ ورق ۱۹۰ الف
نکہر پہرتی ہے گہر کی بی بی سوانی
لعین باپ مارے کا بیر اب نکالے
اور دہر ان غموں میں ہے کلثم دیوانی
جہاں ہاتہہ دہوئی تہی وہ تیری دائی
مجہ اوپر مصیبت جو تہی سو بہائی
نصیبوں کے لکہے پہ شاکر رہوں گی
کہ میت کی جس کوں نہ ملتی پنہانی
نہ کفنانے کا پاؤتی ہونگی یکجہ ڈہب
کرے کون اس لوتہہ کی پاسبانی
کون اول منزل اس کوں پہونچاوے رکہہ نت
کہنے چاؤ جنکوں تہنی دوکہہ کلانی ÷ ورق ۱۹۰ ب
جسے مصطفیٰ دوش اوپر چڑہاوے
یہ جائز رکہے ہیگا کوئی بہی گیانی
گنہ سب کے بخشاوے روز شفاعت
گنہ لازم ہوئے نیکی برباد جانی
جو کفنا کہ تجکوں زمیں بیچ سونپوں
مجاور ہوں تجہ قبر کی جاودانی
تیرے گہر میں گہوس بستے گہر کوں لوٹا یا

ہمارے لے جانے کا ساماں منگایا — نہ چھوڑے ہے اب لگ دو اب اپنی مانی
اے مظلوم اگرچہ میں جاوں گی قیدی — دلے فکر تجہ تو تہہ ہی کی رہے گی
کہوں گی یہ ہر دم کہ کیا اوس پہ بیتی — نہ چادر ہے پائی نہ اوس پر ہے تانی
ق ۱۹۹ الف بہلا اب تو لاچار جاونگی یہاں سوں — دلے رہے گا جیو تیرے کوں روکڑہی ہوں
کروں تیری آب آتش گور و کفن کوں — جو حق لاوے پہر لاوے پہر دانہ پانی
دلے جانتی ہوں جو حق پہر کہ لاوے — تو تب لگ تو ماس اس کا گل اتر جاوے
رہیں اوستخواں میں جو حق ہی بچاوے — بہٹکتی رہے تجہ موں میری روحانی
تو تب اوستخوانوں کو ہی چن میں دوکہیا — یہاں گاڑوں گی بیٹہوں گی قبر پر جا
سدا جہاڑوں گی پلکوں سیتی یہ صحرا — کہ اس جا پڑا ہے تیرا لوہو پانی
دیا لے کہ اون اوستخوانوں کوں یہاں سے — مدینہ میں جاوں گی دادا کے روضے
کہوں گی اے جد تجہ نواسے کوں لے کے — اب آئی ہوں گی عقل و سدہ سے ایانی
جہاں حکم کر رکہوں یہ اوستخواں وہاں — رکہونگی وہاں جد کا جہاں ہووے فرماں
دنہیں بیٹہوں گی کر فقیری کا ساماں — دنہیں بیٹہوں گی سب سے ہو کر بگانی
سکوں نے توڑایا لوری مجہ کمائی — دکہی آنکہہ پہر تو تہہ اور رونے آئی
۱۹۹ ب نہ تجہ شیر کی کرنے پائی پاسبانی — یہی بین کرتی تہی زینب بیچاری
بیچاری دو کہیاری دو بیٹوں کی ماری — کہ دوڑے گہک شامی سب ایک باری
پڑے ٹوٹ جیسے بلا آسمانی — تہی لاشے سے چمٹی ہوی روتی زینب
چہوڑالے دو بیدرد زوراوری تب — کہی ہائے زینب مجہے بہائی ہے سب
نہ کہنے دئے اپنی بیٹی کہانی — بہلا اے میرے بہائی اماں کے جائے
مجہے تیرے لاشے سے ظالم چہوڑالے — توڑا بہن بہائی کوں کیا پہل دو پائے
کی کیا دولت حاصل دو کیا کامرانی — اے بہائی بہن جاتی قیدی ہو کر
تیرا حافظ اللہ اے مجہ برادر — اگرچہ ہو بے بس چلی مجہ سی خواہر
بسے گی دلے تجہ موں میری روحانی

آہ تب سکینہ سی معصوم بیخبری دوڑ باپ کے لاشے کوں چمٹی اور سب کوں روتا دیکھہ رونے لگی۔ واویلا ظالم بے رحم اوس معصومہ مظلومہ کوں بہی کھینچ باپ کے تن سے جدا کئے اور سبہوں کوں اپنے اپنے اونٹوں پر چڑہائے۔

حضرت زین العابدین فرماتے کہ جب قتل گاہ پر میرا گذر ہوا اور پدر بزرگوار کوں بمعہ عمون و برادران ورق ۲۰۰ الف
شہید دیکہا کہ خاک وخون میں پڑے ہیں اور کوئی ان کے گور و گڑہے کا متوجہ نہیں، ایسا حال مجہہ پر گذرا کہ مرغ روح میرے آشیان بدن سے پرواز کرے، لیکن تقدیر نہ تہی۔ القصہ عمر ملعون نے وہاں سر سب شہیدوں کے تنوں سے کٹوا، حتیٰ کہ سر اصغر معصوم کا بہی اور سب اس تفصیل بانٹا، بائیس ۲۲ سرازون کو سونپے اور چودہ ۱۴ سر حصین بن نمیر کوں، تیرہ ۱۳ سر قیس بن اشعث کوں، اور بارہ سر ثقیف کوں، چہ ۶ سر بلال بن اعور کوں اور پانچ سر قبیلۂ بن اسد علیہا وعلیہم اللعنہ کوں سونپ طرف کوفہ رواں ہوئے اور سر امام مظلوم کا آگے ہی خولی ملعون کے ہاتہہ بہیجا تہا۔

راوی لکہے ہے کہ خولی خونی اوس سر مبارک کوں لا اپنے گہر اترا۔ لیکن جورو اوس کی ورق ۲۰۰ ب
دوستدار اہلبیت کی تہی۔ خولی نے اوس سے ڈر، وہ سر چہپا کر تنور میں رکہا۔ قطعہ

ہائے جو سر نت پلا تہا چاؤ سوں — گود میں احمد کے تس کوں داؤ سوں
شمر کاٹا اب خنجر کے گہاؤ سوں — تکیہ گہ اوس سر کا اب تنور ہے

جورو نے پوچہا کہ اتنے دن کہاں تہا، کہا ایک شخص یزید سے باغی ہوا تہا، اوس کے لڑنے کوں گئے تہے۔ وہ چپ ہوئی اور کہانا لائی کہ وہ زہر مار کر سویا لیکن اس عورت کی عادت تہی کہ آدہی رات کوں نماز تہجد پڑہتی، اوس رات بہی اوٹہی اور گہر میں کہ تنور تہا دیکہی کہ ایسے روشن ہوئے گویا سو ہزار شمع ومشعل روشن کئے۔ تعجب کر کہی، سبحان اللہ نہ میں اس تنور میں آگ رکہی اور نہ کسو کوں کہی، یہ روشنی کہاں سے ہوئی؟ اس حیرت میں تہی کہ نور اوس تنور سے آسمان لگ پہونچا۔ تعجب اوس کا ورق ۲۰۱ الف
زیادہ ہوا۔ یکایک دیکہی کہ چار عورتیں آسمان سے اتر تنور پر آئیں۔ اون میں سے ایک نے سر تنور نکال چومی اور چہاتی سوں لگا کہی، اے شہید ماں کے اور اے مظلوم ماں کے، حق تعالیٰ انصاف میرا تیرے کشندوں سے قیامت کوں لیوے اور جو نہ لیوے تو ہاتہہ قایمۂ عرش سے نہ اٹہاؤں جب لگ کہ داد اپنی نپاؤں اور وہ تینوں بی بیاں روتیں تہیں۔ لمولفہ

اے دو کھیاری کے دو کھیارے اے غریب — تجکوں بہی چھوڑے نہ آخر یہ رقیب
صبر میرا بہی پڑے گا عنقریب — حق تعالیٰ حاکم و غیور ہے
ہائے اے مظلوم مادر ہائے ہائے — رونے آئی تجہ پہ مادر ہائے ہائے
سر تیرا تنور اندر ہائے ہائے — رن میں تجہ تن زخموں بہیتر چور ہے

آہ، پہر اوس سر کوں تنور میں رکہہ غایب ہوئیں۔ تب جورو خولی کی اوٹہی اور اوس سر کوں تنور ٭ ورق ۲۰۱ ب
سے نکال نجہا کر دیکہی، پہچانی کہ سر امام حسین کا ہے۔ آہ ماری بیہوش ہوئی۔ پہر جب ہوش میں آئی،
ہاتف نے آواز دی، اوٹہہ کہ تجہے تیرے خصم کے گناہ سے نہ پوچہیں۔ تب ہاتف سے پوچہی، یہ چار
عورتیں کون تہیں کہ تنور پر آ روئیں۔ ہاتف نے آواز دی کہ جن تے سر تنور سے نکال چہاتی سوں
لگا روئی، حضرت فاطمہ تہیں اور دوسری ماں اون کی خدیجہ کبریٰ، تیسری مریم ماں عیسیٰ کی، چوتہی
آسیہ جورو فرعون کی۔ پہر وہ عورت کسو کی آواز نہ سونی اور اوس سر کوں چوم، مشک و زعفران
گلاب سے دہوئی اور خوشبوئیاں و کافور مل، گیسوؤں کوں کنگہی کئی اور ایک جائے پاک میں رکہہ
خصم کوں جگا پوچہی، اے ملعون دون یہ سر کس کا لاتوں تنور میں رکہا، یہ تو فرزند رسول خدا کا سر ہے ٭ ورق ۲۰۲ الف
اوٹہہ کہ زمین و زماں روتے اور فوج فوج فرشتے زیارت کوں آ، تجہ پر لعنت کرتے ہیں، بیزار تجہ
سے اس جہان اور اوس جہان میں۔ پہر چادر سر پر لے گہر سے باہر چلی۔ ملعون کہا، کہاں جاتی اور
میرے بچوں کوں یتیم کرتی۔ جواب دی کہ توں رسولؐ خدا کے بچوں کوں یتیم کیا۔ گو تیرے بچے ہوئیں تو
ڈر کیا۔ آخر وہ نیک بخت گئی اور کوئی نشان اوس کا نپایا۔ لیکن جوں صبح ہوئی، خولی خونی اوس سر مطہر
کوں ایک طباق میں رکہہ ابن زیاد کنے لایا۔ آہ اوس ملعون بے حیا کے ہاتہہ میں ایک چہڑی تہی۔ واویلا فی
دندان مبارک پر کئی مرتبہ لگائی۔ ایک اصحاب کبار زید بن ارقم نام بیٹہا تہا، بیتاب ہو بولا۔ اے
ملعون یہ بے ادبی نہ کر، اور چہڑی مت مار ان دانتوں پر، قسم خدا کی کہ گن نہیں سکتا کہ کے مرتبہ ان ٭ ورق ۲۰۲ ب
ہونٹوں اور دانتوں پر رسولؐ خدا بوسے دیا۔ یہ بات سن چہوٹے بڑے مجلس کے سب رونے لگے اور
ملعون غصے ہو کہا، اے زید، کیا کروں کہ مرد پیر ہے اور خرفت ہوا ہے والا نہ تجہے گردن مارتا۔ زید
کہا۔ اے ملعون خدا تم سے خوش نہ ہوجیو کہ تم فاطمہ کے بچوں کوں ناحق مارے۔ یہ کہہ مجلس سے اوٹہہ گیا۔
تب ابن زیاد ملعون نے خولی لعین کوں کہا، اس سر کوں پہر نیزے پر رکہہ کر لیجا اور سب سروں ساتہہ

ملا کر شہر میں لا۔ خولی ملعون وہ سر لشکر میں لایا اور سب سروں میں ملا آگے آگے لے چلا۔ جب خبر سب کے
آنے کی ابن زیاد لعین کوں پہونچی، کہا دس ہزار سوار اور جاویں کہ فتنہ و فساد نہووے اور سر لے آویں،
لیکن جب شہر میں اہل حرم سمیت سروں آئے۔ اہل شہر تماشے کوں گئے۔ آنکھہ جن کی اون سروں ورق ۲۰۳ الف
اور قیدیوں پر پڑی، ڈاڑہ مار بے اختیار روئے۔ تب زین العابدین فرمائے، یہ لوگ جو ہم پر روتے
پس کون لوگ میرے باپ اور بہائی کوں مارے۔ ترجمہ۔

کیا یہ ظلم ظاہر ہے اے شامیان شوم رو — کیا یہ جور فاحش ہے اے کوفیان بے وفا

راوی لکھے ہے کہ جس کی نظر سر مبارک پر پڑتی تہی ہیبت سے بے ہوش ہوتا تہا اور وہ سر
درمیان اور سروں کے مثل چاند کے کہ بیچ ستاروں کے چمکے چمکتا تہا۔ لیکن جوں شمر لعین اہل حرم محترم
کوں ابن زیاد ملعون پاس لایا، زینب سلام نہ کر بیٹھیں۔ ملعون پوچہا یہ کون ہے۔ کہا، بیٹی علی کی اور
بہن حسین کی۔ ملعون کہا، شکر خدا کا کہ تمہیں رسوا اور جہوٹا کیا۔ زینب نے جواب دیا، شکر خدا کا ہمیں
ساتہہ اپنے پیغمبرؐ کے بزرگ رکہا اور بحکم یطہرکم تطہیرا انجاسات سے پاک و پاکیزہ کیا۔ اور ظالموں
فاسقوں کوں جہوٹہا اور رسوا کیا۔ ملعون کہا۔ کیسی دیکہی قدرت خدا کی اپنے اور اپنے بہائی کی شان میں ورق ۲۰۳ ب
زینب کہیں، سوا خوبی کے نہ دیکہی۔ اے ابن زیاد پر فساد، ڈر اوس دن سے کہ حق تعالیٰ تجہے، ہم
ساتہہ ایک جا جمع کرے اور ہم تجہہ ساتہہ دشمنی کریں۔ فتح و نصرت ہمیں ہوئے یا تجہے۔ تب ملعون ان
باتوں سے غصے ہو قصد حضرت زینب کے مارنے کا کیا۔ عمر بن حریث نے کہا عورتوں کو مارنا روا
نہیں خصوص محنت زدہ و ماتم رسیدہ کوں۔ تب ملعون مارنے سے درگذر بولا، اے زینب حق تعالیٰ
نے میرے دل کوں تیرے بہائی کے دغدغے سے آرام دیا اور اوس کے مارے جانے میں درد
دوکہہ میرا لیا، زینب خوب کام کیا کہ اوس بات سے تجہے آرام ہوا۔ مصراع

کل اس کا ہووے خمار اب تو مست ہے

انشاء اللہ تعالیٰ کوئی دن میں ایسا کچہہ آرام تیری روزی ہووے کہ اپنی سزا کوں پہنچے۔ ورق ۲۰۴ الف

سمجہا جو ستم گر کہ ستم ہم پہ کیا — پر گذرا اوسی کی گردن پہ رہا

تب ملعون نے مونہہ زینب سے پہیر، متوجہ حضرت زین العابدین ہو پوچہا، یہ کون ہے، کہے
علی بیٹا حسین کا۔ بولا کہ وہ تو مارا پڑا سونا تہا ہیں، ملعون کہے وہ علی اکبر تہا۔ تب زین العابدین فرمائے،

وہ بڑا بھائی میرا تھا۔ قسم خدا کی کوئی تو ہوئیگا کہ اوس کے خون کا بدلا لے گا۔ ملعون سونتے ہی طیش میں آ کہا' اسے کوٹے پرے جا' سراس کا تن سے کر جدا۔ جوں ملعونوں نے قصد کیا زینب اوٹھیں اور بھتیجے سے لپٹ بولیں' اے ابن زیاد بے بنیاد اب لگ ایتوں کے مارنے سے تیرا پیٹ نہیں بھرا' کہ اسے بھی مارتا ہے۔ پہلے مجھے مار۔ تب زین العابدین کہے' اے پھوپھی' تم ایک ذرا چپ کرو کہ میں اس کا جواب دوں اور فرمائے' اے ابن زیاد بدنہاد' توں مجھے مارنے سے ڈراتا ہے' نہیں جانتا کہ مرنا عادت ہے ہماری اور شہادت کرامت ہے۔ جان کہ قامت ہمارے کوں محنت کے پانی سے خمیر کئے اور تخم محبت و مصیبت کا قدرت کے ہاتھہ سے ہماری ماٹی میں بوئے۔ ق ۲۰۴ ب

ہم کوں لڑائی دشمن بد دین کی عادت ہے
اور باغیوں سے جنگ ہماری سعادت ہے

ہم کو ڈراوتا ہے شہادت سے کیوں کوئی
حقا کہ آرزو تو ہماری شہادت ہے

ابن زیاد ملعون ایک ساعت متفکر ہو' اپنے نوکروں کوں کہا کہ خدا کے واسطے مجھے ان کی گفتگو سے خلاص کرو اور یہاں سے ان کوں لیجا فلانی سرا میں کہ مسجد جامع کے پاس ہے اتارو۔ تب ملعون اون سب بیکسوں کوں اوسی جگہہ میں کہ مقرر کئے تھے لیجا اتارے اور کوئی کوفیوں سے اون کے دیکھنے اور احوال پوچھنے کوں نہ آئے۔ کئی ایک دن بعد تیاری اون کے سفر کی کر زجر بن قیس اور محص بن ثعلبہ اور شمر ذی الجوشن علیہم وعلی ابا دیہم اللعنہ کو پانچ ہزار سوار سے مقرر کیا کہ ان سروں اور عورتوں کوں یزید پلید پاس ملک شام میں لیجاویں۔ آہ! تب زین العابدین کوں غل و زنجیر کر اور اہل عصمت کوں ننگے پاؤں اور کھلے سر اونٹوں پر چڑھا لے چلے۔ وادیلا اسیران حسینؑ! ق ۲۰۵ الف ق ۲۰۵ ب

یہ فصل دوسری ہے کہ ہفتم کے پڑھنے میں بے ہوش سونے والے وپڑ ہو یہ لال ہے

لیکن کلینی بسند ہاے معتبر روایت کرے ہے کہ جب حضرت امام حسین علیہ السلام کوں کافران بےحیا شہید کر چکے رات کوں بیٹھ مصلحت کئے کہ صبح بدن امام پر گھوڑے دوڑاویں اور اس بدن نازنین کو پامال سم اسپاں کریں۔ یہ خبر اہل بیت کوں پہونچی۔ بے اختیار آہ مار رونے لگیں اور مصیبت اون کی دونی ہوئی فضہ نام ایک لونڈی حضرت فاطمہ کی زینب خاتون پاس تہی۔ وہ بات سن عرض کی، اے خاتون سفینہ نام ایک لونڈی آزاد کی ہوئی رسول خداؐ کی تہی، قضا سے ایک مرتبہ کشتی اوس کی دریا میں ٹوٹی اور وہ ایک جزیرہ میں پڑی۔ وہاں ایک شیر اوسے گھیرا کہ پہاڑ کہاوے۔ وہ کہی، اے شیر، میرا سفینہ نام، رسول خداؐ کی آزاد کئی ہوں۔ شیر نے جوں نام رسول خداؐ کا سونا، سر نیچے ڈال سرک گیا۔ پس اس نزدیکی میں بہی ایک ورق ۲۰۶ الف شیر ہے۔ اگر مجہے رخصت دو تو جاؤں اور اوس شیر کوں ان کافروں کے ارادہ سے خبر کروں۔ زینب نے اوسے رخصت دی اور فضہ شیر کے پاس جا کہی، اے ابوالحارث۔ شیر نے سر اوٹھایا۔ پہر فضہ کہی، توں نہیں جانتا کہ کل شیر خدا کے امام حسین سے من ہرن کوں کوفے کے کوتے شہید کئے اور اب چاہتے کہ صباح اوس بدن پر گھوڑے دوڑاویں اور اوس لاش بے سر کوں پامال سم اسپاں کریں۔ جوں شیر نے یہ بات سونی، اوٹہا اور فضہ کے ساتہہ ہو قتل گاہ میں پہونچا اور ہاتہہ اپنا امام مظلوم کے بدن نازنیں پر رکہہ بیٹہا تا کہ صبح ہوئی۔ لمولفہ

پردۂ ظلمت اوٹہا اور زاغ نے بھیجہ دیا چہپ گیا گرگِ زمیں سشیر فلک پیدا ہوا
تب وو سگ اوس قصد پر جو رات کو دل میں کیا گہوڑوں پر چڑہ کر چلے امید کے میدان کوں ورق ۲۰۶ ب

جوں وہ سگ روسیاہ قتل گاہ میں پہونچے، شیر غرایا۔ عمر نحس نجس وہ حال دیکہہ کہا، اے یارو یہ بلا ہے، آگے نجاؤ۔ اور اس قصد سے باز آ، راہ اپنے لشکر کی لے اس بہید کوں چہپاؤ۔ زید بن ارقم سے روایت ہے کہ ایک دن ابن زیاد ملعون نے کہا کہ سر حسین کوں نیزے پر رکہہ کوفے کے بازاروں اور محلوں میں پہراویں۔ آہ، تب ملعون پہرانے لگے۔ میں اوس وقت اپنے گہر ایک دریچے میں بیٹہا تہا، یکایک آواز ایک شور کی میرے کان میں آئی، دریچے سے سر باہر نکال دیکہا کہ ایک ہجوم عام ہے۔ درمیان اوس کے بہت سر نیزوں پر اور ان میں ایک سر مانند آفتاب منور، جوں وہ

سر نزدیک دریچے کے پہونچا' روشنی اوس کی سے کہڑکی تمام روشن ہوگئی۔ دیکہتا ہوں کہ ہونٹ ورق ۲۰۷ الف
اوس سر کے ہلتے۔ جوں کان دہر سونا' سورہ کہف تلاوت کرے ہے اور اس آیہ پر پہونچا' ام
حسبت ان اصحاب الکہف والرقیم کانوا من ایاتنا عجب اوس ہیبت سے بال میرے بدن پر کہڑے
ہوے۔ جب خوب نہہا دیکہا تو سر امام حسین ہے۔ میں رو کر کہا' اے فرزند رسول خدا' سچ ہے کہ امیر تیرا اصحاب
کہف سے عجب تر ہے۔ لیکن واویلا' جس وقت سر اوس امام مظلوم کا درخت سے لٹکائے یہ آیہ سب سونے
کہ وہ سر پڑہتا تہا سیعلموا الذین ظلموا ای منقلب ینقلبون یعنی شتاب جانیں گے ظالم کہ بازگشت
ان کا کہاں ہے۔

لیکن سید ابن طاوس' ابن طبعہ سے روایت کرے ہے کہ میں خانہ کعبہ میں طواف کرتا تہا' ناگاہ
ایک شخص کوں دیکہا کہ دعا مانگتا' خدایا مجہے بخش لیکن جانتا ہوں کہ نہ بخشے گا۔ میں کہا' اے بندۂ خدا ورق ۲۰۷ ب
ڈر اور خدا سے ایسی باتیں نہ کر کیونکہ اگر گناہ تیرے منہہ کی بوندوں اور درختوں کے پاتوں برابر ہو ویں
تو بہی خدا سے بخشش طلب کیجیے کہ وہ مہربان اور بخشنے والا ہے، لاتقنطوا من رحمۃ اللہ تعالی'
یعنی ناامید نہ ہوجیے رحمت خدا تعالی سے۔ تب اوس شخص نے کہا' آ کہ میں قصہ اپنا تجہ آگے نقل
کروں۔ مجہے ایک گوشے میں لیجا کہا' میں درمیان اون پچاس آدمیوں کے تہا کہ نگہبان تہے سر
امام حسین کے' جب کہ لے جاتے تہے ملک شام کوں۔ اور ہر رات اوس صندوق کوں کہ جس میں وہ
سر تہا' درمیان رکہتے اور شراب پیوتے۔ ایک رات سبہوں نے شراب پی اور میں نہ پی۔ جوں وہ
سب موئے' ایک آواز مہیب آسمان سے آئی کہ ہرگز ویسی آواز نہ سونی تہی اور شور گرجنے اور
بجلی کا سا اوٹہا۔ پہر ایک اور آواز آئی' کہ محمد مصطفی آتے' یکایک دیکہا کہ دروازے آسمان کے ورق ۲۰۸ الف
کہولے اور آواز گہوڑوں کے سموں اور ہتہیاروں کے کہڑکنے کی میرے کان میں آئی اور حضرت آدم و
نوح و ابراہیم و اسمعیل و اسحق اور حضرت پیغمبر آخرالزماں صلوات اللہ علیہ وعلیہم اجمعین اور جبرئیل و
میکائیکل و اسرافیل و ملائیکہ مقربین اترے۔ جبرئیل نے صندوق پاس آ' سر حسین مظلوم کا نکال' چوم
چہاتی سوں لگا' رویا اور سب پیغمبر اوس سر کوں چومتے تہے اور رو رو پرسہ رسول خدا کوں دیتے
تہے اور رسول خدا زار زار رو فرماتے تہے' دیکہو میرے بچوں سے اور میرے نور دیدہ سے کیا کیے۔
تب جبرئیل کہا' یا رسول اللہ حق تعالی نے مجہے مقرر کیا کہ تیری اطاعت کروں۔ پس اگر حکم ہوئے

اس امت جفا کار پر زمین کوں لرزے میں لا، اولٹ دوں، مانند قوم لوط کے۔ حضرتؐ فرمائے، نہ اے اخی، چاہتا ہوں کہ قیامت میں ان سے دشمنی کروں۔ پہر حضرتؐ سمیت فرشتوں کے حسین مظلوم پر نماز پڑہ صلواۃ بہیجے۔ یکایک ایک گروہ ملائیکہ اور نازل ہو کہے، یا رسول اللہؐ حق تعالیٰ نے حکم کیا کہ ان پچاس ملعونوں کوں سزا دیں۔ فرمائے جس حکم پر کہ آئے بجالاؤ۔ آگ کے گرز فرشتوں ہاتہہ تہے جس پر مارے آگ لگی اور جل گئے۔ پہر اون میں سے ایک نے قصد میرا کیا۔ میں پوکارا، الامان الامان یا رسول اللہؐ۔ حضرتؐ فرمائے جا کہ خدا تجہے نہ بخشے گا۔ جوں صبح ہوئی دیکہا کہ سب رفیق میرے راکہہ ہو گئے۔ ورق ۲۰۸ ب

اور قطب راوندی اپنے چچا سے روایت کرے ہے کہ مکہ معظمہ میں دیکہا مینے ایک شخص کوں، اون لوگوں سے کہ امام مظلوم کے سر ساتہہ شام لگ گیا تہا۔ کہا بند اون نے راہ میں ایک عبادت خانہ یہود لگ پہونچے اور سر مبارک نیزے ہی پر تہا۔ ہم سب گرداگرد اوس سر کی نگہبانی کرتے تہے ورق ۲۰۹ الف
اور شراب پیوتے تہے۔ یکایک ایک ہاتہہ ظاہر ہوا۔ قلم فولاد دیا ہی لوہو سے ایک شعر اس مضمون کا لکہا، آیا امید رکہتے وہ لوگ کہ حسین کوں شہید کئے، شفاعت اوس کے دادا کی سے قیامت میں۔ ہم سب ڈرے اور دوڑے اور دوڑے کہ اوس ہاتہہ کوں پکڑیں، غایب ہوا۔ جوں پہر اپنے کام میں مشغول ہوئے وہ ہاتہہ نکلا اور ایک بیت اس مضمون سے لکہا، قسم خدا کی بخشانے والا اون کا روز قیامت کوئی نہ ہووے گا اور ہمیشہ داخل رہیں گے دوزخ میں۔ ایک ہم میں سے پہر دوڑا کہ اوس ہاتہہ کوں پکڑے پہر غایب ہوا۔ جوں وہ بیٹہا پہر ظاہر ہوا اور ایک شعر اس مضمون کا لکہا، تحقیق جو کہ مارے حسین کوں ظلم سے نافرمانی کئے، کتاب خدا اور خدا کی۔ تب سردارؓ اون ورق ۲۰۹ ب
یہودوں کا کہ اوسے راہب کہتے ہیں دیکہا کہ نور اوس سر سے آسمان لگ بلند ہوا، تب وہ اوس لشکر بدبخت اثر سے پوچہا، کہاں سے آتے، کہے عراق سے، حسین سے لڑنے کوں گئے تہے اور یہ سر اوسی کا ہے کہ یزید پاس لیجاتے۔ راہب کہا، وہ حسین کہ باپ اوس کا تمہارے پیغمبرؐ کے چچا کا بیٹا ہے اور ماں اوس کی بیٹی تمہارے پیغمبرؐ کی۔ بولے کہ ہاں۔ راہب کہا، لعنت خدا تم پر، اگر عیسیٰ کے بیٹا ہوتا، اوسے آنکہوں پر بٹہاتے خوب۔ ایک التماس ہے کہ اپنے سردار سے کہو کہ دس ہزار درم باپ کی میراث سے مجہے پہونچے ہیں، مجہ سے لیوے اور سر اس سردار کا مجہے دیوے کہ آج

رات مجھ پاس رہے اور وقت کوچ کے مجھ سے لیوے۔ اونہوں نے عمر نحس کوں کہا۔ اوس نجس نے کہا،
پیسے لو اور سر دو۔ تب راہب نے دو تھیلے کہ اوس میں دس ہزار درم تھے اوپر سے دیئے۔ عمر لعین ورق ۲۱۰ الف
نے پرکھوا اور مہر کر خزانچی کوں سونپ۔ سر سرور کا اوس نیک اختر کوں دیا۔ راہب اوس سر کوں
لے اپنے عبادت خانے میں گیا۔ وہ گھر اوس سر کے نور سے روشن ہوا و نہیں ہاتف پوکارا کہ خوشا
حال تیرا اور اوس کا کہ حرمت اس بزرگوار کی رکھی۔ تب راہب نے۔ لمولفہ۔

اوس سر پاک کوں گلاب سے دہو   مشک و کافور سیتی کر خوشبو
رکھہ کہ اپنے مصلے کے اوپر   یوں کہا آسماں طرف مونہہ کر
کردگارا بحق عیسیٰ کر   حکم جو مجھ سے بولے اب یہ سر

بنا یک وہ سر بولا کہ اے راہب کیا چاہتا ہے۔ راہب کہا توں کون ہے، فرمایا کہ میں ہوں
فرزند محمد مصطفیٰ صلعم کا اور میں ہوں دلبند مرتضیٰ کا، میں ہوں نور دیدۂ فاطمہ الزہرا اور میں ہوں شہید کربلا
میں ہوں تشنہ لب، خستہ جگر اور میں ہوں مظلوم بے سر و بے پر، لمولفہ۔ ورق ۲۱۰ ب

میں ہوں بیکس میں ہوں بے بس میں ہوں پردیسی بے وطن
میں ہوں بے گھر میں ہوں بے سر میں ہوں بے پر بے محن
میں شہید و میں غریب و میں یتیم و میں یسیر
بے برادر بے پدر بے جد و ماں تشنہ دہن
میں ہوں اب بے مونس و غمخوار و بے یار و رفیق
میں ہوں بے گور و گڑہا اور بے کفن اور بے دفن

راہب جوں وہ کلام جاں سوز سونا، روتے روتے بے ہوش ہو، پھر ہوش میں آ، مونہہ اپنا
اوس مونہہ پر رکھہ بولا، یہ مونہہ اٹھا دوں جب لگ نہ کہے توں کہ میں روز قیامت شفیع تیرا ہوں۔
تب سید الشہدا کے سر سے آواز آئی کہ میرے دادا کے دین میں آ، تا شفیع تیرا ہوں روز جزا۔
راہب کہا اشہد ان لا الہ الا اللہ و اشہد ان محمد الرسول اللہ۔ پس امام مظلوم کے سر نے شفاعت
اوس کی قبول کی۔ لیکن جب صبح ہوئی ملاعین وہ سر راہب سے مانگے۔ راہب کہا، چاہتا ہوں کہ ورق ۲۱۱ الف
تمہارے سردار سے ایک بات کہوں۔ عمر ملعون آیا اور راہب سے کہا، تجھے قسم خدا اور قسم اس سر کے

دادا محمد مصطفیٰ کہ اب سے سر کوں صندوق میں رکہہ لے جائیو اور پہیر بے حرمتی اس کی نہ کیجیو۔ عمر لعین
قبولا، پر وفا نہ کیا۔ لیکن راہب نے سر اوسے دے اور اوپر سے اتر، سر بصحرا نکل گیا اور پہاڑوں
جنگلوں میں عبادت حق تعالیٰ کرتا رہا، تا کہ برحمت الٰہی واصل ہوا۔ لیکن جب عمر لعین دمشق میں پہونچا
خزانچی سے وہ پیسے کہ راہب سے لیا تہا، منگا دو نو تہیلیوں پر مہر اپنی دیکہہ کہولا۔ دیکہا کہ تمام
اشرفیاں ٹہیکریاں ہوگئیں اور ایک طرف نقش ہوا ہے لا یحسبن اللہ غافلا عما یعمل الظالمون۔
یعنی گمان نکر خدا غافل ہے اوس سے جو کچہہ کہ ظالم کرتے ہیں اور دوسری طرف نقش ہے سیعلم
الذین ظلموا ای منقلب ینقلبون۔ یعنی شتاب جانیں گے ظالم کہ بازگشت ان کا کہاں ہے تب ٭ورق ۲۱۱ ب
عمر ملعون نے کہا، انا للہ وانا الیہ راجعون، بدبخت دنیا کا اور عقبیٰ کا ہوا۔ پہر کہا اون ٹہیکریوں کوں
پانی میں دیں بہا۔

اور ملاں محمد باقر مجلسی لکہتے ہیں کہ بہت کتب معتبرہ میں مسلم گچکار سے روایت ہے کہ میں ایک
دن ابن زیاد ملعون کے گہر کچہہ کام میں تہا، ناگاہ ایک شور وفغاں اطراف کوفہ سے بلند ہوا۔ ایک
غلام اوس ملعون کا مجہ پاس کہڑا تہا، میں اوسی سے پوچہا، یہ کیا شور ہے۔ کہا ایک شخص نے یزید
پر خروج کیا تہا اور لشکر ابن زیاد اون پر گیا تہا، آج سر اوس کا آتا ہے۔ میں پوچہا کہ وہ کون تہا،
کہا حسین بن علی۔ میں اوس غلام کے ڈر سے چپ رہا۔ جب وہ گیا ایسا طمانچہ مینے اپنے مونہہ پر
مارا، نزدیک تہا کہ آنکہہ نکل پڑے اور وہاں سے دروازۂ کوفہ میں آ، دیکہا کہ چالیس اونٹ پیدا ٭ورق ۲۱۲ الف
ہوئے، دیکہتا ہوں کہ اون پر بیٹیاں حضرت فاطمہ الزہرا کی اور نواسیاں رسول خدا کی جاتیاں
اور زار زار روتیاں۔ ناگاہ نظر میری حضرت زین العابدین پر پڑی کہ ننگے اونٹ پر سوار اور نہایت
بیمار زخمی بے شمار اور روتا جوں ابر بہار، لوہو بدن سے جاری اور گلے میں طوق بہاری ضعف
سے مثل بید کانپتا اور یہ حرف پر درد رو رو کہتا، اے بدترین امتان خدا تمہیں خیر نہ دیوے کہ
تم نے ہمارے دادے کی رعایت خوب ہمارے حق میں کی اور بعد اوس کے خوب ہمیں آبرو دی۔
قیامت میں ہم تم اوس پاس جمع ہوئینگے، کیا جواب دوگے۔ ہمیں ان ننگی پیٹہہ اونٹوں پر سوار کئے
اور قید میں لے چلے، گویا ہم ہرگز تمہارے دین کے کام نہ آئے تہے۔ حیف تم پر کہ نہیں جانتے کہ
رسول خدا میرا دادا ہے۔ پس لوگ کوفے کے اہل بیت پر ترس کہا روٹی جو کی اور خرما دیتے تہے ٭ورق ۲۱۲ ب

ام کلثوم نے کلکلا کہا، اے اہل کوفہ تصدق ہم اہل بیت پر حرام ہے اور وہ خرمے روٹیاں بچوں کے ہاتھوں سے چھنا زمین میں پھینکے اور زار زار روئی۔ اتنے میں دیکھا میں کہ سر سب شہیدوں کے نیزوں پر پیدا ہوے۔ ان میں سے ایک سر نہایت حسن وصفا میں شبیہہ رسول خدا تہا اور اثر خضاب کا اوس داڑہی پر ظاہر تہا۔ جوں زینب کی نظر اوس سر پر پڑی، سر اپنا کجاوے کی لکڑی پر دے ماری کہ پہٹ گیا اور لوہو جاری ہوا، بے اختیار آہ ماری اور چلا پوکاری، اے چاند آسمان امامت کے، روسیاہوں کے ظلم سے گہنایا تو اور آفتاب سپہر خلافت کے لوہو کے اہلے میں مونہہ اپنا چھوپایا۔ اے برادر مہربان مجہ رانڈ بہن کی خبر لے اور اے مشفق قدردان، اس ورق ۲۱۳ الف
کہولے سر کوں چادر دے، نامحرموں سے اپنی بہن کوں چھوپایا اوس کے سر پر ایک کپڑا گزی کا اوڑہا۔ لمولفہ

اے اخی خواہر تیری بے پر ہوئی — بے وسیلہ بے وطن بے گہر ہوئی
سر کہولا ہے ڈہانکنے کچہہ نہیں — تجہہ بنا بے چادر و آدر ہوئی
دیکہہ نہیں سکتی تیرا سر نیزہ پر — یہ مصیبت کیوں نہ مجہ ہی پر ہوئی

اے بہائی اپنی سکینہ اور فاطمہ کی دلداری کر کہ اون کے دہوپ میں جل گئے تیور، اے بہائی اپنے زین العابدین سے پیارے کی خبر لے اور اوس بیمار کوں دوا دے کیونکہ وہ ایک تو بیمار ہے اور دوسرے پیٹہہ اوس کی زخمی بیشمار ہے، دل اوس کا پیاس سے جلا اور سر اوس کا ظلم سے کہولا۔ زینب کی ان باتوں سے آگ حسرت کی پری سے ثریا تک پہونچی اور رو لوہو کی سب سننے والوں کی آنکہوں سے بہی۔ تب حضرت زین العابدین فرمائے کہ اے پہوپہی صاحب ورق ۲۱۳ ب
بس کرو بس کرو، بحمد اللہ عاقل و دانا ہو اور جانتی ہو کہ بعد مصیبت رونا و بے قراری کچہہ فایدہ نہیں بخشتا۔

ایضاً ملاں محمد باقر مجلسی، احمد ابن ابی طالب سے روایت کرتے کہ ابن زیاد ملعون مسجد میں منبر پر جا، کہا، الحمد للہ کہ حق تعالیٰ نے اہل حق کوں غالب کر، یزید اور اوس کے تابعوں کی مدد کی اور کذاب بیٹے کذاب یعنی حسین بن علی کوں مارا۔ خاک اوس ملعون کے مونہہ میں۔ ایک شیعیان علی سے عفیف ازوی نام طیش کہا، کہا اے ملعون کذاب پسر کذاب تو اور وہ کوئی

کہ جن نے تجھے والی کیا۔

راوی لکھے ہے کہ جب شمر بے حیا اہل بیت سید الشہداء کوں سر و پا برہنہ شتران بے کجاوہ پر
اور آگے آگے نیزوں پر سر دہر شام کوں چلا اور منزل بحران میں پہونچا' ایک یہودی یحییٰ بحرانی *ورق ۲۱۴ الف
نام اوس شہر سے لشکر کے استقبال کوں نکلا۔ ناگاہ آنکہہ اوس کی امام مظلوم کے سر پر پڑی اور سونا
کہ وہ سر یہ آیہ قران تلاوت کرتا' وسیعلم الذین ظلموا ای منقلب ینقلبون۔ یحییٰ تعجب میں آپوچھا کہ
یہ سر کس کا ہے۔ ملعون کہے حسین بن علی کا۔ پوچھا کہ اس کی ماں کا کیا نام ہے، کہے کہ فاطمہ بنت محمدؐ۔
یحییٰ کہا اگر دین اس کے جد کا برحق نہ ہوتا یہ معجزہ اس سے ظہور میں نہ آتا۔ پہر کلمہ شہادت پڑہ مسلمان
ہوا اور مندیل مصری اپنے سر سے اتار ٹکڑے ٹکڑے کر اہل بیت کوں بانٹا کہ اون بے کسوں نے
اپنا اپنا سر اور مونہہ اوس وسیلے سے ڈہانکا۔ پہر یحییٰ جامہ خز کہ پہنے ہوے تہا ہزاروں درم سے'
حضرت زین العابدین کی نذر کیا۔ آہ ظالم بے دین یحییٰ کوں گہڑک کہے، یہ کیا کرے ہے، یزید *ورق ۲۱۴ ب
کے دشمنوں کی حمایت کرتا۔ ان قیدیوں کے پاس سے دور ہو۔ یہ کہہ اہلبیت کے سروں سے وہ
وسیلے کہ یحییٰ اپنا چیرا پہاڑ دیا تہا' اور دو کہیاریاں اون سے سر ڈہانکیں تہیں، چہنا لیے اور
وہ جامہ و درم لوٹ لیے تب یحییٰ ذوق محبت سے شمشیر اینچا اور اون ملعونوں پر حملہ کر اور پانچ
ملعونوں کو جہنم پہنچا آخر کار آپ بہی شہید ہوا۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔

یہ فصل تیسری ہے دہم کی بہ سامعان   ہر حرف جس کا گویا برچھیوں کی بھال ہے

روایت ہے کہ جب لشکر بدبخت اشر کوفیان بیوفاے بے حیا بمعہ اسیران کربلا اور سرہاے از تن جدا دمشق کوں یزید پلید پاس جاتا تہا، ہر منزل و ہر مکان میں عجایب معجزات بینات ورق ۲۱۵ الف
برکت سر مطہر حضرت امام حسین علیہ السلام کے سے ظاہر ہوتے تہے اور ملعون سنگ دل وہ معجزے دیکہہ دیکہہ ڈرتے لیکن اپنی شرارت سے باز نہ آتے تہے۔ تاکہ نزدیک شہر موصل پہونچے اور وہاں کے حاکم کوں کہلا بہیجے کہ ہمارے استقبال کوں باہر آ۔ اور طبقہاے زر و سیم و جواہر لا، ہم پر نثار کر، اور ہمارے آنے سے اپنے شہر میں افتخار کر، کہ سر حسین بن علی اور اوس کے خویش و اقرباوں کے سر ہمارے ساتہہ ہیں۔ وہاں کے حاکم نے کہا زنہار کہ یہ فضیحت نہ قبول کروں کہ سر امام حسین کا اپنے شہر میں لا، آنکہہ بہر دیکہوں۔ گہاس دانا اون کوں اور پانی باہر ہی بہیج، کہلا بہیجا، آنا
تمہارا اس شہر میں مصلحت نہیں۔ پس شمر لعین، کوس دو تین ایک اوس شہر سے دور اترا اور وہاں ورق ۲۱۵ ب
سر امام ہمام کا ایک پتہر پر رکہا۔ قضا سے ایک قطرہ لوہو کا سر مبارک سے اوس پتہر پر چوا۔ ہر سال روز عاشورا لوہو اوس پتہر سے جوش کہاتا اور اوس بستی کے لوگ وہاں جمع ہو، ماتم امام حاتم کا کرتے۔

او ملک روم کی طرف ایک پہاڑ میں ایک پتہر بصورت شیر قدرت سے بنا ہے۔ ہر سال روز عاشورا اوس پتہر کے شیر کی آنکہوں سے پانی جاری ہوتا اور وہاں کی بستی کے لوگ جمع ہو ماتم امام غریب کرتے اور وہ پانی بجاے تبرک لے جاتے۔

اون پیاسوں کے لئے روتے پہاڑ اور پتہر   آدمی گر نہ رووے پتہروں سے ہے بتر

پس اے محبان و اے موالیانِ حسین، حسین مظلوم کی مصیبتوں پر رونے سے دریغ نہ کرو
کہ یہ رونا تمہارا ضائع نہوے گا۔ ورق ۲۱۶ الف

القصہ جب لشکر بشہر نصیبین پہونچا، وہاں کے حاکم کوں کہلا بہیجا کہ شہر کوں آئینہ بندی کرے اور بازاروں کوں آراستہ کر بناوے۔ اون نے وو ہیں تیار کیا۔ جوں لشکر شہر میں داخل ہوا، قہر و غضب الہی سے ایسی بجلی پڑی کہ آدہا شہر جل گیا۔ وہاں سے شہر حلب میں آئے، اوس کے نزدیک ایک

قلعہ تہا۔ نہایت مضبوط، نام اوس کا معمورہ تہا اور وہاں ایک کوتوال تہا عزیز بن ہارون نام۔ لوگ
اوس قلعہ کے تمام یہود تہے اور کسب سب کا کپڑۂ حریر بنانا تہا کہ ملک بملک وہ کپڑا بناز کی و خوبی
مشہور تہا۔ جب یہ لشکر وہاں پہونچا، ایک پہاڑ دیکہا کہ وہاں پانی اور گہاس بہت ہے، وہیں اترا۔
جب رات ہوئی، شہر بانو کے ساتہہ ایک لونڈی تہی، نہایت صاحب جمال، شیریں نام، شہر بانو پاس ٭ ورق ۲۱۶ ب
آ، روئی اور اوس رونے کا سبب یہ تہا کہ جب شہر بانو مدینہ میں آئی سو لونڈی ساتہہ تہی۔ جس رات
کہ حضرت امام حسین کی خدمت میں مشرف ہوئی، پچاس لونڈی آزاد کئی اور جس دن کہ حضرت زین العابدین
متولد ہوئے اور چالیس لونڈیوں کوں خط آزادی دیئی، دس لونڈیاں خدمت میں رہیں تہیں، اون
میں یہ ایک شیریں تہی۔ نہایت حسن و جمال میں یگانۂ زمانہ۔ ایک دن بانو اور حضرت بیٹہے تہے کہ
شیریں آئی، حضرت اوس طرف دیکہہ ازراہ مطایبہ فرمائے، اے بانو، شیریں عجب صورت شیریں
رکہتی۔ شہر بانو جانیں کہ شاید حضرت کوں پسند آئی، کہیں، یا ابن رسول اللہ ﷺ مینے تمہیں بخشی۔ حضرت ٭ ورق ۲۱۷ الف
جانے کہ شہر بانو کچہہ سمجہیں، فرمائے کہ میں لے آزاد کیا۔ وہیں شہر بانو اوٹہیں اور ایک خلعت قیمتی کہ
جس میں جواہر لگا تہا شیریں کو پہنائیں۔ حضرت فرمائے کہ اے بانو تم نے اتنی لونڈیاں آزاد کیں
ایسے کپڑے کسو کوں نہ پہنائے۔ شہر بانو کہیں، اے سید، وہ میں نے آزاد کئیں تہیں اور اسے حضرت
نے آزاد کیا۔ پس ان میں اور اس میں فرق چاہیئے۔ حضرت خوش ہو، شہر بانو کے حق دعا کئے اور شیریں
ہمیشہ شہر بانو پاس رہتی تہی۔ تا کہ اوس رات کہ پہاڑ تلے اترے تہے۔ شہر بانو کا حال دیکہہ شیریں کوں
رونا آیا کہ ایک تا بانو کے بدن پر نہ تہا اور وہ خلعت مرصع یاد آئی کہ امام کے آزاد کرنے میں پہنائی
تہی۔ آہ مار روئی اور شہر بانو سے رخصت مانگی کہ اس گانوں میں جاؤں۔ شیریں نے چاہا کہ کچہہ ایک زیور
اوس پاس چہوپا رہ گیا تہا، یعنی وہاں جا، اوس زیور کو بیچ کچہہ ایک کپڑا خرید کر شہر بانو لئے لاؤں۔ لیکن ٭ ورق ۲۱۷ ب
جب وہ رخصت مانگی، بانو کہیں توں آزاد ہے، جہاں چاہے جا۔ شیریں پہاڑ پر گئی۔ دروازہ قلعہ کا بند
تہا۔ ٹہک ٹہکائی۔ وہی کوتوال عزیز بن ہارون خواب میں شیریں کا آنا دیکہہ دروازے پیچہے انتظار کرتا
تہا۔ جوں آواز دروازے کی سونا بولا کہ شیریں ہے، کہی ہاں، دروازہ کہولا اور اپنے گہر میں لے جا، بوقار
تمام بٹہایا۔ شیریں کہی کہ توں میرا نام کیونکر جانا۔ عزیز کہا کہ میں سرشار سوگیا تہا دیکہتا ہوں کہ موسیٰ اور ہارون
سرپاؤں ننگے روتے اور بلبلاتے نہایت ماتم زدہ اور مصیبت رسیدہ ہیں۔ میں کہا، اے مقربان خدا تمہارا

ورق ۲۱۸ الف یہ کیا حال ہے اور آنکھہ تمہاری کیوں آنسوؤں سے مالا مال۔ کہے کیا تو نہیں جانتا کہ امت بے حیا فرزند محمد مصطفیٰ کوں مارے اور سر اوس کا اوس کی اہل بیت سمیت شام کوں لے جاتے۔ آج رات اس پہاڑ تلے اوترے ہیں۔ ییں کہا، تم محمدؐ کوں پہچانتے اور اعتقاد اوس پر رکہتے، کہے اے عزیز، کیونکر نہ پہچانیں، پیغمبر برحق ہے۔ ہم اوس پر ایمان لائے۔ جو کوئی اوسے دوست نہ رکہے جاگہہ اوس کی دوزخ ہے۔ توں جا اور دروازے پیچھے بیٹھہ، ایک لونڈی شیریں نام، آزاد کی ہوئی حسین علیہ السلام کی آویگی۔ متابعت اوس کی کر اور اوس ہاتہہ مسلمان ہو کہ وہ جورو تیری ہوئیگی اور جب امام حسین علیہ السلام کے سر پاس جاوے، سلام ہمارا اوس سر کوں پہونچائیو کہ اوس سرے جواب سلام سونے گا۔ میں چونک دروانے پر آیا اور تجہے دیکھا اس سبب
ورق ۲۱۸ ب جانا کہ نام تیرا شیریں ہے۔ پس میری حلالہ ہو۔ شیریں کہی، بشرطیکہ مسلمان ہووے اور شہر بانو رخصت دیوے۔ شیریں وہاں سے پہری اور تمام حقیقت بانو سے عرض کی۔ شہر بانو تعجب کر، وہ احوال امام مظلوم کی بہنوں، بیٹیوں سے کہی۔ لیکن جب صبح ہوئی، عزیز آیا اور ہزار درم نگہبانوں کوں رشوۃ دی۔ اہل بیت پاس گیا اور ہر ایک خاتون لئے کپڑے اور اوڑہنے قیمتی لا گذرانا اور ہزار دینار حضرت زین العابدین کی نذر کر مسلمان ہوا۔ پہر سید الشہدا کے سر پاس جا کہا، اے سید، سلام موسیٰ و ہارون تجہ لئے لایا۔ سر مبارک سے آواز آئی کہ سلام خدا اون پر ہوجیو۔ تب عزیز کہا کہ اے سرور کچہہ خدمت فرما۔ سر مبارک فرمایا، جو خدمت کہ
ورق ۲۱۹ الف لایق تہی، سو بجا لایا کہ اسلام قبول کیا۔ خدا اور رسولؐ خدا تجہ سے راضی ہووے اور میری اہل بیت کے حق احسان کیا۔ باپ بہائی اور ماں میری اور میں تجہ سے راضی ہوا سلام اون پیغمبروں کا مجہ پاس لایا۔ روز قیامت ہم اہل بیت ساتہہ محشور ہوئے گا۔ تب حضرت شہر بانو شیریں سے کہی اگر میری رضامندی چاہتی، پس عزیز کوں اپنی شوہری میں قبول کر۔ تب شیریں عزیز کے نکاح میں آئی۔ اور سب لوگ قلعہ کے مسلمان ہوئے۔

اور اسمٰعیل مورخ، ابو الخندق سے روایت کرے ہے کہ ہر رات پچاس آدمی سر امام مظلوم کے نگہبان رہتے تہے۔ ایک رات میں بہی اون میں تہا۔ نگہبان سو گئے تہے اور میں جاگتا تہا کہ ایک مرتبہ آسمان سے ایسی آواز آئی کہ جہان زیر و زبر ہووے۔ ناگاہ ایک مرد، سفید لباس نورانی بلند قد گندم رنگ
ورق ۲۱۹ ب آسمان سے اترا اور سر اپنا کہول، حسین مظلوم کا سر صندوق سے نکال، چوما اور مونہہ اوس مونہہ پر رکھہ زار زار رویا۔ میں اوٹہا کہ وہ سر اوس سے چہناؤں۔ جوں قدم آگے دہرا، ایک آواز آئی کہ دور ہو اور

بے ادبی نہ کر، آگے نہ جا، کہ یہ آدم صفی اللہ ہے کہ فرزندِ مصطفیٰ کے ماتم کوں آیا۔ یکایک ایک شور اور پیدا ہوا کہ نوح نبی آئے، پھر ابراہیم و اسمٰعیل و اسحٰق آئے، پھر رسول خداؐ اور علی مرتضیٰ، حمزہ و جعفر طیار سر کھولے ہوئے اترے اور ایک ایک اوس سر کوں تعظیم سے اوٹھا روئے۔ پھر ایک کرسی بچھی کہ اوس پر رسول خداؐ بیٹھے اور گرداگرد تمام پیغمبر زمین پر بیٹھے۔ پھر ایک فرشتہ اترا، ایک ہاتھہ میں شمشیر اور ایک ہاتھہ میں گرز آگ کا، ہاتھہ میرا پکڑا اور میں پوکارا، یا رسول اللہ، میں دوستدار اس گھرانے کا ہوں اور یہ قوم مجھے زور آوری لائی۔ اوس فرشتہ نے ایک طماچا میرے موتہہ پر مارا کہ آدھا موتہہ کالا ہوگیا، اور میں بےہوش ٭ ورق ۲۲۰ الف
ہوا، تاکہ صبح ہوئی۔ ہوش میں آ، دیکھا کہ اون نگھبانوں سے کوئی نہیں اور صندوق کے گرد تودے راکھہ کے ہوگئے۔ راوی لکھے ہے کہ شمر لعین نے ابوالخندق کوں بولا، دیکھا کہ آدھا موتہہ کالا ہوگیا۔ احوال پوچھا۔ ابوالخندق نے جو کچھہ کہ دیکھا تھا سب کہا اور ایک آہ بھر مرگیا۔ سبھوں نے جو نجھا کر دیکھا کلیجا اوس کا پھٹ۔ تمام لشکر ڈرا اور اپنے آنے سے پشیمان ہوا۔ لیکن بغیر کوچ کے کچھہ علاج نہ دیکھا۔

پھر کئے اپنے سفر کا وہ ساز   جانے خاطر کئے جلدی آغاز

اور ابوسعید دمشقی روایت کرے ہے کہ میں اون ساتھہ تھا کہ سر امام مظلوم کا دمشق کوں لیجاتے تھے۔ ناگاہ خبر ہوئی کہ میسب بن قعقاع نے لشکر جمع کیا، چاہتا کہ شبخون مارے اور سب سر چھینا لیوے۔ ٭ ورق ۲۲۰ ب
سردار اوس لشکر ملعون کے حیران ہو، ایک منزل میں پہونچے کہ وہاں ایک عبادت خانہ موسائیوں کا تھا کہ اوسے دیر کہتے ہیں۔ ملعون کہے، اس دیر کوں پناہ کریں تاکہ شبخون سے امن میں رہیں۔ شمر لعین نے اوس دیر کے دروازے پر آ، نعرہ مارا ایک بوڈھا کہ سردار وہاں کا تھا، اوپر سے دیکھا کہ ایک لشکر کھڑا ہے۔ پوچھا تم کون ہو۔ شمر کہا، ہم نوکر ابن زیاد کے، کوفے سے دمشق کوں جاتے۔ کہا کس واسطے۔ شمر بولا، عراق میں ایک شخص یزید سے باغی ہوا تھا، اوس پر گئے تھے۔ اب اوسے، اوس کے رفیقوں اور فرزندوں سمیت مار، سب سر کاٹ، اوس کی عورتوں کوں قید کر لائے اور یزید پاس لے چلے۔ بوڈھا جو نظر کر دیکھا، بہت سر نیزوں پر ہیں۔ پوچھا کہ سر سردار کا کونسا ہے۔ شمر لعین نے اشارت امام کے سر طرف ٭ ورق ۲۲۱ الف
کی۔ بوڈھا اوس سر کوں دیکھہ ڈرا اور پوچھا، یہاں کیوں آئے۔ شمر کہا، ایک نے لشکر جمع کیا کہ ہم پر شبخون مارے اور یہ سر چھیناوے۔ پس چاہتے کہ آج رات اس دیر میں پناہ لاویں کہ شبخون سے امن پاویں بوڈھا کہا، لشکر تمہارا بہت ہے، یہاں نہ سماوے۔ ان عورتوں اور سروں کوں دیر میں لاؤ اور تم اس

دیر کے گرد آگ سولگا جاگتے خبردار ہو۔ شمر کہا بہتر۔ پس سر امام مظلوم کا صندوق میں رکھہ قفل مضبوط دے، کئی مردودوں کوں کہا کہ ساتہہ صندوق کے جاؤ اور رات رہو، کوئی قبول نہ کیا۔ کیونکہ کئی مرتبہ چوکیدار جل گئے تہے اور حال ابوالخندق کا بہی دیکہہ ڈرے تہے۔ اتنا کیے کہ صندوق کوں دیر میں لا، ایک گہر میں رکہہ دروازہ مضبوط کر قفل بہاری دیے،٭ پہر باہر آ، حضرت زین العابدین اور اہل حرم کوں اندر ٭ ورق ۲۲۱ ب
لائے۔ اوس بوڈہے نے سب کوں اچہی جگہہ اتارا۔ اور جہاں کہ صندوق سر مبارک تہا، گرد اوس گہر کے پہرنے لگا۔ چاہتا تہا کہ اوس سر کوں نزدیک سے دیکہے۔ ناگاہ وہ گہر بے شمع وچراغ روشن ہوا۔ وہ کہا یہ روشنی کہاں کی ہے۔ اوس گہر پاس ایک اور گہر تہا کہ سوراخ رکہتا تہا۔ جہانک دیکہا کہ ہر ساعت وہ روشنی زیادہ ہوتی۔ تا بحدے کہ تاب دیکہنے کی نہ رہی اور غلبۂ نور سے چہت اوس گہر کی پہاٹی، ایک انباری نازل ہوئی اوس میں سے ایک بی بی جوں آفتاب تاباں باہر آئی اور لونڈیاں بہت سی کہ نہ دنیا کی لونڈیوں مانند، آگے آگے طرقوا طرقوا یعنی بڑے جاؤ، بڑہے جاؤ، بولتیں تہیں کہ ماں تمام آدمیوں کی حضرت حوا آئتیں اور اوسی دستور٭ حضرت سارہ محل حضرت ابراہیم کا اور ماں حضرت اسحق کی، ہاجرہ ٭ ورق ۲۲۲ الف
ماں اسمٰعیل کی، راحیل ماں حضرت یوسف کی، صفورہ بیٹی حضرت شعیب کی، کلثم بہن حضرت موسی کی، آسیہ جورو فرعون کی، مریم ماں عیسیٰ کی اتریں۔ پہر ایک شور اوٹہا اور ایک اور انباری اوتری اوس میں خدیجہ کبریٰ اور کوئی کوئی محل رسول صلعم خدا اتر، سر حسین مظلوم کا صندوق سے نکال، زیارت کرتیں تہیں۔ ناگاہ ایک اور شور اوٹہا اور آہ ونالہ کی آواز بلند ہوئی، پہر ایک اور انباری نورانی ظاہر ہوئی۔ تب ایک نے اوس بوڈہے پر آواز کی کہ سرک اور اس چہید سے مت جہانک کہ خاتون قیامت آوے ہے بوڈہا ڈر سے بیہوش ہوا اور جب ہوش میں ایک پردہ دیکہا کہ کچہہ نظر نہ آتا تہا، لیکن رونا اور بلبلانا اون کا٭ سونتا تہا اور آواز ایک کی اون میں سے آتی تہی کہ رو رو کہے ہے السلام علیک اے مظلوم ماں ٭ ورق ۲۲۲ ب
کے اور اے غریب ماں کے، اے بچارے ماں کے اور اے دوکہیارے ماں کے، اے بیکس ماں کے اور اے بے بس ماں کے، اے نور دیدۂ فاطمہ و اے خوشی سینۂ فاطمہ، غم مت کہا، کہ میں بدلا تیرا تیرے دشمنوں سے لوں اور شعلہ غصے تیرے کا انتقام کے پانی سے بوجہاؤں۔ روایت ہے کہ حضرت فاطمہؑ اوس دن کئی بیتیں اپنے حسین مظلوم کے مرثیہ میں پڑہی کہ شور سب خاتونان پردۂ عصمت سے اوٹہا۔ ترجمہ اون بیتوں کا یہ ہے۔

گر میرے مانند بادل سربسر روتے تمام — کوہ و جنگل آدمی جن سدہ بسر روتے تمام
کاش کے سو آنکھیں رکھتی پوتلی میری آنکھ کی — تا دو دیدے مجہ بچے پر جوش کر روتے تمام
کان رکھتے گر پہاڑ اور سونتے میرا رونا اب — باوجود سنگ دلی اون کے پتھر روتے تمام ٭ ورق ۲۲۳ الف

ہاے حسینی پیارے حسینی گور غریبوں کے بسنے والے
مجہ بنا تجہ پر بیری ور ہو یہ بورے دو کھڑے ہے ہے ڈالے
مجکوں جو تیرے جیونے کے لالے تہے نت بیری سویوں گھر گھالے
تجکوں کہیاے مجکوں بولاے آنکھوں دیکہاے بچّا موا ہے
ہاے حسینی پیارے حسینی چھوڑ عدن تجھے رونے آئی
تجہ پر روتا تجہ غم کرتا میں کسو کوں اب یہاں نہ پائی
ایسا ہوا توں یہاں اب بیکس ور ہوے تجہ پر بیری قصائی
جان تجھے بے وارث و بیکس ذبح کئے اور بوجھے بہلا ہے
ہاے حسینی پیارے حسینی تجہ پر واری میّا دو کھیاری
ایسی بوریموں کوئی نہیں ہے جو کرے اب تیری غمخواری ٭ ورق ۲۲۳ ب
اے ماں واری اے میں ہوں اب جو کروں کچہ تیری خدمتگاری
روؤں تجہ اوپر بیٹوں تجہ اوپر بول لے لالن اماں دوکھیا ہے
ہاے حسینی پیارے حسینی بیٹھی ہوئی جنت کے کنارے
پیٹ تی تہی تجہ بہائی حسن کوں اوس کے جگر کے ٹکڑے لے سارے
نیلہ پیراہن آج لگ اوس کا رکھتی تہی آنکھوں پہ اب تجھے مارے
سو تیرا جامہ خونی اور اوس کا سبز پیراہن جوڑا بنا ہے
ہاے حسینی پیارے حسینی دودہ میرا بیتس جو دہار ہو
اتر تا تہا تجہ حلق میں سو اب وار خنجر دیا بیری بیرو
ہاے حسینی بول ذرا اب اپنی بتہا کہہ ماں سے ٹک تو
تیری بتہا کا سونے والا میرے بنا اب کون رہا ہے

ورق ۲۲۴ الف بوڑھا یہ باتیں اور یہ بین سن بے ہوش ہوا اور جب ہوش میں آیا، اون انباریوں اور اون بی بیوں سے کچھ نشان نپایا۔ اوٹھہ کر وہ قفل کہ اوس گھر پر تھا توڑا اور اندر جا، صندوق کھول، اوس آگے خاک میں لوٹ، بہت رویا، پھر سر مبارک نکال، مشک و گلاب سے دھویا اور اپنے مصلّے پر رکھہ دو شمع روشن کر ادب سے دونو زانو بیٹھہ، اوس سر کوں دیکھنے لگا اور زار زار رو کہا اے سیّد و اے سرور عالم اور اے بہتر و بہتر بنی آدم ایسا گمان کرتا ہوں کہ توں اون لوگوں سے ہے کہ صفت جن کی توریت موسیٰ اور انجیل عیسیٰ میں پڑھا۔ قسم اوس خدا کی کہ تجہ کوں یہ رتبہ دیا، جو مقرب خدا تیری زیارت کوں آتے اور محرم پردۂ عصمت کے تجہ لئے رو رو غم کھاتے۔ فرما کہ توں کون ہے۔ وہیں سر حسین مظلوم کا خدا کے حکم سے بولا، انا مظلوم یعنی
ورق ۲۲۴ ب میں ہوں ستم رسیدہ، وانا مہموم، میں ہوں غم دیدہ۔ وانا مقتول، میں ہوں شمشیر دشمنوں کا مارا ہوا، وانا غریب، میں ہوں گھر بار سے آوارہ ہوا۔

میں اسیر و میں غریب و میں شہید و میں یتیم — بے وسیلہ بے قبیلہ بے رفیق و بے شفیق
بے گناہ و بے پناہ و بے سپاہ و بے کلاہ — بے زبان و بے مکان بے خانما و بے رفیق
میں ہوں بیکس میں ہوں بے بس میں ہوں بے یار و دیار — بے وطن اور بے کفن اور بے دفن غربا طریق

پھر بوڑھے نے کہا، اے سر، اپنے حسب و نسب سے کہہ۔ آہ سر مبارک پھر بولا، انا ابن النبیّ المصطفیٰ، میں ہوں بیٹا پیغمبر برگزیدہ کا، انا ابن الولی المرتضیٰ، میں ہوں بیٹا ولی پسندیدہ کا، انا ابن الفاطمہ الزہرا، میں ہوں بیٹا فاطمہ زکیہ کا، وانا اخ الحسن المجتبیٰ، میں ہوں بھائی حسن غم کشیدہ کا۔

میں ہوں وہ جو میرا نانا مصطفیٰ خیر الوریٰ
ورق ۲۲۵ الف میں ہوں وہ جو میرا بابا ہے علی مرتضیٰ
میں ہوں وہ جو مجہ حسن بھائی، اماں خیر النسا
کیا کروں کس سے کہوں اس گردش دوران کوں
میں ہوں نور چشم حیدر، راحت جان رسولؐ
اور حسن کا لخت دل، آرام زہرائے بتول
میں ہوں مقتول خدا پہ ظالموں ہاتھوں ملول
اور نصیبوں کا لکھا پہونچایا اس عنوان کوں

جوں بوڈھے نے یہ حقیقت سونی وہیں اپنے مریدوں کوں کہ ستر تن تھے بولا سب احوال کہا۔ وہ سب گریبان چاک کر روتے ہوئے باتفاق حضرت زین العابدین پاس آ، اپنی زنار توڑے اور کلمۂ شہادت پڑھ پاؤں حضرت کے چوم، کہے یا ابن رسولؐ اللہ رخصت فرما کہ یہاں سے باہر جا، شبخون اس لشکر بدبخت اُپر ماریں۔ حضرت فرمائے، جزاکم اللہ خیراً۔ یہ ملعون کوئی دن میں سزا اپنی آپ پاویں لیکن جب دن ہوا، اہل بیت (؛ ورق ۲۲۵ ب) کوں بدستور قید کر اور سب سر نیزوں پہ دھر چلے اور شہر عسقلان کوں پہونچے۔ یعقوب عسقلانی کہ امرایان شام سے امام مظلوم کی لڑائی میں حاضر تھا، حکومت اوس شہر کی اوس سے تعلق رکھتی تھی۔ آگے آ، اوس شہر کو آئین بندی کیا۔ گویے راگ شروع کیے اور تماشہ بین دریچیوں میں بیٹھ مجلس شراب تیار کر پیے اور بخوشی تمام سر امام مظلوم، سب سروں سمیت اور اہل بیت عصمت کوں مع زین العابدین باغل وزنجیر شہر میں لائے۔

آہ و واویلا اسیران حسینؑ ؛ (؛ ورق ۲۲۶ الف)

یہ چوتھی فصل بستم از چشم دوستاں   پڑہنے کے وقت بادل غم برشکال ہے

لیکن سہل بن سعید سے روایت ہے کہ میں ایک سفر میں وارد دمشق ہوا۔ شہر کے لوگوں دیکھا کہ شادی میں ہیں اور تمام شہر کوں آئین بندی کر بہاری پردے لٹکائے اور چھوٹے بڑے لباس بہاری پہن بازینت تمام دف و نقارہ و ڈہول بخوشی بجاتے۔ میں کہا شاید یہاں کوئی عید ہے سوائے عید ہائے مشہور۔ آخر کئی ایک سے پوچھا مینے مگر آج یہاں کوئی عید ہے کہ ہم نہیں جانتے۔ وہ کہے، اے شیخ مگر توں اس شہر میں مسافر ہے۔ میں کہا کہ سہل بن سعید ہوں اور رسول خدا کی خدمت میں بہت رہا ہوں۔ وہ لوگ آہ دردناک بہر کہے، اے سہل ہم تعجب کرتے کہ کیوں آسمان سے لہو نہیں برستا اور کیوں زمین نہیں اولٹتی۔ لمولفہ (ورق ۲۳۶ ب)

کیوں آفتاب روشن کیوں چاند دور میں ہے   کیوں ہیں ستارے تاباں جو چرخ جور میں ہے
کیوں نہیں زمیں اولٹتی کیوں آسمان نہ گرتا   معلوم نہیں یہ گردوں کچھہ فکر اور میں ہے

اے ابن سعید یہ شادی اس واسطے کہ سر امام حسین کا اہل کوفہ یزید لئے ہدیہ لائے۔ میں کہا، سبحان اللہ سر امام حسین کا لاتے اور لوگ شادیاں کر نقارے بجاتے۔ میں کہا کہ کس دروازے سے وہ سر لاویں گے۔ کہے دروازۂ ساعات سے۔ میں اودہر دوڑا اور تماشہ بینوں کی بہیڑ سے ہزار محنت کر وہاں پہونچ دیکہا کہ نشان کفر و بدبختی کے آگے پیچھے آتے۔ پہر ایک سوار آیا، نیزہ ہاتھہ میں اور ایک سر اوس نیزہ پر شبیہ رسول خدا۔ مجھے بے اختیار رونا آیا۔ پہر دیکہا کہ بہت عورتیں اور لڑکی ننگے اونٹوں پر سوار آئینی۔ مینے اون سے ایک کون پوچھا کہ توں کون ہے۔ کہی میں ہوں سکینہ بیٹی حسین مظلوم کی۔ رونا میرا زیادہ ہوا۔ اور (ورق ۲۳۷ الف) کہا اے خاتون قیامت میں تمہارے دادا کے اصحابوں سے ہوں۔ کچھہ خدمت فرماؤ۔ آہ سکینہ باقرینہ بولی اس بدبخت کوں کہہ کہ سر میرے باپ کا سب سروں سمیت آگے لے جاوے کہ نامحرم اون کے دیکھنے کوں مشغول ہو ہمیں نہ دیکھیں۔ میں اوس ملعون کہا ایک کام میرا اگر کرے تو چار سے دینار طلا دوں۔ ملعون کہا کیا کام ہے۔ میں کہا، ان سروں کوں عورتوں کے درمیان سے آگے لے جا۔ اوس ملعون نے وہ درم مجھہ سے لے حاجت میری روا کی۔ لیکن جب چاہا کہ اون درموں کوں خرچ کرے کالی ٹھیکریاں ہوئیں۔

پہر جب گذر اہل بیت کا مسجد جامع آگے ہوا، ایک بوڈہا کہڑا تہا، حضرت زین العابدین اور عورات غمگین کوں دیکھہ کہا، الحمد للہ خدا نے تمہیں مارا اور شہر و اہل شہر کوں تمہارے فتنہ و بلا سے آرام دیا اور یزید کوں تم پر غالب کیا۔ تب حضرت زین العابدین فرمائے، اے شیخ توں نے قران پڑہا ہے۔ کہا ہاں۔ کہے یہ آیہ پڑہا ہے (ورق ۲۳۷ ب)

قل لا اسئلکم علیه اجرا الا المودة فی القربا۔ کہا ہاں۔ حضرت فرمائے، وہ ہم ہیں۔ پھر کہے یہ آیہ پڑھا ہے، 'وآت ذی القربا۔ کہا ہاں۔ کہے وہ بھی ہم ہیں کہ حق تعالیٰ نے پیغمبرؐ کوں حکم کیا کہ حق ہمارا ہمیں عطا کرے اور یہ بھی پڑھا ہے 'واعلموا انما غنمتم من شئی فان للہ خمسه وللرسول ولذی القربا۔ کہا ہاں۔ فرمائے کہ وہ ذی القربا ہم ہیں، اور یہ آیہ پڑھا ہے، 'انما یرید اللہ لیذھب عنکم الرجس اھل البیت ویطھرکم تطھیرا' کہا ہاں۔ کہے وہ اہل بیت ہم ہیں کہ حق تعالیٰ ہماری طہارت کی شہادت دیتا' اپنے کلام میں۔ جوں بوڑھا یہ سونا بے اختیار رویا اور اپنے کہنے سے پشیمان ہو، چیرا سر سے پٹکا اور مونہہ طرف آسمان کے کر کہا، خدایا توبہ کیا میں ان کی دشمنی سے اور بیزار ہوا ان کے دشمنوں سے۔ پھر حضرت زین العابدین کے پاؤں پڑ کر رونے لگا اور خاک پر لوٹ کہا، خدایا توبہ کیا میں۔ پس اگر توبہ میری قبول ہوئی، جان میرا لے۔ دعا اوس مرد پیر کی موافق تقدیر پڑی۔ نعرہ مارا اور جان دیا۔ ترجمہ۔

کیا گلی میں محبت کی اپنی جان نثار — کیا وو جان کوں اپنی فدا برائے یار
ہوا جوں دوستی کے بھید سیتی وہ آگاہ — ہو غرق دوستی نہیں اپنے دوست کی لیا راہ

تب اہل بیت مصیبت زدہ اور حضرت زین العابدین اوس مرد بایقین پر روئے، اور انا للہ وانا الیه راجعون کہے۔

اور سید ابن طاؤس، حضرت امام محمد باقر علیه السلام سے روایت کرے ہے کہ فرمائے زبانی حضرت زین العابدین، جب ہمیں یزید پلید پاس لے چلے مجھے ایک ننگے اونٹ پر سوار کئے اور سب اہل بیت کوں بھی ننگے اونٹوں پر سوار کر، میرے اونٹ کے پیچھے رکھے اور سر میرے پدر بزرگوار کا نیزے کی نوک پر دھر میرے اونٹ کے آگے لے چلے اور سب کا فر گرد ہمارے ہو، اونٹوں کوں بیچ میں لئے لیکن جب ہم سے ایک کوں روتے دیکھتے برچھیوں کی نوکیں چوبھوتے تا کہ اسی حال سے داخل شہر دمشق ہوئے۔ آہ تب میدانی عمر نجس ملعون کے پوکارنے لگے کہ یہ اہل بیت رسولؐ آئے خاک ان کے مونہہ میں۔ تب ام کلثوم نے شمر لعین سے رو رو اور گھگھیا کہا، اے شمر کہہ کہ ہم عورتوں کوں شہر میں سر راہ نہ لے جاویں، اور راہ لے جاویں کہ نامحرم نہ دیکھیں یا کہہ کہ سروں کو دور لے جاویں کہ نامحرم مشغول اون کے دیکھنے کے ہو، ہم پر نظر نہ کریں۔ اوس ولد الزنا نے ہرگز اون کا کہنا نہ مانا۔ بلکہ دشمنی سے کہا کہ سب سروں کوں اونٹوں کے درمیان لے جاویں۔

ایضاً روایت ہے کہ جب اہل حرم محترمہ کوں اس بے حرمتی سے کوفیان بے وفا لے جاتے تھے، ایک ملعون شامی کہا، ہم ان سے بہتر قیدی نہ دیکھے اور کافر مکر رسر مطہر امام مظلوم سے ذکرلاحول ولاقوۃ الا باللہ سونے لیکن جب اہل حرم محترم کوں سر و پا برہنہ شہر میں لائے اول روز تہا، تماشہ بینوں کی بہیڑ سے نماز ظہر کوں یزید پلید کے گہر پہونچے۔ اوس ملعون نے نشیمن اپنے کوں صبح سے آراستہ کیا تہا اور فرش عالی کر، پردے بہاری زر دوزی بند ہوایا تہا۔ جوں خبر اہل بیت کے آنے کی پہونچی مجلس شراب تیار

۲۲۹ ب کر، ایک زینت و دبدبے سے تخت پر بیٹہا اور اوس تخت کوں جواہر بیشمار سے مزین کیا اور ملاعین اہل شام جو اوس وقت کے سردار تہے اون کوں سونے کی کرسیوں پر گرد تخت کے بٹہلایا۔ پہر حکم کیا کہ شمر ذی الجوشن اور ملاعین کوفہ سمیت سروں اور قیدیوں آویں۔ جون اہل بیت عصمت و طہارت روبرو اوس ظالم فاسق کے آئے، ایک ملعون پوکارا کہ ان گنہ گاروں لئیموں کوں امیر المومنین یزید لئے لائے۔ تب زین العابدین فرمائے، خدا اور خلق خدا پر ظاہر ہے کہ گنہ گار و لئیم کون ہیں۔ پہر ایک ملعون عبدالرحمٰن نام نے یزید پلید کوں کہا، یا امیر، خوب کیا کہ نسل فاطمہ کوں دنیا سے اوٹہایا اور نسل بنی امیہ کوں بڑہایا۔ یزید سر تلے کیا۔ لیکن

۲۳۰ الف جب سر امام مظلوم کا سب سرون سمیت اوس ملعون کے آگے آیا نہایت خوشوقت اور باغ باغ ہو، ہر ایک سر کا احوال پوچہے مطلع ہو، بولا اے یاران صاحب اس سر کا کہنا تہا میرا باپ بہتر ہے تیرے باپ سے اور ماں میری بہتر ہے تیری ماں سے اور دادا میرا بہتر ہے تیرے دادا سے اور میں بہتر تجہ سے۔ انہی باتوں نے اسے قتل کروایا اور حضرت زین العابدین سے روایت ہے کہ جب ہمیں مجلس یزید میں لے گئے وہ ملعون شراب زہر مار کرتا تہا اور شطرنج کہیلتا تہا۔ پہر پیالہ ہائے شراب اپنے مصاحبوں کوں دے کہتا تہا یہ شراب پیو مبارک ہے کہ سر ہمارے دشمن کا ہمارے پاس دہرا ہے اور میرا دل نہایت خوش ہو رہا ہے۔

میرے دل کی مراد حق نے دی　　　　تم پیو یہ شراب مینے دی

خاک اوس ملعون کے موںہہ میں کہ حرفہائے زبوں امام غریب اور اوس کے جد آبا کی شان میں کہتا تہا اور

۲۳۰ ب جب بازی جیتتا پیالہ شراب زہر مار کرتا، تلچھٹ اوس کا اوس طشت میں کہ سر مبارک دہرا تہا ڈالتا۔

پس جو محب اور شیعہ ہمارا ہے، چاہیے کہ شراب پیونے اور شطرنج و جوا کہیلنے سے پرہیز کرے۔

بہت راوی حضرت زین العابدین سے روایت کرتے کہ حضرت فرمائے ہم بارہ[۱۲] نفر مراد ان اہل بیت سے تہے کہ ہمارے گلوں میں طوق و زنجیر ڈال اور رسیوں سے کس یزید پلید پاس لے گئے۔ میں

کہا، اے یزید، قسم خدا کی اگر رسولؐ خدا ہمیں اس حال سے دیکھے کیا کہے۔ پہر فاطمہ بیٹی امام مظلوم کی کہی، اے یزید، رسول خدا کی بیٹیوں کوں قید کرتا اور خدا سے نہیں ڈرتا۔ تب اوس مجلس کے سب سنگدل روئے اور یزید ملعون کے گہر سے بہی آواز عورتوں کے رونے کی اوٹھی۔ تب ملعون کہا کہ رسیاں کہولیں اور طوق و زنجیر دور کریں۔ لیکن جب نظر حضرت زین العابدین کی باپ کے سر پر پڑی، ایک آہ درد ‹ ورق ۲۳۱ الف دل پُر درد سے بہر، لوہو کے آنسو روے اور تب سے دہنے کا کلہ نوش نہ فرمائے۔ اور جب نظر زینب کی بہائی کے سر پر پڑی، بیتاب ہو گریبان صبر چاک کر با واز بلند کہی، یا حسیناہ وائے دل رسولؐ اللہ، اے فرزند مرتضیٰ اور اے دلبند سیدۃ النسا، اے جگر گوشہ محمد مصطفیٰ اور اے نور دیدہ حسن مجتبیٰ، اے بہائی مجہ بیوہ دوکہیا کے اور اے باپ سکینہ و زین العبا کے۔ پس شور مجلس یزید سے اٹہا اور وہ ملعون سر تلے ڈال چپ ہوا۔ یک مرتبہ آواز ایک عورت بنی ہاشم کی کہ یزید پلید کے گہر میں تہی بلند ہوی کہ اے حسین بزرگ اہل بیت رسولؐ خدا اور اے فرزند محمد مصطفیٰ، اے فریادرس رانڈوں کے اور اے نوازنے والے ‹ ورق ۲۳۱ ب یتیموں کے، اے مارے ہوئے تیغ اولاد زنا کاروں کے۔ پہر شور حاضران مجلس سے اوٹہا اور اوس ولدالزنا کوں کچہ اثر نہ کیا۔ آہ چہڑی بید کی امام مظلوم کے دانتوں پر مار، بولا، حسین کیا اچہے لب و دنداں رکہتا تہا۔ کاش آج بزرگان بنی امیہ کہ بیچ لڑائی بدر کے مارے گئے تہے جیوتے ہوتے اور دیکہتے کہ بدلا اون کے مارنے والوں کی اولاد سے کیونکر لیا۔ تب ابو برزہ اسلمی اصحاب کبار رسولؐ خدا سے، اوس مجلس میں حاضر تہا بے اختیار ہو بولا، اے یزید پلید، قطع اللہ یدیک، کاٹے حق تعالیٰ ہاتہہ تیرے لعنت خدا تجہ پر کہ چہڑی مارتا ہے فرزند فاطمہ کے دانتوں پر، مکرر دیکہا مینے کہ رسولؐ خدا اوس کے اور اوس کے بہائی کے دانتوں کوں چومتے اور کہتے تم بہترین جوانان بہشت ہو، خدا مارے تمہارے مارنے والوں کوں اور لعنت کرے تمہارے آزار دینے والوں کوں۔ ‹ ورق ۲۳۲ الف

وہ ہونٹ بارہا جسے بوسے دیا رسولؐ — اوس پر چہڑی سے کرنا اشارت کہاں روا
جو سر نبیؐ کی گود میں پایا ہے پرورش — تجہ آگے طشت میں بہ حقارت کہاں روا
جن دانتوں پہ کہ فاطمہ قربان ہوتی تہی — اوس پر چہڑی لگانا یہ طاعت کہاں روا

تب یزید پلید غضب میں آ کہا، اے صحابی حرمت صحبت رسولؐ خدا رکہتا والا نہ ابہی تیری گردن مارتا۔ وہ کہا، عجب حالت ہے کہ ملاحظہ صحبت رسولؐ خدا کرتا اور رعایت فرزند عزیز اوس کے کی

نہیں بجالاتا۔ حاضران مجلس اس بات سے زار زار روئے۔ نزدیک ہوا کہ کچھہ فتنہ برپا ہووے۔ آخرالامر اوس اصحاب کوں مجلس سے باہر لے گئے۔ اور یزید بدبخت نے کہا بعضی عورتوں کوں لاؤ کہ باتیں کروں
تب زینب اور ام کلثوم اور زین العابدین آگے آئے جوں حضرت زینب کی آنکھہ بہائی سر پر پڑی ورق ۲۳۲ ب
بے اختیار آہ مار بولی واجداہ، وامحمداہ،

ہے یہ تیرا حسین کہ سر کہیں بدن کہیں ملتا نہیں ہے اب جسے گور و کفن کہیں
سر اوس کا تیرے دشمنوں آگے دہرا ہے اب اوس ہونٹوں پر چہڑی مارے ہے بے ادب

پہر مونہہ یزید طرف کر کہیں، کچھہ توں جانتا ہے کہ کیا کرتا، اپنی عورتوں کوں پردے میں بٹہاتا اور رسول خدا کی بیٹیوں کو بازار میں پہراتا، نامحرموں کوں دیکہاتا۔ نہیں جانتا کہ روز قیامت اس عمل کے عہدے سے کیوں کر بر آوے گا۔ یزید ملعون اس بات سے کانپا اور پوچہا یہ کون ہے۔ کہے بہن حسین کی اور بیٹی فاطمہ کی۔ تب ام کلثوم نے اوٹہہ سر بہائی کا اوٹہا، مونہہ اپنا اوس مونہہ پر رکہہ بے ہوش ہوئی۔ پہر ہوش
میں آ، کہی، اے یزید امید رکہتی کہ توں اس دنیا میں آرام نہ پاوے جیسے کہ ہمیں دوکہہ دیا۔ تب یزید نے ورق ۲۳۳ الف
کہا یہ عورت زبان دراز بہی حسین کی بہن ہے۔ ملعون کہے کہ ہاں۔ بدبخت بولا، اے کلثوم دیکہا توں نے کہ خدا نے تمہیں کیسا جہوٹہا کیا اور تمہارے سر پہ کیا نازل ہوئی بلا۔ ام کلثوم کہیں، خدا نے منافقوں کوں جہوٹہا کیا بموجب ان المنافقون لکاذبون اور اون پر لعنت کر وعدۂ عذاب فرمایا، بموجب، ولیعذب المنافقون والمنافقات، الحمدللہ کہ اہل بیت رسول جہوٹہہ اور نفاق پاک ہیں۔ حضرت امام جعفر صادقؑ سے روایت ہے کہ جب یزید پلید اہلبیت سے جواب و سوال کر شرمندہ ہوا، مونہہ پہرا، حضرت زین العابدین سے خطاب کیا، اے فرزند حسین، باپ تیرے نے قطع رحم میرا کیا اور چاہا کہ منبروں پر خطبہ پڑہیں میرے نام
کا، واسطے سلطنت کے مجہ سے لڑا اور رعایت حق ہمارے کی نہ کیا، شکر خدا کہ مطلب کون نہ پہونچا۔ تب ورق ۲۳۳ ب
زین العابدین کہے، اے بیٹے معاویہ و ہند کے پیغمبری اور بادشاہی میرے باپ دادے کی تہی یا تیرے جد آبا کی اور لڑائی بدر و احد میں نشان رسولؐ خدا کا میرے دادا علی کے ہاتہہ تہا یا تیرے دادا ہاتہہ اور نشان کافروں کا تیرے باپ دادے کے ہاتہہ تہا، حیف اے یزید اگر جانے کہ کیا کیا توں نے اور کس گناہ کا مرتکب ہوا ہے بیچ حق باپ اور بہائیوں اور اہل بیت میرے کے بس پہاڑوں میں بہاگ جاوے اور خاک پشیمانی کی اپنے سر ڈال فریاد و اویلا اوٹہاوے۔ ایا شرم نہیں کرتا کہ سر باپ میرے

حسین مظلوم کا اور فرزند رسولؐ خدا و فاطمہ کا دروازۂ شہر پر لٹکایا اور اہل بیت عصمت کوں بے ستر
نامحرموں میں بٹھایا۔ پس بشارت ہوجیو تجھے خواری و پشیمانی سے بیچ قیامت کے۔ ترجمہ۔ ورق ۲۳۴ الف

جس دن جگر کہ ہول سیتی سب کے خون ہو ویں ۔۔۔ حکام کے نشان و علم سرنگوں ہو ویں

اندیشہ کر اوس دن سے کہ حال تیرا کیا ہوئے گا۔ ملعون ان باتوں سے طیش کہا ایک پیادے کوں کہا، اسے باغ میں لے جا اور گردن مار کر دو نہیں دفن کر، جوں وہ ملعون حضرت زین العابدین کوں باغ میں لے گیا اول مشغول قبر کہودنے کا ہوا اور حضرت مشغول نماز ہوئے، جب وہ ملعون قبر کہود چوکا ارادہ حضرت کے مارنے کا کیا، ایک ہاتہہ ہوا سے پیدا ہوا، اوس ملعون پر لگا کہ اوندہے منہہ جہنم میں گرا۔ خالد بیٹا یزید پلید کا وہ حال دیکھتا تہا، جا کہ اپنے باپ سے نقل کیا، ملعون کہا، اوسی قبر میں اوسے دفن کرو اور زین العابدین کوں
یہاں لاؤ۔ شیخ مفید و سید ابن طاؤس فاطمہ بیٹی امام مظلوم کی سے روایتؒ کرتے ہیں کہ جب ہمیں یزید ورق ۲۳۴ ب
پلید پاس لے گئے ایک ملعون شامی نے اوٹہہ یزید سے کہا یہ لڑکی مجھے بخش اور اشارہ مجہ طرف کیا، میں ڈرسے کانپ اپنی پہوپہی زینب سے چمٹی۔ پہوپہی نے مجھے تسکین دی۔ اوس شامی کوں کہی، اے ملعون کیا توں اور کیا یزید کوئی اختیار نہیں رکہتا کہ ہمیں بندی کر بخشے۔ یزید لعین بولا، اگر میں چاہوں تو کر سکتا۔ زینب کہیں قسم خدا کی کہ یہ کام نہیں کر سکتا مگر اوس وقت کہ ہمارے دین سے نکلے۔ ملعون غصے ہو کہا توں مجہ سے بحث تی، تیرے باپ بہائی دین سے نکلیں۔ زینب کہیں، میرے باپ بہائیوں کے دین میں ہدایت پایا توں اور باپ دادا تیرا یا کسی اور کے دین میں، بشرطیکہ مسلمان ہوئے ہوئیں۔ ملعون
کہا، جہوٹہہ کہتی۔ وہ کہیں، توں اپنی شاہی اور سلطنت پر مغرور ہو رہا جو چاہتا سو کہتا، میں اب جواب تیرا ورق ۲۳۵ الف
نہیں دیتی۔ پہر اوس شامی حرامی نے فاطمہ کو مانگا کلثوم کہیں اے بدبخت چپ کر، خدا تیری زبان کاٹے اور تجھے اندہا کرے۔ ہاتہہ تیرے خشک ہوئیں اور تجھے جہنم پہونچاوے، اولاد پیغمبران خدمت گار زنا کاروں کی نہیں ہوتی۔ ہنوز بات حضرت کلثوم کی تمام نہ ہوئی تہی کہ حق تعالیٰ نے دعا مستجاب کی، وہیں وہ ملعون شامی گونگا اور اندہلا ہوا اور ہاتہہ خشک ہوگئے۔ کلثوم کہیں، الحمد للہ خدا نے ایک نصیبہ عذاب تیرے کا دنیا میں تجھے پہونچایا، یہ سزا اوس کی جو کہ باعث بے حرمتی اولاد رسولؐ خدا کا ہووے۔

روایت ہے کہ ایک دن سکینہ کہی رات کوں اپنے حال پر روتے روتے سوگئی، خواب میں دیکھتی کہ دروازے آسمان کے کہولے اور ایک نور درمیان آسمان و زمین کے بلند ہوا۔ بہت حوریں بہشت

سے تلے آئیں۔ یکایک ایک باغ دیکھی اوس میں ایک محل بنہایت زینت و بلندی۔ ناگاہ داخل ہوئی
اوس محل میں پانچ مرد نورانی میں ایک حور سے پوچھی کہ یہ محل کس کا ہے، کہی تیرے باپ حسین کا۔ میں کہی
یہ پانچ شخص جو اس میں گئے کون تھے۔ کہا اول آدم دوسرا نوح تیسرا ابراہیم چوتھا موسیٰ۔ میں کہی پانچواں
کون تھا کہ نہایت غم سے ہاتھ داڑھی پر رکھے تھا۔ وہ کہی اے سکینہ اوسے نہ پہچانی توں۔ وہ تیرا دادا
رسولؐ خدا تھا۔ میں پوچھی پس وہ کہاں گئے۔ کہی تیرے باپ پاس۔ میں کہی۔ واللہ اپنے دادا پاس جاؤں
اور شکایت کروں۔ تب وہاں جا کہی اے دادا، ہمارے وارثوں کوں مارے اور حرمت ہماری کھو سر ورق ۲۳۲ الف
پاؤں ننگے اونٹوں پر سوار کر یزید پاس لائے۔ دادا نے مجھے گلے لگا کہا اے پیغمبرانِ خدا دیکھو کہ میری اُمت
نے میرے بچوں سے کیا کیا۔ تب وہ حور کہی۔ اے سکینہ بس کر، دادا کوں تو رولائی۔ پھر میرا ہاتھ پکڑ اور محل
میں لے گئی۔ وہاں پانچ عورتیں تھیں نورانی۔ اون میں ایک عورت دیکھی سب سے نورانی، کپڑے سیاہ اور
بال کھولے۔ ایک جامہ لہو بھرا ہاتھ میں، جب وہ اوٹھتی سب بی بیاں اوٹھتیں اور جب وہ بیٹھتی سب
بیٹھتیاں۔ میں حور سے پوچھی یہ کون ہیں۔ کہی۔ ایک حوّا، دوسری مریم ماں عیسیٰ کی، تیسری سارہ محل ابراہیم
چوتھی خدیجہ نانی تیری، پانچویں فاطمہ زہرا دادی تیری۔ میں دادی پاس جا کہی۔ اے دادی میرے
باپ کوں ظالم مارے اور مجھے یتیم گئے۔ دادی مجھے چھاتی سے لگا روئی اور سب بی بیاں رو رو کہیں ورق ۲۳۲ ب
اے فاطمہ، خدا حکم کرے گا درمیان تیرے اور یزید کے قیامت میں۔ پھر دیکھی میں کہ اور دروازہ آسمان
سے کھولا اور فوج فوج فرشتے آ میرے باپ کے سرکی زیارت کرتے تھے اور جاتے تھے۔ یزید پلید
نے یہ خواب سن طماچے مار کہا، مجھے حسین کے مارنے سے کیا کام تھا لیکن روایت صحیح یہ ہے کہ اعتبار
نہ کیا اور گھر میں اوٹھ گیا۔ اور حضرت زین العابدین سے روایت ہے کہ جب سر میرے باپ کا یزید
پلید پاس لائے، وہ ملعون شراب زہر مار کرتا تھا اور اوس دن ایلچی بادشاہ فرنگ کا، اوس ملعون کی
مجلس میں حاضر تھا، پوچھا اے بادشاہ عرب یہ کس کا سر ہے۔ یزید کہا، تجھے اس سر سے کیا کام۔ کہا
اس واسطے کہ جب اپنے شاہ پاس جاؤں یہ خبر اوسے بھی پہونچاؤں تا وہ بھی تمہاری شادی و غم ورق ۲۳۳ الف
کا شریک رہے۔ یزید کہا سر حسین بن علی ہے۔ فرنگی کہا لعنت خدا تم پر اور تمہارے دین پر، ہمارا دین بہتر
ہے تمہارے دین سے۔ جان کہ باپ میرا حضرت داؤد کی اولاد سے ہے۔ درمیان میرے اور اوس کے
ستر پشتیں گذریں۔ اب لگ سب فرنگی تعظیم میری کرتے اور خاک میرے پاؤں کی برکت جان

تبرک کرلے جاتے اور تم اپنے پیغمبرؐ کی اولاد کوں کہ کلہہ تم میں سے گیا ہے مارتے۔ چنانچہ ابہی اس ہیں
اور تمہارے پیغمبرؐ ہیں ایک پشت سے زیادہ نہیں گذری۔ بورا دین تمہارا۔ اے یزید سونا ہے توں کہ
حضرت عیسیٰ کی سواری کے گدہے کا ایک سم ہے کہ سب فرنگی اوسے سونے کے حقے میں رکہے اور کہتے یہ
سم اوس گدہے کا کہ جس پر ہمارا پیغمبر سوار ہوتا تہا۔ ہر سال عالم کے فرنگی اوس گدہے کے سم کی زیارت کوں آتے اور ۸ ورق ۲۳۷ ب
طواف اوس کا کر چوم مرادیں مانگتے۔ ہم رعایت اپنے پیغمبرؐ کے گدہے کی کرتے اور تم اپنے پیغمبرؐ کے نواسے کوں مارتے۔
خدا تمہیں برکت نہ دے۔ یزید پلید کہا مارو، اس فرنگی کوں کہ مجہے اپنے شہر ہیں رسوا اور خراب کرے گا۔
جوں فرنگی یہ بات سونا کہا، توں مجہے مارے گا۔ یزید کہا ہاں۔ فرنگی کہا، رات تمہارے پیغمبر کوں خواب
میں دیکہا تہا ہیں کہ فرماتا تہا اے فرنگی توں بہشتی ہے۔ ہیں اوس بات سے تعجب ہیں تہا۔ لیکن اب
شہادت دیتا ہوں وحدانیت خدا پر اور پیغمبری محمد مصطفیٰ پر۔ پہر اوٹہہ سر امام حسین مظلوم کوں چہاتی
سے لگا، رو کر کہا، یا ابا عبداللہ ہیں غلام ہوں تیرا اور دل پاک سے مسلمان ہو، صدق سے کہا
اشہدان لا الہ اللہ واشہدان محمدا رسول اللہ۔ اے سید، محشر ہیں اپنے دادا آگے میرے ایمان پرؒ ۸ ورق ۲۳۸ الف
گواہی دیجیو۔ یزید کہا، اب جو تجہے مارتا ہوں مسلمان ہوتا ہے۔ فرنگی کہا اے یزید ہیں امام حسین سے
بڑا نہیں۔ توں نے اوسے شہید کیا۔ پس ہیں کیا۔ فرما کہ جلدی قتل کریں۔ امیدوار ہوں کہ بموجب یحشر المرد
مع احبابہٗ مجہے ساتہہ شہیدان کربلا کے اوٹہاویں۔ تب ملعون بدبخت نے حکم کیا کہ اوس نومسلمان کا
سر تن سے جدا کئے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون، آہ واویلا صد واویلاؒ ۸ ورق ۲۳۸ ب

اس فصل پانچویں میں ہے چہلم کا سب بیان   اور ظلم اپنے سے بہ یزید انفعال ہے

لیکن ملاں محمد باقر مجلسی جلاء العیون میں بسند ہائے معتبر ابن بابویہ سے روایت کرتے ہیں کہ یزید
پلید علیہ اللعنۃ والعذاب الشدید نے حضرت امام زین العابدین علیہ السلام کوں بمعہ اہل بیت مطہر ایسے
مکان میں قید کیا کہ نہایت تنگ و تاریک تہا۔ اور سالہائے سال و قرن ہائے لایزال پر توہ آفتاب و
اثر ہوا وہاں نہ پہونچا تہا۔ اوس بہا کسی خانہ میں رکہا بامید ایں کہ وہ گہر بہت پورانا ہے اور کہوکرا
ہو رہا، جانتے تہے کہ اب گرے اب گرے گا۔ کاش انہی پر گرے کہ سب دب مریں۔ اور کئی ایک غلام
رومی اون پر نگہبان مقرر کئے تہے۔ وہ اپنی رومی زبان میں کہتے تہے یہ قیدی ڈرتے ہوں گے کہ یہ
گہر ہم پر گرے گا، ہم دب مریں گے، نہیں جانتے کہ سب مارے پڑیں گے۔ اور وہ غلام رومی جانتے تہے ورق ۲۳۹ الف
کہ قیدی زبان ہماری نہیں سمجہتے۔ لیکن حضرت زین العابدین سب بولیوں سے باعجاز امامت واقف
تہے، فرمائے، اے ملعونوں خدا نہ مارنے دے گا۔ جب صبح ہوئی، یزید نے حکم کیا کہ سر حسین کا دروازۂ
محل پر سمیت نیزے کہڑا کر قیدیوں کوں اوسی دروازے سے لاویں و اگر نہ آویں بزور لاویں لیکن
جوں وہ بیت زدہ گان مصیبت کشیدہ اوس ملعون کے دروازے پر پہونچے اور سر اپنے وارث کا
نیزے پر دیکہے، آنسو لہو کے سب کی آنکہوں سے چوٹے اور اندر جا فریاد و اویلا واحسینا کیے تب
حضرت زین العابدین کہے، اے یزید، کیا اس دولت دو روزہ پر مغرور ہے خدا سے نہیں ڈرتا، جو یہ ورق ۲۳۹ ب
ظلم کرتا۔ ملعون طیش میں آ ایک پیادے کوں کہا، اس زبان دراز کا سر تن سے کر جدا۔ اوس پیادے
نے آ، ہاتہہ حضرت زین العابدین کا پکڑا۔ ام کلثوم نے دونوں ہاتہہ اوس پیادے پر مار کہا، اے یزید
اینوں کے مارنے سے پیٹ تیرا نہیں اوٹہاتا۔ واللہ کہ اس بن اور کوئی نہیں رہا کہ محمد کی بیٹیوں
کا محرم ہوئے اور یہ شعر پڑہے۔ کلام با نظام حضرت کلثوم۔

انا دیك یا جداه خیر مرسل   حسینك مقتول و نسلك ضایع
کروں ہوں تجہ آگے فریاد یا جد مرسل   حسین مارا پڑا تیری نسل ہوئی ضایع

جوں یزید یہ سونا لرزہ اوس کے بدن کثیف پر پڑا اور اوس پیادہ کوں منع کیا۔ اتنے میں
یزید پلید کے گہر کی عورتیں گریبان اپنے چاک کیاں اور گہنے توڑ، بے اختیار زار زار روئیاں اور

ہند بیبی عبداللہ عمر کی کہ اون دنوں یزید پلید کی جورو تہی اور آگے حضرت امام حسین کے نکاح میں ورق ۲۴۰ الف
تہی، پردہ پہاڑ گہر سے باہر نکل مجلس میں آئی۔ اوس وقت یزید پلید دیوان عام کر رہا تہا، رو کر بولی، اے
یزید بے حیا، سر نواسۂ رسول خدا کا اپنے گہر کے دروازے پر لٹکایا۔ خدا سے نہیں ڈرتا اور محمد مصطفیٰ سے
شرم نہیں کرتا۔ ملعون نے دوڑ جلدی سے دامن اوس پر اوڑہا، محل میں لے جا کہا، اے ہند میں بے تقصیر
ہوں۔ ابن زیاد ملعون نے جلدی کر حسین کوں مارا۔ میں ہرگز اوس کے مارنے پر راضی نہ تہا۔ پہر اہلبیت
عصمت وطہارت کوں اپنے محل میں جگہہ دے اور ہر صبح و شام حضرت زین العابدین کوں اپنے دسترخان
پر بولا کہانا کہلاتا۔ پہر ابو شام کوں کہا شمر اور امرایان کوفہ کوں حاضر کر۔ جب سب ملاعین حاضر ہوے یزید
پلید مکار نے سخت سخت باتیں کہہ نفرین و لعنت کر کہا، میں اطاعت تمہاری سے بغیر مارنے امام حسین ورق ۲۴۰ ب
کے راضی تہا۔ اگر اوسے جیوتا مجہ کنے لاتے میں حق خدمت اوس کا بجا لاتا۔

روایت ہے کہ ایک دن حضرت زین العابدین کوں بولا اپنے بیٹے پاس بیٹہا کہا اے زین العابدین
بیٹا میرا عمر میں تیری برابر ہے کشتی لڑے گا۔ حضرت کہے، کام کشتی کا سہل ہے۔ دونوں کے ہاتہہ ایک
ایک چہوری دے تا تیرے روبرو لڑیں جو کہ غالب آوے مغلوب کوں مارے۔ ان باتوں میں تہے
کہ نوبت یزید پلید کی بجنے لگی۔ پسر یزید کہا، اے پسر حسین، یہ نوبت میرے باپ کی، تیرے باپ کی
نوبت کہاں، حضرت زین العابدین کہے ذرا صبر کر تا جواب تیرا دوں، یکایک موذن نے اذان شروع
کی حضرت کہے، اے پسر یزید، یہ نوبت تیرے باپ دادے کی باجتی۔ توں اپنے باپ کی نوبت
پنج روزہ پر مغرور نہ ہو کہ اس سرائے فانی میں، ترجمہ ورق ۲۴۱ الف

پانچ دن ہر کسو کی نوبت ہے — اور نوبت ہماری ہے گی سدا
تیری نوبت سے ہے گا دین موں خلل — دین ہے نوبت ہماری سے ہی بجا

یہ نوبت پر مذلت تیری دو دن کی بعد اوٹہاویں اور یہ نوبت دولت و کرامت ہماری
تا قیامت بجاویں۔ خطبے بزرگی اور فضیلت کے ہمارے نام پڑہاویں۔ تب بیٹا اوس ملعون کا چپ
ہوا اور ہر ایک سونے والا فصاحت و بلاغت شاہزادہ سے متعجب رہا۔ ایضاً روایت ہے کہ ہند
جورو یزید کی ایک رات خواب میں دیکہی کہ دروازہ آسمان کا کہولا اور فوج فوج فرشتے نازل
ہو حضرت امام حسین کے سر آگے کہڑے ہو کہے۔ السلام علیک یا ابا عبداللہ السلام علیک یا ابن رسول اللہ

ورق ۲۲۱ ب پہر دیکہی کہ ایک ابر آسمان سے آیا اور بہت مرد درمیان اوس ابر کے تہے۔ درمیان اون کے ایک
مرد نہایت نور و صفا میں زمین پر پہونچ دوڑا اور آپ کو اوس سر لگ پہونچا' لب و دندان اوس
کے چوم' زار زار رو کہا' اے فرزند دلبند میرے تجہے لعین مارے اور آب فرات سے منع کئے مگر تجہے
نہ پہچانے۔ اے فرزند گرامی' میں تیرا دادا ہوں' رسول خدا اور یہ باپ تیرا علی مرتضیٰ اور یہ بہائی
تیرا ہے حسن مجتبیٰ اور چچے تیرے ہیں جعفر طیار و عقیل و حمزہ و عباس یونہیں ایک ایک نام حضرت بتاتے
تہے اور روتے تہے۔ ہند دہشت سے ڈر کر چونکی اور نزدیک اوس سر مبارک کے جا دیکہی کہ نور اوس
سر سے آسمان لگ بلند ہے۔ دوڑی کہ یزید کوں جگا' اپنا خواب کہے۔ اوسے اوس کے بچہونوں پر نہ
ورق ۲۲۲ الف پائی۔ ڈہونڈہتی ڈہونڈتی دیکہی کہ ایک اندہیرے گہر میں رو بدیوار بیٹہا ہے اور نہایت غم و الم سے
رو رو کہتا ہے مجہے حسین کے مارنے سے کیا کام تہا۔ جوں جواب میرا سونا' غم اور ڈر اوسے دونا
ہوا۔ ترجمہ۔

فرزند محمد کا خون کرنا نہیں آسان

شرم سے سر تلے ڈال چپ ہو' کچہہ جواب نہ دیا لیکن سب راوی متفق علیہ یہ روایت کرتے ہیں کہ
حضرت زین العابدین اور یزید لعین میں بہت بحث واقع ہوئی۔ چنانچہ یہاں لگ پہونچی کہ حضرت
کہے' ہے یزید جبرئیل ہمارے گہر نازل ہوا یا تیرے گہر آیہ تطہیر ہمارے حق اترا یا تیرے حق۔ یونہی
آیہ و حدیثیں فرماتے تہے تا لرزہ بدن یزید پر پڑا اور ڈر ان باتوں سے غالب ہوا۔ رو کر کہا' اے
زین العابدین کچہہ مطلب اپنا مجہ سے مانگ تا روا کروں۔ حضرت کہے میرے باپ کے کشندے کوں
ورق ۲۲۲ ب میرے حوالے کرتا میں بہی اوسے قتل کروں۔ یزید پلید نے سرداران کوفہ کوں بولا پوچہا۔ حسین کوں
کن نے مارا۔ کہے خولی نے۔ اوسے بولا کہا' اے حسین کوں تو نے مارا۔ خولی کہا' حاشا مجہے حسین کے مارنے
سے کیا کام تہا۔ یزید لعین پس کن نے مارا۔ کہا سنان بن انس نے' اوسے بولا پوچہا کہ حسین کوں توں نے مارا
کہا لعنت خدا حسین کے مارنے والے کوں۔ تب یزید پلید طیش میں آ کہا' پس کنے مارا۔ کہا شمر لعین نے
اوسے بولا پوچہا کہ حسین کوں توں نے مارا۔ کہا معاذ اللہ۔ یزید کہا سب متفق ہیں کہ توں نے مارا۔ شمر کہا
سب جہوٹہہ کہتے۔ تب یزید پلید جہونجہلا کر کہا' پس کن نے مارا۔ شمر کہا' سچ کہوں کہ کن نے مارا۔ یزید کہا
کہہ۔ شمر کہا' حسین کوں اون نے مارا۔ جس نے لشکر جمع کر' خزانے کا دروازہ کہول' مال بے شمار اور

گھوڑے ہتھیار دے کہا جاؤ اور حسین سے لڑ سر اوس کا لاؤ۔ یزید پلید نہایت شرمندہ ہو، کہا اوٹھو کہ بورق ۲۲۳ الف
لعنت خدا تم سب پر۔ پھر مونہہ حضرت طرف کر کہا اور حاجت مانگ۔ حضرت کہے، سر میرے باپ کا سب
سروں سمیت مجھے دے تا لے جاؤں اور اون کے تنوں سے ملا دفناؤں۔ کہا البتہ، اور حاجت مانگ
حضرت کہے، مجھے سمیت اہلبیت کے رخصت دے، تا مدینہ میں جا، اپنے دادا کے روضے پر حق تعالیٰ کی بندگی
میں مشغول ہوں۔ کہا، البتہ اور حاجت طلب کر۔ کہے کلھہ دن جمعہ کا ہے، رخصت دے کہ منبر پر خطبہ میں پڑھوں
کہا البتہ، لیکن جب صبح ہوئی، ملعون خطبہ پڑھنے کے وعدہ سے کہ حضرت سے کیا تھا، پشیمان ہوا۔ اور
ایک خطیب فصیح شامی مقرر کیا کہ خطبہ پڑھے اور منادی کی کہ سب لوگ شہر کے چھوٹے بڑے نماز کوں مسجد بورق ۲۲۳ ب
جامع میں حاضر ہوویں۔ خطیب منبر پر جا، زبان ناپاک اپنی یزید و معاویہ و ابوسفیان علیہم اللعنۃ و
النیران کی تعریف میں کھولا۔ اور خاک اوس ملعون کے مونہہ میں بورا کہنا جناب علی ابن ابی طالب اور
باطل کرنا حسین مظلوم کا شروع کیا، اور حقیقت یزید پلید کی ثابت کیا۔ تب حضرت زین العابدین بے طاقت
ہو، اوس خطیب ملعون پر نعرہ مار کہے، اے شامی، بورا خطیب ہے توں۔ بندے کی رضامندی کوں خدا
کے غضب پر اختیار کیا اور دین کو دنیائے دنی ہاتھ بیچا۔

من کلام مولف۔

پیروی نفس و ہوا کرتا توں — نہیں یہ رہ حق بھی خطا کرتا توں
بہتروں کے وصف نہ کرتا ہے اب — مدحت اشرار ادا کرتا توں
آل عبا سے جو فاضل تر ہیں — اون کوں بورا کہنا بورا کرتا توں بورق ۲۲۴ الف

پھر مونہہ یزید طرف کر کہے، جو وعدہ کہ مجھ سے کیا تھا وفا کر اور جو عہد کہ باندھا تھا اپنے ذمے
ادا کر۔ رخصت دے کہ منبر پر جاؤں اور وہ خطبہ کہ جس میں رضائے خدا و رسولؐ ہے سب کوں پڑھ
سوناؤں۔ یزید کہا، منبر پر جانا حاجت نہیں۔ یہیں کھڑے ہوئے جو چاہے سو کہہ۔ سردار دمشق کے کہے
ہم چاہتے کہ الفاظ و عبارت اوس کے مونہہ سے سونیں۔ یزید کہا، اے صاحبو، یہ بیٹا بنی ہاشم کا
ہے اور فصیح عرب، مبادا کہ منبر پر جا، آل معاویہ و ابوسفیان کو فضیحت کرے اور بنی امیہ کوں
بورا کہے۔ اونہوں نے کہا، نہ کہے گا، ہمیں ہوس ہے کہ کلام اوس کا سونیں۔ کوئی حدیث اپنے دادا
کی نقل کرے کہ ہمیں اوس میں نصیحت ہووے۔ التماس سرداروں کی رد نہ کر سکا اور رخصت دیا۔ تب

ورق ۲۲۴ ب حضرت زین العابدینؑ منبر پر چڑھ ایک خطبہ مشتمل اوپر توحید الٰہی اور نعت حضرت رسالت پناہیؐ کے
اس طرح ادا فرمائے کہ سب حضار زار زار روئے۔ پھر فرمائے، اے اہل شام جو مجھے جانتا اور نہ جانتا
سو جانے ''انا ابن الرسول اللہ المختارؐ'' یعنی میں بیٹا ہوں رسول مختار کا۔ انا ابن المصطفیٰؐ منیر الاخیار
میں ہوں بیٹا سید اخیار کا، میں ہوں بیٹا مسافر سبحان اسریٰ کا میں ہوں بیٹا مجاور حرم قاب قوسین
او ادنیٰ کا، میں بیٹا خطیب منبر فاوحی اور بلبل باغ وعلمہ شدید القویٰ کا، میں ہوں بیٹا صاحب یثرب و
بطحیٰ کا، میں ہوں بیٹا حبیب خدا محمد مصطفیٰؐ کا، میں ہوں بیٹا بہترین پیغمبروں کا، میں ہوں بیٹا بہترین
ورق ۲۲۵ الف حاجیوں کا، میں ہوں بیٹا اوس کا جو براق پر سوار ہو بلند ہوا، میں ہوںؑ بیٹا اوس کا جسے لے گئے ایک
رات میں مسجد الحرام سے مسجد اقصیٰ میں، میں ہوں بیٹا اوس کا جسے لے گیا جبرئیل سدرۃ المنتہیٰ میں،
میں ہوں بیٹا احمدؐ مجتبیٰ محمدؐ الرسول اللہ کا، میں ہوں بیٹا شہسوار ہل اتیٰ کا، میں ہوں بیٹا شہریار لافتیٰ کا
میں ہوں بیٹا صاحب قل کفیٰ کا، میں ہوں بیٹا وارث انما کا، میں ہوں بیٹا سرفراز انا مدینۃ العلم و
علی بابہا کا، میں ہوں بیٹا سزاوار انا میزان الحکمۃ وعلی لسانہا کا، میں ہوں بیٹا اوس کا جو پیغمبر کے روبرو
لڑا دو شمشیر سے اور دو نیزوں سے، ہجرت میں ساتھ اور دو بیعت میں حاضر تھا، کافروں کوں بدر و
احد میں قتل کیا، میں ہوں بیٹا وارث پیغمبروں کا، میں ہوں بیٹا حامی مسلمانوں کا، میں ہوں بیٹا
ورق ۲۲۵ ب مظہر العجایب والغرایب کا، میں ہوں بیٹا امامؑ المشارق والمغارب علی ابن ابی طالب کا، میں ہوں بیٹا
فاطمہ زہرا دختر رسول خداؐ کا، میں ہوں بیٹا گوہر درج الفاطمۃ بضعۃ منی کا، میں ہوں بیٹا اختر برج من
اذاہا فقد اذانی کا، میں ہوں بیٹا مادر سادات کا، میں ہوں بیٹا خاتون جنت وعرصۂ عرصات کا، میں
ہوں بیٹا بتول عذرا یعنی فاطمۃ الزہرا کا، میں ہوں بیٹا خدیجہ کبرا کا، میں ہوں بیٹا سبط رسولؐ قرۃ العین
بتول یعنی امام حسن مسموم کا، میں بیٹا ہوں سبط رسولؐ مظلوم مغموم کا، میں ہوں بیٹا مبتلائے بلا حسین مقتول
کربلا کا۔ لیکن جب حضرت زین العابدین فرماتے تھے کہ میں ہوں، شور سب خلق سے اوٹھتا۔ پھر فرمائے
ورق ۲۲۶ الف میں ہوں بیٹا اوس کا جس پر فرشتے آسمان کے اور جن زمین کے روتے، میں ہوں بیٹا اوس کا جس کے
غم میں جانور ہوا کے کباب ہوتے، میں ہوں بیٹا اوس کا جس کا سر نیزے پر دھر پھرائے شہروں میں، میں
ہوں بیٹا اوس کا جس کے اہل بیت کوں قید کر بے ستر لائے نامحرموں میں، شور اہل دمشق سے اٹھا اور
ہائے ہائے رونا مسجد میں پڑا۔ یزید ڈرا کہ مبادا بلوائے عام ہووے۔ موذن کو اشارت کی کہ بانگ دے

ابہی بات حضرت زین العابدین کی تمام نہ ہوئی ہتی کہ بانگی نے بانگ شروع کی۔ جوں کہا اللہ اکبر اللہ اکبر حضرت کہے، نعم لاشے اکبر یعنی کوئی چیز خدا سے بڑی نہیں۔ جو موذن کہا اشہد ان محمداً رسول اللہ حضرت نے چیرا سر سے اتار موذن آگے پہینکا اور گیسو مشکیں کہول کہا، اے موذن، اسی محمدؐ کی سوگند ایک ذرا چپ کر وہ چپ ہوا، امام نے یزید کی طرف مونہہ کر، کہا، اے بیٹے معاویہ کے، رسولؐ تیرا دادا تہا یا میرا۔ اگر کہے توں کہ میرا دادا تہا، پس تمام عالم جانے کہ توں جہوٹہا ہے اور کہے کہ دادا زین العابدین کا، پس کیا سبب تجہے اس پر لایا جو باپ میرے کوں کہ بہترین اولاد رسول تہا، اوسے مارا، اور وہ بی بیاں کہ پردہ عظمت و عصمت کی تہیں، اونہے قید کر شہر بشہر پہرایا، اور مجہے یتیم کر، میرے دادا کے دین میں رخنہ ڈالا۔ پس ہر کلمہ پڑہتا اور مونہہ قبلہ طرف کر مسلمان کہاتا۔ پہر ہاتہہ اوٹہا گریبان جامہ چاک کر، کہا، اے یارو کوئی تم میں سے ایسا ہے کہ دادا اوس کا پیغمبر ہوئے سوا میرے۔ تب فریاد و اویلا مسجد سے بلند ہوئی اور اہل دمشق روتے روتے بیہوش ہوئے، گویا کہ قیامت مسجد میں برپا ہوئی۔ یزید پلید ؎ ورق ۲۴۰ الف ڈر کر اوٹہا اور بانگی کوں گرگ کہا، اقامت کہہ۔ ونہیں موذن نے اقامت کہی اور سبہوں نے نماز کی۔

کنز الغرایب میں لکہا ہے کہ یزید علیہ اللعنہ نے اہل بیت کوں اپنے محل میں رہنے کوں جگہہ دی لیکن حضرت امام حسین علیہ السلام کی ایک بیٹی تہی، چار برس کی کہ اوسے بہت پیار کرتے تہے اور وہ بہی باپ سے نہایت ہلی تہی۔ جب سے کہ حضرت شہید ہوئے تہے ہمیشہ پوچہتی ہتی کہ این ابی کہاں ہے باپ میرا۔ پہوپہیاں اوسے ہر روز پہوسلاتیں تہیں اور ہزار طرح سے تسلی دے بہلاتیں تہیں لیکن اوسے چین نہ تہا۔ اوس رات باپ کے اشتیاق نے اوس پر کمال غلبہ کیا۔ مرثیہ من کلام مولف۔

فلک جفا سیتی اپنی نہ باز آتا ہے — جلے ہووں کوں وو پہر پہر کہوں جلاتا ہے ؎ ورق ۲۴۰ ب
سکینہ کے نہنے جیوسے نہ ہاتہہ اوٹہاتا ہے — نپٹ بچاری کا اب مفت جان جاتا ہے
سکینہ جیوسے دہو ہاتہہ باپ کے غم سوں — سدا بلکتی تہی اوس رات آیا اوس دل موں
میں آج باپ ہی کے ساتہہ سوؤں کی مجکوں — لے جاوے باپ کنے اب کوئی بہی داتا ہے
وو ساڑہے تین برس کا بت اور بوٹے سا قد — وو بہولی بہولی سی صورت وو چہوٹے چہوٹے ید

سوتس ننہے سے دم اوپر پڑا یہ روز بد
کہ باپ لئے اوسے ہوڑ کا فلک کہجاتا ہے

پہوپہی کے ہائے نہ بہلانے سے بہلتی تہی
وہ جیتا اوس کوں لے پہو سلاتی وہ مچلتی تہی

صدقہ سے مونہہ کے ایسے غم کے دراو گلتی تہی
کہ کہنے والے کا دل ہائے پہاٹا جاتا ہے

پہوپہی تمہیں یہ خوش آتا جو میں ایتی بلکوں
پدر نہ مجہ سے ملے نے پدر سیتی میں ملوں

سدا میں روتی رہوں باپ باپ کرتی رہوں
یہ بات خوب ہے یہ رونا میرا بہاتا ہے

یہ کہہ کہ مچل پڑی اور زمیں پہ لوٹ گئی
کہی نہ آج جدا سووں گی میں باپ سیتی

پڑے گا چین تہی جب کہ باپ کی گودی
مجہے ملے گی میرا جیو ہٹ ٹپاتا ہے

ورق ۲۴۸ الف

تہی زینب اوس بچی کے شمع قد پہ پروانہ
جلے تہی سر سیتی پاوں تلک وہ فرزانہ

نہ جانے تہی کہ ہوا پورا اوس کا پیمانہ
اجل کا پیک بولانے کوں اوسکے آتا ہے

کہے تہی رو، موے میرے کی یہ نشانی ہے
دو یادگار میرے بہائی کی یہ جانی ہے

میں جانوں ہوں اسی موں اوسکی اب دہانی ہے
کہ چین اوس کوں نہ آنا وہ غم گلاتا ہے

ارے نہ جانوں یہ جیوتی بچے گی اب کیوں کر
بڑا یہ داغ لگا ہیگا اس ننہے جیو پر

ہو گئی ہے سو کہہ کے تنکا خدا ہی ہے جو اگر
یہ جانبر ہووے نظر تو مجہے نہ آتا ہے

ارے وو بہائی میرا مرنے والا سر دینے
چلا تہا جس گہڑی مجہ سے لگا وداع ہونے

سفارش اوس کی ہی کرتا ہوا لگا رونے
کہا اسے تجہ اخی تجہ کوں سونپ جاتا ہے

میں اوس کوں روتے تہی وہ اوس کوں ہارتے تہا
ہو مجہ سے رخصت اسے میرے پاس سونپے تہا

میں اوس کوں بلکنے تہی وہ اس بچی کوں بلکے تہا
کہے تہا اس کوں فلک مجہ سیتی توڑاتا ہے

ورق ۲۴۸ ب

پس اب میں کیا کروں کیونکر اسے لے بہلاؤں
پدر کی یاد بہولا کیوں کہ اس کوں پرچاؤں

الہی اس کا نہ دو کہہ دیکہوں کاش مرجاؤں
یہ داغ پہر سبہی داغوں پہ لون لاتا ہے

یہ کہہ کہ جوں توں سکینہ کوں گود میں لیکر
پیشانی چوم بلائیں لے بولی جانِ پدر

تجہے دوں خوشخبری مجہ کنے اب آئی خبر
تیرا پیارا پدر تجہ کنے کل آتا ہے

اے بی بی کوئی دم اب دم لے میری گودی موں سو
پہوپہی کا مان کہا آج رات توں مت رو

پدر کل آوے گا اپنے پدر سے کل ملیو
بہت سا میوہ مٹہائی کہلونے لاتا ہے

بہلا اے پیاری پدر تیرا کل جو آوے گا
کہلونے میوہ مٹھائی بہوت سے لاوے گا
ہمیں بہی دے گی اے بی بی جو وہ دلاوے گا
کہ میرا تجہ سیتی آخر پہوپہی کانا تا ہے

وو بارے سن کہ خبر باپ کے کل آنے کی
زرا یو چپ ہوئی رونے سے مسکرا بولی
مٹھائی میوہ بہت دوں کہلونہ نہیں دونگی
کہلونہ مجکوں پہوپہی جان بہت بہاتا ہے

پرا اے پہوپہی مجہے نیند اب خوشی سے نہیں آتی
شتابی دن ہووے جو آوے بابا . بولی پہوپہی
توں سو کہانی کہے دوسری پہوپہی تیری
ہمیش تجکوں کہانی سے خواب آتا ہے ورق ٢٤٩ الف

میں لوری بی بی کوں دوں اور پہوپہی کہانی کہے
کہے سکینہ کہ ہاں سوؤں گی کہانی سے
وو آنکہیں موندی وہ کلثم کہانی کہنے لگی
نہ جانے کیا یہ فلک کہیل اب کہلاتا ہے

وو آہ بہر کہیں کلثم آنکہیوں سے آنسو بہا
کہوں کہانی میں پر بیتی آپ بیتی یا
یو آپ بیتی ہے پر بیتی کوں دئی ہوں بہولا
میں کیا کروں بورا لکہا مجہے بہولاتا ہے

پہر آہ بہر کہیں تہا ایک بادشاہ بڑا
گئی ہوں بہول ابہی تہا کچہ اچہا نام اوس کا
میرے ہے دل موں پر اس دم زباں پہ نہیں آتا
جیتا میں یاد کروں ہوں کہا نہ جاتا ہے

تہا بادشاہ بڑا اور بڑا تہا عالی مقام
زمانہ چاکر و گردوں غلام و بخت بکام
تہا اپنے ملک میں بیٹہا نہ تہا کسو سیتی کام
وو اوس کے بیری کہے ہم کوں یہ نہ بہاتا ہے

تہا ملک شام میں ایک مدعی بڑا اوس کا
جفا سے اپنی وو اوس پیچہے ہاتہہ دہوکہ پڑا
سبہوں سے اوس نے یہ لکہوایا اوسکوں کرکہ دغا
ہمیں ہمارا یہ سردار اب ستاتا ہے

اگر تم آؤ تو ہم تم کوں دیویں اب بیعت
کریں تمہاری اطاعت سبہی بجاں منت ورق ٢٤٩ ب
وگرنہ آؤ ہماری رہے گی اب حجت
بروز حشر یہ دعوا ہمیں سوہاتا ہے

وہ نامے پہونچے جب اوس شاہ کوں بایں مضموں
کیا وو خیمہ شتابی بدامن ہاموں
وہ چرخ مار کہ شادی سے تب کہا گردوں
شتاب جاؤ کہ پیک اجل بولاتا ہے

سن اے بلاؤں سکینہ پہر آخر ہوتا کیا
جدہاں کہ کونج بہ کونج اوسطرف وو شاہ چلا
نہ گذرے تہے کئی دن جو قریب جا پہونچا
سونے وو بیری کہ وہ بادشاہ آتا ہے

بڑہ اپنے شہر سے ایک بن میں اوسکے آرکے
نہ وہ بولانا نہ وہ نامے سربسر مکرے

مروت اور حیا تج لڑائی پیش کئے — کہے پہندے موں پہنسا اب کہاں تو جاتا ہے
سب اوس کے خویش و رفیقوں کوں اوس آگے مارے — جوان پوت کئے ذبح اوس کے وہاں سارے
رہا نہ کوئی جب اوس کا تب اوس کوں للکارے — کہے مزا توں اپس آونے کا پاتا ہے
ایدہر وو بہائیوں کے لوتہوں کو اوٹہاتا تہا — ایدہر وو گودموں بیٹوں کی لوتہیں لاتا تہا
ورق ۲۵۰ الف اودہر ہر ایک عدو اوسکے تئیں بولاتا تہا — کہے تہا آتا نہیں ہم سے جیو چہوپاتا ہے
ایدہر تڑپہتا تہا داماد اوس کا ٹکڑے ہو — اوٹہا اوسے گیا لینے تڑپہتے بیٹے کو
اودہر کہے تہے اوسے اوس کے مدعی بیرو — موؤں پر اپنے دیکہو کیسا تلملاتا ہے
اکیلا بیکس و بے یار و بے رفیق وو شاہ — پڑا پہرے تہا ہزاروں میں کوئی نتہا ہمراہ
کہہ اتنا کہنیچی جو کلثوم درد دل سے آہ — کہانی والا کہے ہائے مارا جاتا ہے
کلیجا مونہہ کوں اولٹ آیا جوش کہایا ہو — وو روتے روتے لگی ہچکی گر پڑی یک سو
بجہا اوس حال کوں زینب نے اپنے پیو آنسو — کہی یہ رونا پہر ہٹ میں بچی کوں لاتا ہے
پوکاری بس کرو یہیں لگ کہانی کوں رکہو — اب آئی بی بی کے تئیں نیند باقی کل کہیو
میں اب دے لوری سولاونگی اپنی پیاری کو — بلالوں سو تیرے سونے کا وقت جاتا ہے
سو میری پیاری کہ جوں بخت ہمارے اب سوئے — سو میری پیاری کہ ہم ہاتہہ زیست سے دہوئے
سو میری پیاری کہ آس اور امید ہم کہوئے — توں سو ہیں تو یہ لکہا بورا جگاتا ہے
ورق ۲۵۰ ب سو میری پیاری کہ کوئی دم غنیمت ہے سونا — سو میری پیاری کہ نت جاگنا ہے اور رونا
سو میری پیاری کہ اب ہو چوکا جو تہا ہونا — سہینگے اور بہی جو کچہہ فلک سہاتا ہے
سو میری پیاری کہ اب یجیوں کا لکہا پائی — سو میری پیاری کہ وارث بن ہاے کہلائی
سو میری پیاری بورے بخت لوٹنے آئے — ہمارے سر پہ جو پڑے گا سو سب سوہاتا ہے
جوں بارے ایسے دو کہوں سے بچی کی آنکہہ لگی — تو وو نہیں خواب میں وہ اپنے باپ کوں دیکہی
کہے ہے گود لے مجہ پاس توں نہیں آتی — شتاب آ بچہے تجہ بن نہ چین آتا ہے

یہ دیکہہ نہایت خوشی سے چونکی اور باپ کوں نہ دیکہہ پوچہی، بابا ابہی آیا تہا، کیا ہوا، ابہی میں گود میں تہی اور ابہی وہ مجہے لئے کہڑا تہا' سچ کہو کہ بابا میرا کہاں گیا۔ تمتہ مرثیہ۔

ابہی میں باپ کی گودی موں تہی اے لوگو — ابہی وو گود لئے بیٹہا تہا مجہے خوش ہو
ابہی بولاتا تہا اپنے کنے پہوپہی مجکو — ابہی کہاں گیا بابا کیوں مونہہ چھپاتا ہے
ابہی دیکہائی دیا تہا مجہے میرا بابا — ابہی کہڑا تہا میرے پاس وہ پدر میرا ؛ ورق ۱۵۲ الف
ابہی لیوے تہا میرے بوسے میرے پاس کہڑا — ابہی وو بابا گیا چہپ مجہے رولاتا ہے
ابہی یہیں تہا ابہی تہا یہیں ابہی تہا یہیں — ابہی یہاں سے گیا چہپ وو میرا باپ کہیں
یہ سن کہ بی بیاں حیرت زدہ تمام رہیں — کہیں یہ کیا ہوا کیا بخت بد یہ لاتا ہے

پہوپہیاں جیتا کہ پہوسلاتیں تہیں وہ بچی مچلتی تہی اور رو رو کہتی تہی، میرے باپ کوں لاؤ یا مجہے اوس پاس لے جاؤ۔ لمولفہ۔

اب مجہے تاب نہیں جدائی کی — اور نہ طاقت ہے صبر کی اس دم

اہل بیت سے بے اختیار فریاد اوٹہی اور شور واویلا وامصیبتا بلند ہوا۔ یزید پلید نیند سے چونک پوچہا یہ کیا شور ہے اور کہاں ہے۔ تتمہ مرثیہ

تہے چوکیدار جو حاضر وو کانپ بید مثال — کہے کہ بندیوں میں ہو رہا یہ قیل وقال
پدر کوں خواب میں دیکہی ہے ایک بچی بیحال — سو ہٹ کرے ہے یہ غل ہے یہ شور آتا ہے
یزید سن کہ نہایت غضب میں آ بولا — وہ خواب ناز سے بدخواب انہوں نے مجکوں کیا ؛ ورق ۱۵۲ ب
یہ باز آتے نہ اب لگ نہ ڈر ہے ان کوں میرا — غرور ان کا نہ گہٹتا نہ کوئی گہٹاتا ہے
مگر یہ ڈرتے نہیں ہیں زقہر سلطانی — نہ جانوں جانے یہ کیا اپنے دل موں زندانی
میں رحم کرکے دیوں ہوں جیتی انا کانی — یہ باز آتے نہ میرا غضب ہی بہاتا ہے
ابہی جو حکم کروں ہوں تو بیٹہہ کر جلاد — بہوں کے تن سیتی سر سب کے کرتا ہے آزاد
خلل کئے ہیں میری نیند بیچ کر فریاد — اوچٹ گئی ہے میری نیند غصہ آتا ہے
بہت سا کہائے کہ طیش اور بہت سا جہونجہلا کر — کہا کہ اوس کنے لے جاؤ اوس کے باپ کا سر
کہ چین آوے اوسے پہر کرے نہ یاد پدر — وگرنہ بحر غضب میرا جوش کہاتا ہے

ملعون اوس ملعون کے حکم بموجب سر امام مظلوم کا روپے کے طباق میں رکہہ اور خوان پوش زربفت سندسے ڈال، اہلبیت پاس لے جاکے، حکم ہے کہ اس کے باپ کا سر اسے دیکہلاؤ اور

ورق ۲۵۲ الف چپ کراؤ۔ جوں وہ طبق سکینہ آگے رکہے، پوچھی کہ کیا ہے۔ بعین کہے، جو چاہتی تہی سو ہے۔ جوں خوان پوش اوٹہا کر نظر کر دیکہی، سر باپ کا پہچانی، واویلا وامصیبتا، مونہہ اپنا اوس مونہہ پر رکہہ اور ہونٹ اپنے اوس ہونٹ پر مل، آہ پہر جاں بحق تسلیم ہوئی۔ تتمہ مرثیہ از کلام مولف۔

اوٹہا طباق سے سر باپ کا وو پر تعظیم   گذاشت سر بسر وگشت جاں بحق تسلیم
پہر ایسی چیخ دیئی جان وہ زری سی یتیم   کہ گونجا پیر فلک تب سے کر کہاتا ہے

نبی کے اوس گل تن سے وو جیسے گل کی بو   گئی یو روح نکل رہ گیا وو گل بن بو
پدر سے اپنے عدن بیچ جا ملی خوش ہو   پدر لے بوسے وہاں چہاتی سے لگاتا ہے

نچہا کہ زینب و کلثوم اس معاملہ کو   لوٹائیں خاک میں اپنے تئیں دو کہیاں رو رو
کہیں پوکار اے ابن معاویہ سگ خو   تو بے حیائی سے اب لگ نہ باز آتا ہے

ورق ۲۵۲ ب دریگانہ پیغمبر خدا کوں مار   کیا تمام گہر اوس کے کوں ظلم سے مسمار
اسیر کر ہمیں بولوایا یہاں لے بدکردار   سو تس اوپر بہی جفا سے نہ باز آتا ہے

خدا سے ڈرتا نہ شرم رسولؐ کرتا ہے   توں اس جفا سیتی کہہ کیا حصول کرتا ہے
جگر بتول و علی کا ملول کرتا ہے   کیوں اپنی گور کوں انگاروں سے بہراتا ہے

یہ کہہ کہ کیسی تو تی میں ہو غم زدہ مغموم   چمٹ کہ لاش سکینہ سے زینب و کلثوم
کہ گہر موں اوس سگ روسیاہ کے گئی پڑ دہوم   کہیں کہ آل نبیؐ کوں توں کیوں ستاتا ہے

ایدہر کیا تہا یو سجاد نے گریباں چاک   اودہر اوڑاتیں تہیں دونوں پہوپیاں سر اوپر خاک
تمام اہل حرم پیٹتے تہے سر بے باک   گویا بتول کا لاشہ زمیں موں جاتا ہے

آہ، پہر دوسری مرتبہ اہلبیت عصمت پر مصیبت اور ماتم حضرت امام حسینؑ کا تازہ ہوا۔
اور یزید پلید اوس حال سے واقف ہو، پرسا اہلبیت کوں دیا۔ اور روایت ہے کہ اوس ملعون ورق ۲۵۳ الف نے اہلبیت کے سفر کا اسباب تیار کر، نعمان بشیر کوں تیس سوار سے مقرر کیا کہ خدمت اہلبیت میں حاضر رہے اور محافے با زینت بنوا، پوشاک بہت دی اور بہت سے پیسے خرچ راہ لئے حاضر کر کہا، یہ عوض اوس کا جو جناب تمہاری میں مجہ سے بے ادبی واقع ہوئی۔ ام کلثم کہیں اے یزید توں نپٹ بے حیا واقع ہوا ہے۔ فرزند رسولؐ خدا کوں اور ہمارے بہائیوں بہتیجوں کوں مار

یہ عوض دیتا ہے. قسم خدا کی کہ تمام جہان اون کے ایک مو کے عوض نہیں ہو سکتا

روایت ہے کہ وقت رخصت حضرت زین العابدین کوں بولا، لوگوں کے سو مانے کوں کہا، اے زین العابدین، قسم خدا کی کہ میں حسین کے مارنے پر راضی نہ تہا. لعنت خدا ابن زیاد ملعون پر کہ اون نے تیرے باپ کوں مارا، اور اب توں کہیں نہ جا، مجہ پاس رہ، جو کچہہ کہے گا سو بجا لاؤں گا. حضرت فرمائے، بہتر ہے کہ اپنے دادا کے روضے پر عمر اپنی صرف کروں اور عبادت حق تعالی میں مشغول رہوں. پہر بہ ورق ۲۵۳ ب
ملعون کہا، بہلا، لیکن نامے اور پیغام اپنے سے مجہے محروم نہ رکہیو اور جو احتیاج و مطلب ہوئے، سو لکہیو کہ یہاں سے سرانجام کر بہیجوں. پہر نعمان بشیر کوں تاکید کی کہ حضرت کوں نگہبانی سے پہونچا یو. اور خدمت میں قصور نہ کیجیو تا میں تجہ سے راضی رہوں. یہ باتیں کہہ حضرت کوں رخصت کیا. تب حضرت سر مبارک سید الشہداء کوں سب سروں سمیت لے چلے اور تیرہ تیزی کی بیسویں تاریخ کہ وہ دن حضرت کے چہلم کا تہا، کربلا میں پہونچے اور اپنے باپ بزرگوار کے سر کوں بدن سے لگا، زمین میں سونپے اور سب اہل بیت اطہر ماتم شروع کرے، من کلام مولفؒ۔ بہ ورق ۲۵۴ الف

چالیس دن کے بعد تیرا سر بدن سیتی   ہے ہے حسین آج ملا زخمی تن سیتی

جلتا رہا یو دہوپ میں اور خاک میں پڑا   محروم تس اوپر رہا گور و کفن سیتی

پہر اصغر معصوم کوں باپ ساتہہ رکہے اور حضرت علی اکبر کوں باپ کی پائینتین دہرے اور سب سروں کوں ملا گنج شہیداں کیے. پہر حضرت عباس کوں لب فرات پر جہاں کہ شہید ہوے تہے رکہے اور غلغلۂ ماتم و فغان زمین سے عرش بریں کوں پہونچائے. آہ واویلا صد واویلا ماتم حسین علیہ السّلام

۷۸۶

فرہنگِ کربل کتھا

صفحہ	سطر	الفاظ	تشریح
۱	۲	لم یزلی	جس کو زوال نہیں ہے۔
۱	۵	بشیر و نذیر	بشارت دینے والا اور ڈرانے والا، یہ خطابات اللہ تعالیٰ نے قرآن شریف میں حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو دئے ہیں۔
۱	۱۳	کنت نبیاً و الآدم (کنت نبیاً و آدم بین الماء و الطین)	حدیث شریف کی طرف اشارہ ہے جس میں ارشاد ہے کہ آدم مٹی اور پانی کے درمیان تھے یعنی پیدا نہیں ہوئے تھے اُس وقت میں نبی تھا۔
۱	۱۴	وصف یٰس او سکی اور طاہا	یٰس اور طہٰ قرآن شریف کی دو سورتیں ہیں ان میں حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی تعریف ہے۔
۱	۱۴	اسریٰ بعبدہٖ لیلاً	قرآن شریف کی آیت ہے سبحان الذی اسریٰ بعبدہٖ لیلاً من المسجد الحرام الی المسجد الاقصیٰ.... حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی معراج کا ذکر ہے "پاک ہے وہ اللہ جو لے گیا اپنے بندے کو ایک رات میں مسجد حرام سے مسجد اقصیٰ کو" یہاں اُس کی طرف اشارہ ہے۔
۲	۶	قل کفیٰ باللہ	قرآن شریف کی آیت کا ٹکڑا ہے قل کفیٰ باللہ شہیدا... فرما دیجئے کہ اللہ تعالیٰ میرے اور تمھارے درمیان گواہی کے واسطے کافی ہے۔ اور وہ جس کے پاس علم کتاب ہے۔ یہ حضرت علیؑ کے متعلق فرمایا ہے۔

تشریح	الفاظ	سطر	صفحہ
قرآن شریف کی آیت کا ٹکڑا ہے۔ انما یرید اللہ لیذھب عنکم الرجس اھل البیت و یطھرکم تطھیرا۔ اس آیت کو آیت تطہیر کہتے ہیں: "اے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اہلبیت اللہ تعالیٰ چاہتا ہے کہ تم سے گندگی کو دور کر دے اور تم کو پورے طور پر پاک و طاہر کر دے"۔	انما یرید اللہ	۶	۲
قرآن شریف کی آیت کا ٹکڑا ہے: "اور ان کے پروردگار نے ان کو پاک شراب پلائی"۔	وسقٰی ربہم شراب طہور (وسقاہم ربہم شراباً طہورا)	۷	۲
نادِ علی ایک دعا ہے۔ نادِ علیاً مظہر العجائب تجدہ عوناً لک فی النوائب کل ھم و غم سینجلی بولایتک یا علی یا علی یا علی	نادِ علی	۸	۲
علی کو پکارو، وہ عجیب باتوں کے مظہر ہیں۔ اپنی پریشانیوں میں اُن کو مددگار پاؤ گے۔ تمام مصیبتیں اور غم آپ کی ولایت سے دُور ہو جائیں گے۔ اے علی۔ اے علی۔ اے علی۔	عوناً لک فی النوائب	۹	
	کل ہم و غم سینجلی	۱۰	
بیان کیا جاتا ہے کہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علی کرم اللہ وجہ کے واسطے وصیت فرمائی تھی۔	وصیٔ نبی	۱۱	۲
حضرت علی کرم اللہ وجہ کی ولادت خانہ کعبہ میں ہوئی تھی۔ اس لئے خانہ زادِ خدا کہا گیا کہ خانہ کعبہ خدا کا گھر ہے۔	خانہ زادِ خدا	۱۲	۲
تم میرے لئے مثل ہارونؑ کے ہو حضرت علیؑ کی نسبت حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث ہے کہ تم میرے لئے ایسے ہو جیسے حضرت موسیٰ علیہ السلام کے لئے حضرت ہارون علیہ السلام تھے۔ وہ حضرت موسیٰ کے بھائی اور کارِ نبوت میں مددگار تھے۔	انت منّی بمنزل ہارون (بمنزلۃ ہارون من موسیٰ)	۱۳	۲
ایک حدیث ہے کہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علیؑ کی	وَال من والاہٗ	۱۴	۲

صفحہ	سطر	الفاظ	تشریح
۲	۱۴	عَادِمن عَاداہٗ	نسبت ارشاد فرمایا کہ اے اللہ محبت کر اُس سے جس نے اُن سے محبت رکھی اور اُس ہی حدیث میں ہے کہ اُس سے دشمنی رکھ جس نے اُس سے دشمنی رکھی ۔
۲	۱۵	انا مدینۃ العلم وعلی (بابہا)	ایک حدیث شریف ہے کہ انا مدینۃ العلم و علی بابُھا "میں علم کا شہر ہوں اور علیؑ اُس کا دروازہ ہیں" اسکی طرف اشارہ ہے ۔
۲	۱۶	انا میزان الحکمۃ وعلی لسانہا	ایک حدیث شریف ہے کہ میں حکمت کی ترازو ہوں اور علیؑ اُس کا کانٹا ہیں ۔
۳	۴	بضعۃ منی	"میرے جسم کا ٹکڑا" ایک حدیث شریف کا ٹکڑا ہے جس میں ارشاد ہے کہ فاطمہ رضی اللہ عنہا میرے جسم کا ٹکڑا ہیں
۳	۵	من اذاہا فقد اذانی	حدیث شریف میں ارشاد ہے کہ جس نے اُن کو یعنی حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کو تکلیف پہنچائی ۔ اُس نے مجھ کو تکلیف پہنچائی اور جس نے مجھ کو تکلیف پہنچائی اُس نے خدا کو تکلیف پہنچائی ۔
۳	۶	من اذانی فقد اذا اللہ (آذیٰ)	
۵	۷	مَن بکا	"جو کوئی رویا" بیان کیا جاتا ہے کہ یہ حدیث ہے کہ جو کوئی حسینؑ کے غم میں رویا یا دوسرے کو رولایا وہ جنّت میں داخل ہوگا ۔ یہاں اسی کی طرف اشارہ ہے ۔
۶	۸	ادخلوا الجنۃ	جنت میں داخل ہو ۔
۶	۱۱	قایم منتظر امام بحق	وہ امام جو اس وقت کے امام ہیں اور جن کا انتظار ہے اور جو امام برحق ہیں ۔ ایک عقیدہ یہ ہے کہ امام مہدیؑ پیدا ہوئے امامت کی اور غایب ہوگئے ۔ اب اُن ہی کا عہدِ امامت ہے ۔ اُن کا انتظار ہے کہ کب ظاہر ہوں ۔ وہ آخر وقت میں ظاہر ہوں گے ۔
۶	۱۲	عیسیٰ مریم کا ہے گا پیش امام	امام مہدیؑ کا ظہور اوس وقت ہوگا جب دنیا میں فتنہ وفساد بہت

صفحہ	سطر	الفاظ	تشریح
			زیادہ ہو جائے گا۔ وہ اصلاح کریں گے پھر بھی فساد زیادہ ہوگا تو حضرت عیسیٰ آسمان سے آئیں گے اور امام مہدیؑ کی امداد کریں گے۔ جس وقت حضرت عیسیٰ آئیں گے حضرت امام مہدیؑ نماز میں امامت کریں گے اور حضرت عیسیٰ اُن کے پیچھے نماز پڑھیں گے۔ یہاں اسی پیشین گوئی کی طرف اشارہ ہے۔
۶	۱۳	صاحب عندنا و حسن مآب	قرآن شریف کی آیت کا ٹکڑا ہے وان لہ عندنا لزلفیٰ وحسن مآب۔ اُس کو ہمارے نزدیک قربت اور نیک انجام ہے۔
۶	۱۴	صومعہ دار یذکرون اللہ	یذکرون اللہ کے عبادت خانے میں رہنے والے، قرآن شریف کی آیت میں اللہ تعالیٰ کا ذکر کرنے والوں کی تعریف ہے۔ الذین یذکرون اللہ قیاماً و قعوداً۔ وہ لوگ جو اللہ تعالیٰ کا ذکر کرتے ہیں کھڑے ہو کر اور بیٹھ کر۔
۶	۱۵	صاحب العصر	اس زمانے کے امام، حضرت امام مہدیؑ کو موجود اور اس زمانے کا امام مانتے ہیں۔
۷	۱	اسباط	اولاد
۷	۲	اربع عشر بنیان	چودہ بنیادی حضرات۔ یعنی رسول خداؐ۔ سیدہ فاطمہؑ اور بارہ امامؑ جن کو چودہ معصوم بھی کہتے ہیں۔
۸	۱۰	زائر خیر الامۃ	خیر الامہ سے حضرت علیؑ مراد ہیں۔ زائر خیر الامہ، حضرت علیؑ کی زیارت کو جانے والے۔
۸	۱۰	زایرانِ ائمہ	(باقی) اماموں کی زیارت کو جانے والے۔
۸	۱۱	چودہ تن	چودہ معصومین۔
۸	۱۴	عتبات	متبرک مقامات، اماموں کے مزارات۔

تشریح	الفاظ	سطر	صفحہ
قیدی	اُسرا	۲۱	۸
خالص سچائی سے	بصدق نظیف	۲۳	۸
مالک اور عطا کرنے والے اللہ کی امداد سے فاتحہ ختم ہوئی اُس ہی کی طرف لوٹنا ہے اور انجام ہے اور امام حسین مظلوم اور اُن کی مغموم اولاد پر صلوٰۃ وسلام ہو۔	تمت الفاتحہ .... المغموم	۱۱	۹
روح کو ثواب پہنچانا۔	ترویح	۱۴	۹
قرآن شریف میں سورہ اِنَّآ اَعْطَیْنٰا ہے جس میں لکھا ہے کہ ہم نے آپ کو کوثر دیا۔ قیامت میں ہر ایک کو پیاس شدید ہوگی اور وہاں حوض کوثر ہوگا۔ اُس میں سے حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم شربت مرحمت فرمائیں گے اُس کی طرف اشارہ ہے۔	چشمہ فیض انا اعطینا جرعہ بخش شراب کا الکوثر	۱	۱۰
قرآن شریف میں حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی معراج کے ذکر میں لکھا ہے کہ آپ اللہ تعالیٰ کے اس قدر قریب پہنچ گئے کہ اتنا فاصلہ رہ گیا کہ قاب قوسین او ادنیٰ دو کمانوں کی بقدر یا اس سے بھی کم۔ اُس آیت اور مرتبہ کی طرف اشارہ ہے۔	شاہباز مقامِ او ادنیٰ	۲	۱۰
حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے معجزوں میں سے ہے کہ سورج غروب ہو رہا تھا۔ آپ نے اُس کو حکم دیا اور سورج واپس آگیا۔	حکم سے جس کے ردِ شمس ہوا	۴	۱۰
حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے معجزوں میں سے یہ بھی ہے کہ آپ نے انگلی سے اشارہ فرمایا اور چاند دو ٹکڑے ہوگیا۔	اوس اشارے سیتی ہے شق قمر	۴	۱۰
قرآن شریف کی سورۃ جس میں توحید کا بیان ہے۔ قل ھُوَاللہ احد۔	سورۂ توحید	۶	۱۰
حضرت علی کرم اللہ وجہٗ کا لقب اسداللہ یعنی شیرِ خدا ہے۔	شیرِ حق	۹	۱۰
"بدر اور اُحد کے بہادر حضرت علی کرم اللہ وجہ" بدر اور احد کی جنگوں	شہسوار بدر و اُحد	۹	۱۰

صفحہ	سطر	الفاظ	تشریح
			ہیں بہادری سے لڑے تھے ۔
۱۰	۹	مورد لافتیٰ و نادِ علی	جن کے لئے لافتیٰ اور نادِ علی وارد ہوئی۔ ایک مقولہ ہے لافتیٰ الا علی لاسیف الا ذوالفقار۔ علیؑ کے علاوہ کوئی بہادر نہیں اور ذوالفقار کے علاوہ کوئی تلوار نہیں۔ ذوالفقار حضرت علیؑ کی تلوار کا نام تھا اور نادِ علی بھی حضرت علیؑ کی شان میں ہے ۔
۱۰	۱۰	راکبِ دوشِ احمدِ مرسل	حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے کندھے پر سوار ہونے والا۔ خانۂ کعبہ میں بُت رکھے ہوئے تھے وہ اونچے تھے اُن کو توڑنے کے لئے حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم حضرت علیؑ کے کندھے پر سوار ہوئے۔ حضرت علیؑ آپ کے بوجھ کو نہ سنبھال سکے تو آپ نے حضرت علیؑ کو اپنے کندھے پر سوار کرایا اور بُت اتروا کر توڑے۔ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے کندھے پر سوار ہونے والے ۔
۱۲	۹	باکی العینین	رونے والی آنکھوں والے ۔
۱۲	۱۵	فی المنقبت والدعای والتعجیل ظہور موفور السرور	تعریف میں اور دعا میں اور اون کے بہت خوشی بڑھانے والے ظہور کی جلدی میں ۔
۱۳	۱۵	بادشاہ ارفع الدرجات	اونچے مرتبے والا بادشاہ ۔
۱۳	۱۶-۱۵	لقضاء حوائج المومنین	مومنوں کی ضرورتیں پوری کرنے کے واسطے ۔
۱۴	۷	تمت الفواتح بالخیر	فاتحہ خیر وخوبی سے ختم ہوئیں ۔
۱۵	۷	واجب الوجود	وہ ذات جو خود موجود ہو ۔
۱۵	۸	درکِ افہام سے مبّرا	سمجھ کے جاننے سے بری ۔
۱۵	۸	لائی حمد	تعریف کے موتی ۔
۱۵	۸	جوہرِ ثنا تحفہ دار	تحفہ میں پیش کرنے کے قابل تعریف کے جواہرات ۔

صفحہ	سطر	الفاظ	تشریح
۱۵	۹	احاطہ اوہام سے معرّا	وہموں یعنی عقل کی حدود سے باہر
۱۵	۱۰	مضیق عجز و قصور	مجبوری اور کوتاہی کی دشواری
۱۵	۱۶	عاقبت	آخر کار
۱۵	۱۶	لا اُحصی ثناءً علیک	"میں آپ کی تعریفوں کا شمار نہیں کرسکتا"
۱۵	۱۶	کشافِ بیانِ صحیح	ٹھیک بیانوں کی شرح کرنے والا
۱۵	۱۸	انت کما اثنیت علی نفسک	تو ایسا ہے جیسی کہ تو نے خود اپنی تعریف فرمائی۔ حدیث شریف کا مضمون ہے۔
۱۶	۵-۶	ولنبلونکم بشئی من الخوف والجوع ونقص من الاموال والانفس والثمرات	قرآن شریف کی آیت ہے۔ ہم اُن کو آزمائیں گے تھوڑے ڈر اور بھوک اور مالوں کے اور جانوں کے اور اولادوں کے نقصانات سے۔
۱۶	۶-۷	اذا اصابتھم مصیبۃ قالوا انا للہ وانا الیہ راجعون۔	قرآن شریف کی آیت ہے۔ جب اُن پر مصیبت پڑی تو انھوں نے کہا ہم اللہ ہی کے ہیں اور اللہ ہی کی طرف لوٹنے والے ہیں۔
۱۶	۷	اولئک علیھم صلوات من ربھم ورحمۃ واولئک ھم المھتدون	قرآن شریف کی آیت کا ٹکڑا ہے۔ وہ ایسے لوگ ہیں کہ اللہ کی صلوۃ اور رحمت اُن کے اوپر ہے اور وہ ہدایت پائے ہوئے ہیں۔
۱۶	۱۲	عنا	مصیبت۔
۱۶	۱۲	یحبھم ویحبونہ	قرآن شریف کی آیت کا ٹکڑا ہے۔ اللہ اُن سے محبت کرتا ہے اور وہ اُس سے محبت کرتے ہیں۔
۱۶	۱۲-۱۳	وکان اللہ غفوراً رحیما	قرآن شریف کی آیت کا ٹکڑا ہے۔ اور اللہ بخشنے والا اور رحم کرنے والا ہے۔
۱۶	۱۳	وحدہٗ لاشریک لہٗ	قرآن شریف کی آیت کا ٹکڑا ہے۔ وہ ایسا ایک ہے کہ اُس کا کوئی شریک نہیں ہے۔
۱۶	۱۴	لم یلد ولم یولد	قرآن شریف کی آیت کا ٹکڑا ہے۔ نہ وہ کسی سے پیدا ہوا اور نہ اُس سے کوئی پیدا ہوا۔

تشریح	الفاظ	سطر	صفحہ
بے نیاز۔ بے احتیاج۔ اللہ تعالیٰ کا ایک نام ہے۔	صمد	۱۴	۱۶
خدا کی خواہش۔	مشیت	۱۵	۱۶
جس کو سبب کی ضرورت نہ ہو۔	بے علت	۱۵	۱۶
جاری کرنا	تمشیت	۱۵	۱۶
بنانا	تکوین	۱۶	۱۶
ثابت شدہ۔ واضح آیت۔ کلام صریح۔	نص	۱۶	۱۶
قرآن شریف کی آیت کا ٹکڑا ہے۔ اللہ نے ہر چیز کو اُس کی بناوٹ دی۔	اعطی کل شیٍ خلقہ	۱۶	۱۶
قرآن شریف کی آیت کا ٹکڑا ہے۔ ہم نے انسان کو بہترین بناوٹ سے پیدا کیا۔	لقد خلقنا الانسان فی احسن تقویم	۱۷	۱۶
عدم کا پردہ	کتم عدم	۱۸	۱۶
قرآن شریف کی آیت کا ٹکڑا ہے۔ ہم نے عزت دی آدم کی اولاد کو۔	لقد کرّمنا بنی آدم	۱۸	۱۶
انسانوں کا گروہ۔	معشر بشر	۱۸	۱۶
قرآن شریف کی آیت کا ٹکڑا ہے۔ اور ہم نے اُن کو اپنی مخلوق میں سے بہت سوں پر فضیلت دی۔	و فضلناھم علی کثیر من خلقنا	۱۹	۱۶
اُس کے فضل سے عدم سے وجود ظاہر ہوا اُس کے فیض سے انسان کو بزرگی ملی	ز فضلش وجود از عدم شد پدید ز فیضش فضیلت بانسان رسید	۲۰	۱۶
قرآن شریف کی آیت کا ٹکڑا ہے۔ میں اوس سے واقف ہوں جس کو تم کو نہیں جانتے۔ اللہ تعالیٰ نے فرشتوں سے فرمایا تھا۔	انی اعلم ما لا تعلمون	۲۱	۱۶
فرشتوں کے صومعوں کے مجمعے۔	مجامع صوامع ملکوت	۲۱	۱۶
قرآن شریف کی آیت کا ٹکڑا ہے۔ کیا تو بنائے گا اُس کو جو زمین میں	اتجعل فیھا من یفسد فیھا و یسفک الدماء	۲۲	۱۶

صفحہ	سطر	الفاظ	تشریح
			فساد پھیلائے گا اور خون بہائے گا۔ فرشتوں نے اللہ سے کہا تھا۔
۱۶	۲۳	وعلم آدم الاسماء کلھا	قرآن شریف کی آیت کا ٹکڑا ہے۔ اور آدم کو تمام نام سکھا دئے۔
۱۶	۲۳	بساطِ بسیطِ غبرا	مٹی کا پھیلا ہوا فرش، تمام روئے زمین۔
۱۶	۲۳	نحن نسبح بحمدك ونقدس لك	ہم تیری پاکی بیان کرتے ہیں اور تیری تعریف کرتے ہیں اور تیری تقدیس کرتے ہیں۔ فرشتوں نے اللہ تعالیٰ سے کہا تھا۔
۱۷	۱-۲	سبحانك لاعلم لنا الا ما علمتنا	قرآن شریف کی آیت کا ٹکڑا ہے۔ تو پاک ہے، ہم کو کوئی علم نہیں ہے سوائے اس کے جو کچھ تو نے سکھایا ہے۔ فرشتوں نے اللہ سے کہا تھا۔
۱۷	۲	ایاك نستعین	قرآن شریف کی آیت کا ٹکڑا ہے۔ ہم تجھی سے مدد چاہتے ہیں۔
۱۷	۷	واللہ یوید بنصرہ من یشاء	اور اللہ اپنی مدد سے جس کی چاہتا ہے تائید کرتا ہے۔
۱۷	۹	وینصرك اللہ نصراً عزیزا	قرآن شریف کی آیت کا ٹکڑا ہے۔ اللہ آپ کی غلبہ والی مدد کرے گا۔
۱۷	۱۰	تؤتی الملك من تشاء و تنزع الملك ممن تشاء و تعز من تشاء بیدك الخیر انك علی كل شیٔ قدیر	تو جس کو چاہتا ہے ملک دیتا ہے اور جس سے چاہتا ہے ملک لے لیتا ہے اور جس کو چاہتا ہے عزت دیتا ہے۔ تیرے ہاتھ میں بھلائی ہے تحقیق تو ہر چیز پر قدرت رکھتا ہے۔
۱۷	۱۷	تمت التوحید بعون اللہ الملك الوحید	یکتا بادشاہ اللہ کی امداد سے توحید کا بیان ختم ہوا۔
۱۷	۱۹	زینتِ بیت من از نعتِ پیمبرؐ باشد سقف را مرتبہ از پہلوئے خاتم بندیست	میرے شعر کی رونق پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کی نعت سے ہے جیسے چھت کی خوبی نقاشی پر موقوف ہے۔
۱۷	۲۱	وما ارسلناك الا شاهداً و مبشراً و نذیرا	قرآن شریف کی آیت کا ٹکڑا ہے۔ اور نہیں بھیجا ہم نے آپ کو مگر شہادت دینے والا، خوشخبری دینے والا اور ڈرانے والا بنا کر۔ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم سے ارشاد ہے۔
۱۷	۲۳	لولاك لما خلقت الافلاك	حدیث شریف میں حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم سے اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے، اگر تم نہ ہوتے تو ہم آسمانوں کو نہ پیدا کرتے۔ یعنی تمام جہاں پیدا نہ ہوتے۔

صفحہ	سطر	الفاظ	تشریح
۱۸	۱	کنت نبیاً و الادم بین الماء و الطین	حدیث شریف کا ٹکڑا ہے حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ آدم علیہ السلام مٹی اور پانی کے درمیان تھے یعنی پیدا نہیں ہوئے تھے اس وقت بھی میں نبی تھا۔
۱۸	۷	مسانِد رسالت	پیغمبری کی سندیں۔
۱۸	۸	أستارِ لاریبی	یقینی پردے (اسرار)۔
۱۸	۹	طغرائے مناشیرِ قدر و قضا	تقدیر کے احکام کے دستخط۔
۱۸	۹	دساتیر	احکام۔ قوانین۔
۱۸	۱۰	اساطیر	قصے۔
۱۸	۱۱	عسیٰ ان یبعثك ربك مقاماً محمودا	قرآن شریف کی آیت کا ٹکڑا ہے۔ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی نسبت اللہ نے فرمایا ہے۔ امید ہے کہ آپ کو آپ کا رب مقامِ محمود پر فائز کرے گا۔
۱۸	۱۱	ھو بالافق الاعلیٰ	قرآن شریف کی سورۂ نجم میں معراج کے ذکر میں ہے۔ اور وہ تھا سب سے بلند افق میں۔
۱۸	۱۲	سبحان الذی اسریٰ بعبدہ لیلاً	قرآن شریف میں معراج کے ذکر میں لکھا ہے۔ پاک ہے وہ خدا جو لے گیا (اپنے بندے کو ایک رات میں مسجد الحرام سے مسجد اقصیٰ تک)
۱۸	۱۲	دنیٰ فتدلیٰ	قرآن شریف میں معراج کے ذکر میں ہے اور حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے اللہ تعالیٰ کے قرب میں پہنچنے کے وقت کے متعلق لکھا ہے۔ "قریب ہوا پھر جھکا"
۱۸	۱۳	ذی قوۃ عند ذی العرش مکین	قرآن شریف کی آیت کا ٹکڑا ہے۔ قوت والا ہے اور عرش والے کے نزدیک بڑے مرتبہ والا ہے۔
۱۸	۱۳	مطاع ثم امین	قرآن شریف کی آیت کا ٹکڑا ہے۔ وہاں ان کا حکم مانا جاتا ہے اور وہ امانت دار ہیں۔

صفحہ	سطر	الفاظ	تشریح
۱۸	۱۴	انك لعلی خلق عظیم	قرآن شریف میں حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے اخلاق کا ذکر ہے۔ تحقیق آپ بہت بڑے اخلاق والے ہیں۔
۱۸	۱۴	(فوق) کل ذی علم علیم	قرآن شریف کی آیت کا ٹکڑا ہے۔ سب علم والوں کے اوپر ایک جاننے والا ہے۔
۱۸	۱۵	قاب قوسین او ادنیٰ	قرآن شریف میں معراج شریف کے ذکر میں لکھا ہے۔ جب حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم اللہ تعالیٰ کے قرب میں پہنچے۔ تو اتنے قریب پہنچ گئے کہ " دو کمانوں کی برابر یا اس سے بھی کم " فاصلہ رہ گیا۔
۱۸	۱۵	ما رمیت اذ رمیت ولکن اللہ رمی	قرآن شریف کی آیت کا ٹکڑا ہے " آپ نے نہیں پھینکی تھیں جب کہ کنکریاں آپ نے پھینکی تھیں بلکہ اللہ نے کنکریاں پھینکی تھیں " بدر کی جنگ میں حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے دشمنوں کے اوپر کنکریاں پھینکیں ان سے وہ ہلاک ہوئے اسکی نسبت اللہ نے فرمایا کہ وہ کنکریاں آپ نے نہیں پھینکی تھیں بلکہ ہم نے پھینکی تھیں۔
۱۸	۱۵	ان اللہ وملٰئکتہ یصلون علی النبی	قرآن شریف میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے " تحقیق اللہ اور اس کے فرشتے نبی کے اوپر صلوٰۃ (درود - رحمت) بھیجتے ہیں " اس کے آگے حکم ہے کہ یاایھاالذین آمنوا صلوا علیہ و سلموا تسلیما۔ اے ایمان لانے والو ان کے اوپر خوب صلوٰۃ اور سلام بھیجو۔
۱۸	۱۶	السراج المنیر والدر البھی	روشن چراغ اور چمک دار موتی۔ قرآن شریف میں حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو السراج المنیر کہا گیا ہے۔
۱۸	۱۷-۱۶	انا فتحنا لك فتحا مبینا	'ہم نے آپ کو کھلی ہوئی فتح دی ہے' قرآن شریف کی آیت ہے حدیبیہ میں کفار مکہ سے صلح ہوئی تھی مسلمانوں کو خیال تھا کہ ہم نے دب کر صلح کی۔ اس پر اللہ نے یہ فرمایا۔
۱۸	۱۷	رضیت لکم الاسلام دینا	تمھارے لیے میں نے دین اسلام کو پسند کیا۔ حج وداع کے وقت

صفحہ	سطر	الفاظ	تشریح
			آیت نازل ہوئی کہ الیوم اکملت لکم دینکم واتممت علیکم نعمتی ورضیت لکم الاسلام دینا۔ آج میں نے تمھارے دین کو مکمل کر دیا اور تم پر اپنی نعمت تمام کی اور تمھارے لیے دین اسلام کو پسند کیا۔
۱۸	۱۷	انوارِ ابتدئی (ابتداء)	ہدایت کا نور۔
۱۸	۱۷	مالکِ ممالکِ اصطفیٰ (اصطفا)	پسندیدگی کے ملکوں کا مالک۔
۱۸	۱۸	لم تروھا	(ایسی فوجیں بھیجیں) "جو تم نے نہیں دیکھیں" قرآن شریف کی آیت کا ٹکڑا ہے۔ خندق کی جنگ میں مسلمانوں کی قوت کم تھی۔ کفار کی جمعیت زیادہ تھی۔ معرکہ سخت اور اندیشہ ناک تھا۔ اللہ تعالیٰ نے خاص مدد کی اور تھوڑی مسلمانوں کی جماعت دشمنوں کے لشکر کے اوپر فتح یاب ہوئی۔ اس امداد کا اللہ تعالیٰ نے ذکر کیا ہے۔
۱۸	۱۸	رحمۃٌ للعالمین	دونوں جہانوں کے واسطے رحمت، حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی صفت اور لقب ہے۔ قرآن شریف میں موجود ہے۔
۱۸	۱۸	شفیع المذنبین	گناہگاروں کی شفاعت کرنے والے۔ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم گناہگاروں کی سفارش فرمائیں گے اور گناہ بخشوائیں گے۔ آپ کی صفت اور لقب ہے۔
۱۸	۱۹	لمعۂ انوار معرفت	اللہ تعالیٰ کی پہچان کے نوروں کی چمک۔
۱۸	۱۹	طلیعۂ طباشیرِ صباحِ قدرت	آفرینش کی ابتدا کا پیش رو۔ قدرت کی صبح مخلوقات کو بنانے کے وقت ہوئی۔ صبح کی سفیدی کو طباشیر (ایک دوا) کی سفیدی سے مشابہت دی ہے۔
۱۸	۲۰	فاتحۂ مصحفِ رسالت	"پیغمبری کی کتاب کی ابتدا"۔ فاتحہ ابتدائی سورۃ قرآن شریف

صفحہ	سطر	الفاظ	تشریح
			کی ہے الحمد۔ اور وہ بڑی معظم سورۃ ہے۔ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم آخری نبی تھے لیکن اس کے ساتھ یہ بھی ہے کہ آپ نے فرمایا کہ آدم مٹی اور پانی کے درمیان تھے اور میں اس وقت سے پہلے نبی تھا۔
۱۸	۲۲	چشمۂ فیض انا اعطینا جرعہ بخش شراب کا الکوثر	قرآن شریف کی سورہ انا اعطینا کی طرف اشارہ ہے اوس سورۃ میں متذکرہ کوثر کے حوض کے مالک اور قاسم حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہوں گے۔ انا اعطینا کی سورۃ میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔ "ہم نے آپ کو کوثر عنایت کیا پس آپ اپنے رب کے لیے نماز پڑھیے اور قربانی کیجیے۔ بیشک آپ کا جو بُرا چاہے وہ ہی برباد ہوگا۔" "انا اعطینا میں جو فیض اللہ تعالیٰ نے بخشا ہے آپ سے وہ فیض جاری ہے اور آپ ہی کوثر کی شراب مرحمت فرمانے والے ہیں۔"
۱۸	۲۳	کنوز الحقایق سرمدیہ	ازلی حقیقتوں کے خزانے۔
۱۸	۲۳	حفظہ رموز الاسرار صمدیہ	بے نیاز خدا کے اسرار اور بھیدوں کے محافظ۔
۱۸	۲۳	مفاتیح خزاین العلوم الغیبیہ	غیبی علموں کے خزانوں کی کنجیاں۔
۱۹	۱	مصابیح مکامن المعارف الدینیہ	دین کی چھپی ہوئی معرفتوں (پہچانوں) کے چراغ۔
۱۹	۱	مجالیٔ شواہد التجلیات احدیہ	اللہ واحد کی تجلیوں کی نشانیوں کے آئینے۔
۱۹	۱-۲	مرایای عرایس الاشراقیات الالہیہ	اللہ تعالیٰ کی روشنیوں کے آئینے۔ اشراق۔ روشنی۔ اُن روشنیوں کو عروس قرار دیا ہے۔
۱۹	۳	طارم خضرا	سبز (نیلا) بالاخانہ۔ آسمان۔
۱۹	۶	تاجِ مفارقِ اشرافِ عالمِ علوی	عالمِ بالا کے برگزیدہ لوگوں کے سروں کے تاج۔
۱۹	۷	مصطفائی مکی	مصطفےٰ، حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا لقب ہے۔ یعنی منتخب کردہ آپ مکہ میں پیدا ہوئے۔

صفحہ	سطر	الفاظ	تشریح
۱۹	۷-۸	مجتبائی مدنی	مجتبیٰ بھی حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا لقب ہے۔ آپ نے مدینہ میں سکونت اختیار فرمائی۔
۱۹	۸	مہتدائے قریشی	مہتدیٰ۔ ہدایت یافتہ۔ قریشی ہدایت یافتہ۔ آپ کے قبیلہ کا نام قریش تھا۔
۱۹	۸	مقتدائے ہاشمی	ہاشمی رہبر۔ آپ کے جد کا نام ہاشم تھا۔ اون کی نسبت سے ہاشمی کہا جاتا ہے۔
۱۹	۱۰	مرجع خیر انام	رجوع ہونے کا ایسا مرکز جو مخلوق میں سب سے بہتر ہے۔
۱۹	۱۰	شفیع یوم القیام	قیامت کے روز شفاعت کرنے والے۔
۱۹	۱۲	مہرِ اوجِ ہدا	ہدایت کی بلندی کے آفتاب
۱۹	۱۷	اوسی کے لئے پیکِ روح الامیں	حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس اللہ کا پیام لانے والے جبرئیل تھے۔ حضرت جبریل فرشتہ کا لقب روح الامین ہے۔ پیک۔ قاصد۔ نامہ بر۔
۱۹	۲۱	تمت نعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم	ختم ہوئی تعریف رسول اللہ کی اون کے اوپر اللہ کی طرف سے صلوٰۃ اور سلام ہو اور اون کی اولاد پر۔
۲۰	۱	دُرِ درجِ لافتیٰ	لافتیٰ کے صندوقچہ کا موتی۔ ایک مقولہ ہے کہ لافتیٰ الا علی لاسیف الا ذوالفقار۔ علی کے علاوہ کوئی بہادر نہیں ہے اور ذوالفقار کے علاوہ کوئی تلوار نہیں ہے۔ اوس کی طرف اشارہ ہے۔
۲۰	۲	خانہ زادِ خدا	ایک روایت یہ ہے کہ حضرت علی کرم اللہ وجہ خانہ کعبہ کے اندر پیدا ہوئے تھے۔ اوس رعایت سے خدا کے گھر میں پیدا ہونے والا کہا۔
۲۰	۲	واقفِ مواقفِ ناسوت و ملکوت	ناسوت اور ملکوت کے مقاموں کو جاننے والے۔ ناسوت = عالمِ اجسام اور ملکوت = عالمِ ارواح۔

صفحہ	سطر	الفاظ	تشریح
۲۰	۲-۳	عارفِ معارفِ لاہوت وجبروت	لاہوت اور جبروت کی معرفتوں (پہچانوں) کو جاننے والے۔ لاہوت وجبروت = ذات وصفاتِ الٰہی۔
۲۰	۳	مصدر آثار فتوت ومروت کا	جوانمردی اور مہربانی کے نشانات ظاہر کرنے والا۔
۲۰	۴	خاتمہ مصحفِ وصایت کا	وصیت کی کتاب کا خاتمہ۔ یعنی آپ کے لیے آخری وصیت کی گئی۔ ایک روایت یہ ہے کہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علی کے واسطے وصیت فرمائی۔
۲۰	۶	قاسم طوبا وسقر	جنت اور دوزخ کے تقسیم کرنے والے۔ طوبیٰ = جنت کا درخت۔
۲۰	۶	خداوند شمشیر دوسر	دو دھاری تلوار کے مالک۔ حضرت علی کی تلوار ذوالفقار کے دونوں طرف دھار تھی۔
۲۰	۶-۷	سزاوارِ ندائے لافتیٰ الا علی لاسیف الا ذوالفقار	لافتی الا علی لاسیف الا ذوالفقار کی آواز کے حقدار۔ ایک مقولہ ہے کہ علی کے سوا کوئی بہادر نہیں اور ذوالفقار کے سوا کوئی تلوار نہیں۔
۲۰	۸	کرار غیر فرار	نہ بھاگنے والا حملہ آور۔
۲۰	۸	منشئ احکام خدا	خدا کے احکام لکھنے والا۔ حضرت علی کرم اللہ وجہہ بھی وحی لکھنے والوں میں تھے۔ جو کچھ قرآن شریف کا جزو وحی کے ذریعہ آتا، حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابی اوس کو لکھ لیتے تھے۔
۲۰	۸-۹	انما یرید اللہ لیذھب عنکم الرجس اھل البیت ویطھرکم تطھیرا	اللہ تعالیٰ چاہتا ہے کہ تم سے گندگی کو دور کردے اے اہل بیت اور تم کو بہت زیادہ پاک کردے۔ قرآن شریف کی آیت ہے۔ اس کو آیت تطہیر کہتے ہیں۔
۲۰	۹	قل کفیٰ باللہ شھیدا	کہہ دیجئے کہ اللہ گواہی کے لیے کافی ہے۔ قرآن شریف کی آیت کا ٹکڑا ہے۔
۲۰	۹-۱۰	انما ولیکم اللہ ورسولہ والذین امنوا الذین یقیمون	اللہ تمھارا مددگار ہے اور اوس کا رسول اور وہ لوگ جو ایمان

صفحہ	سطر	الفاظ	تشریح
		الصلوٰۃ ویؤتون الزکوٰۃ وھم راکعون	لائے اور نمازوں کو قائم کرتے ہیں اور رکوع کی حالت میں زکوٰۃ دیتے ہیں۔ قرآن شریف کی آیت ہے جو حضرت علیؑ کی شان میں بتائی جاتی ہے۔
۲۰	۱۰-۱۱	ان الذین آمنوا وعملوا الصالحات	وہ لوگ جو ایمان لائے اور نیک عمل کرتے ہیں۔ قرآن شریف کی آیت کا ٹکڑا ہے۔
۲۰	۱۱	من کنت مولاہ فعلیٌ مولاہ	میں جس کا آقا ہوں اوس کا علی آقا ہے۔ حدیث ہے حضرت محمد صلعم کی۔
۲۰	۱۱-۱۲	اللھم وال من والاہ وعاد من عاداہ	اے اللہ محبت کر اوس سے جو کوئی علی سے محبت کرے اور دشمنی رکھ اوس سے جو کوئی اون سے دشمنی رکھے۔
۲۰	۱۲	ومن الناس من یشری نفسہ ابتغاء مرضات اللہ	لوگوں میں سے وہ ہیں جو اپنی جان کو رضائے الٰہی کی طلب میں بیچ دیتے ہیں۔
۲۰	۱۳	اجعلتم سقایۃ الحاج وعمارۃ المسجد الحرام کمن آمن باللہ والیوم الآخر وجاھد فی سبیل اللہ	قرآن شریف کی سورہ توبہ میں ہے، کیا تم نے بنا لیا ہے حاجیوں کو پانی پلانا اور مسجد الحرام کی آبادی کو اوس کے عمل کی برابر جو اللہ پر اور قیامت کے دن پر ایمان لایا اور اللہ کی راہ میں جہاد کیا۔
۲۰	۱۵	سقاھم ربھم شرابا طھورا	پلائی اون کو اللہ نے پاک شراب۔ قرآن شریف کی آیت کا ٹکڑا ہے۔
۲۰	۱۵	واذا رایت ثم رایت نعیماً وملکاً کبیرا	اور جب تم وہاں دیکھو گے تو نعمتیں اور بڑی سلطنت دیکھو گے۔
۲۰	۱۵	ویطعمون الطعام علی حبہ مسکیناً ویتیماً واسیرا	"اور وہ خدا کی محبت میں مسکینوں اور یتیموں اور قیدیوں کو کھانا کھلاتے ہیں" قرآن شریف کی آیت ہے۔ حضرت علی اور حضرت فاطمہ کا روزہ تھا گھر میں کچھ نہ تھا۔ قرض لے کر کچھ پکایا تھا۔ افطار کے وقت کوئی مسکین سائل آگیا جو کچھ پکایا تھا اوس کو دیدیا۔ دوسرے روز پھر روزہ تھا۔ کچھ نہ تھا قرض لے کر کچھ پکایا۔ افطار کے وقت یتیم آگیا اوس کو کھانا دیدیا۔ تیسرے روز ایک قیدی آگیا اوس کو کھانا دیدیا اور روزہ رہا۔ تو قرآن شریف کی یہ آیت نازل ہوئی۔

صفحہ	سطر	الفاظ	تشریح
۲۰	۱۶	قل لا اسئلکم علیہ اجراً الا المودۃ فی القربیٰ	آپ اُن سے فرما دیجئے کہ میں تم سے رسالت کی کوئی اجرت طلب نہیں کرتا۔ بجز اس کے کہ تم میرے قرابت داروں سے محبت کرو۔
۲۰	۱۷	انا ارسلنا الیکم نوراً مبینا	ہم نے بھیجا تمھاری طرف کھلا ہوا نور۔
۲۰	۱۷	انا مدینۃ العلم و علی بابھا	میں علم کا شہر ہوں اور علیؑ اُس کا دروازہ ہیں۔ حدیث شریف ہے۔
۲۰	۱۸	انا میزان الحکمۃ و علی لسانھا	میں حکمت کی ترازو ہوں اور علی اُس کا کانٹا ہیں۔ حدیث شریف ہے۔
۲۰	۱۸	خطیب منبر سلونی	مراد حضرت علی کرم اللہ وجہٗ سے ہے۔ "سلونی کے منبر پر خطبہ دینے والے" سلونی: "مجھ سے سوال کرو" دریافت کرو۔ حضرت علی کرم اللہ وجہہ بہت بڑے مجمع میں خاص موقعہ پر خطبہ فرما رہے تھے اُس میں ارشاد فرمایا کہ سلونی، مجھ سے دریافت کرو قبل اس کے کہ میں تم سے رخصت ہو جاؤں۔
۲۰	۱۸	وارث مرتبۂ ہارونی کا	اُس مرتبہ کا وارث جو حضرت ہارون کا تھا۔ حضرت محمدؐ نے حضرت علی کی نسبت ارشاد فرمایا کہ علی میرے لئے اُس مرتبے کے ہیں جیسے ہارونؑ موسیٰ کے لئے۔
۲۰	۱۹	انت منی بمنزلۃ ھارون من موسیٰ	تم میرے لئے اُس مرتبے کے ہو جیسے ہارون موسیٰ کے لئے۔ حدیث شریف ہے۔
۲۰	۱۹	انی جاعلک للناس اماما	"میں تم کو لوگوں کے واسطے امام بنانے والا ہوں": قرآن شریف کی آیت کا ٹکڑا ہے۔
۲۰	۲۰	ہم نام رب جلیل	"بزرگ خدا کے ہم نام": اللہ کا ایک نام علی ہے۔ اس طرح حضرت علیؑ بڑی شان والے خدا کے ہم نام ہوئے۔
۲۰	۲۲	گوشہ نشین روز سقیفہ	سقیفہ کے دن کا گوشہ نشین۔ سقیفہ کے معنی سائبان۔ حضرت محمدؐ کے انتقال کے بعد صحابہ اور عام مسلمانوں کا جلسہ سائبان میں ہوا تھا۔ حضرت علیؑ حضرت محمدؐ کے جسدِ مبارک کے غسل وغیرہ کا انتظام کر رہے تھے۔ اس لئے اس جلسہ

صفحہ	سطر	الفاظ	تشریح
			میں شریک نہیں ہوئے۔
۲۰	۲۲	اناجعلناک خلیفہ	میں نے تم کو اپنا خلیفہ بنایا۔ قرآن شریف میں ہے کہ یاداؤد اناجعلناک خلیفہ فی الارض فاحکم بین الناس بالحق
۲۰	۲۲	ثانی اثنین مرج البحرین کا	ثانی اثنین، دو میں کا دوسرا۔ مرج البحرین۔ دو سمندروں کو باہم ملا دیا۔ دو سمندروں کو باہم ملانے والوں دو میں کا دوسرا۔
۲۰	۲۳	ماصدق شیعتہ لابراہیم کا	جن کے اوپر شیعتہ لابراہیم کی آیت صادق آتی ہے۔ "ان کے گروہ میں ایک ابراہیم تھے۔" قرآن شریف کی آیت کا ٹکڑا ہے۔
۲۰-۲۱	۲۳-۱	رفعناہ مکاناً علیا	"ہم نے اُن کو اونچی جگہ پر بلند کیا۔" قرآن شریف میں حضرت ادریس کی نسبت آیا ہے۔
۲۱	۱	ولم نجعل لہ من قبل سمیا	"اور ہم نے اس سے پہلے اُن کا ہم نام نہیں بنایا۔" حضرت یحییٰ کے ذکر میں قرآن میں ہے۔
۲۱	۱	اباتراب	حضرت علی کرم اللہ وجہہ مسجد میں لیٹے تھے۔ بدن کو مٹی لگ گئی تھی حضرت محمدؐ تشریف لائے۔ آپ نے دیکھ کر فرمایا۔ قم یااباتراب۔ اے مٹی والے اُٹھ۔
۲۱	۱	وعندہ علم الکتاب	اور اُس کو ہی کتاب کا علم ہے۔
۲۱	۲	رضیت لکم الاسلام دینا	"میں نے تمھارے لئے دین اسلام کو پسند کیا۔" قرآن کی آیت حج وداع کے وقت آئی۔
۲۱	۲	لوکشف الغطاء ما ازددت یقینا	اگر پردہ ہٹا دیا جائے جب بھی میرا یقین زیادہ نہ ہوگا۔ یعنی میرا یقین اب بھی کامل ہے۔
۳۱	۳	نقاتل علی تاویل القرآن	قرآن کی تاویل یعنی حقیقت پر ہم جنگ کرتے ہیں۔
۲۱	۳	امتحن اللہ قلبہ بالایمان	اللہ نے اُن کے دل کو ایمان کے ذریعہ جانچا۔

صفحہ	سطر	الفاظ	تشریح
۲۱	۴	کنندۂ درِ خیبر	خیبر کے دروازے کو اکھاڑنے والے، خیبر کی جنگ میں وہاں کے لوگ قلعہ بند ہو گئے تھے۔ حضرت علیؓ نے قلعہ کا دروازہ اکھاڑ دیا اور قلعہ فتح کیا۔
۲۱	۴	کشندۂ عمرو و عنتر	عمرو اور عنتر کو مارنے والے۔ عمرو اور عنتر اُس زمانے کے تمام عرب کے بڑے مشہور بہادر پہلوان تھے۔ حضرت علیؓ نے ہی اُن کو مارا۔
۲۱	۴	علیؓ خیر البشر و من ابیٰ فقد کفر	علیؓ انسانوں میں سب سے بہتر ہیں اور جس نے انکار کیا وہ کافر ہو گیا۔
۲۱	۵	ابا الریحانتین	دو پھولوں کے باپ۔ حضرت امام حسنؓ اور امام حسینؓ کو جنت کا پھول کہا گیا۔
۲۱	۵	مصلی القبلتین	"دو قبلوں کی طرف نماز پڑھنے والے" ابتدا میں مسلمانوں کا قبلہ بھی بیت المقدس تھا۔ پہلی امتوں کی طرح اُس ہی طرف منہ کر کے نماز پڑھتے تھے۔ ہجرت کے بعد مدینہ طیبہ میں اللہ کا حکم آیا کہ اپنا منہ کعبہ شریف (مکہ) کی طرف پھیر لیجئے اور اُس طرف کو نماز پڑھیے۔ حضرت علیؓ نے دونوں قبلوں کی طرف نماز پڑھی ہے۔
۲۱	۶	سید الکونین	دونوں جہانوں کے سردار
۲۱	۶	ہادی الخافقین	مشرق اور مغرب کو ہدایت کرنے والے
۲۱	۶	ید اللہ	اللہ کا ہاتھ۔ حضرت علیؓ کا ایک لقب ہے۔
۲۱	۶	سیفۃ اللہ (سیف اللہ)	اللہ کی تلوار۔ حضرت علیؓ کا ایک تعظیمی لقب ہے۔
۲۱	۷	ابن عم محمد مصطفیٰ	حضرت محمد مصطفیٰ کے چچا کے لڑکے، حضرت علیؓ حضور نبی کریم علیہ التحیۃ والتسلیم کے چچا حضرت ابو طالبؓ کے بیٹے تھے۔
۲۱	۷	اسد اللہ الغالب	"اللہ کے غلبہ پانے والے، فتحمند شیر" حضرت علیؓ کا لقب ہے۔
۲۱	۸	غالب کل غالب	تمام غلبہ پانے والوں کے اوپر غالب
۲۱	۹	شہاب اللہ الثاقب	اللہ کا روشن ستارہ

صفحہ	سطر	الفاظ	تشریح
۲۱	۹	ہزبر السالب	حملہ کرنے والا شیر
۲۱	۹	فارس المشارق والمغارب	مشرق اور مغرب کے ملکوں کے منتخب شہسوار
۲۱	۹	سید الوصیین	وصیوں کے سردار
۲۱	۹	یعسوب المسلمین	مسلمانوں کے سردار
۲۱	۱۴	لا تعد لا تحصیٰ	بے حد و بے حساب
۲۱	۱۶	تمت المنقبت حضرت شاہ ولایت پناہ علیہ السّلام	حضرت شاہ ولایت پناہ کی تعریف ختم ہوئی اُن کے اوپر سلام ہو۔
۲۱	۱۹	شفیعۂ روزجزا	قیامت کے روز شفاعت کرنے والی۔
۲۱	۱۸	سیدۃ النساء العالمین	دونوں عالموں کی عورتوں کی سردار
۲۱	۱۹۔۲۰	ام الکتاب قران جلالت و ہدایت کی	عظمت اور رہبری کے قران کی سورۂ فاتحہ۔ الحمد کی سورۃ کا نام ام الکتاب بھی ہے۔
۲۱	۲۰	سورۂ مریم مصحف رسالت و نبوت کی	رسالت اور نبوت کے قران کی سورۂ مریم
۲۱	۲۰	مسبحہ پنجہ ید اللہ	حضرت علیؑ کے ہاتھ کی انگشت شہادت۔ ید اللہ حضرت علیؑ کا لقب۔
۲۱	۲۰۔۲۱	عابدۂ صومعۂ عرش اشتباہ	عرش جیسے مقدس عبادت خانے کی عبادت گذار
۲۱	۲۱	حُوریٔ انسیہ	انسانوں میں کی حور
۲۱	۲۱	مرآت انوار نامتناہی کی	ختم نہ ہونے والے، غیر محدود انوار کی آئینہ
۲۱	۲۳	قوتِ مدرکۂ دست تقدیر	قدرت کے ہاتھ کی سمجھنے کی قوت
۲۱	۲۳	منبع چشمۂ آیۂ تطہیر	آیۂ تطہیر کے چشمے کی مخزن۔ آیت تطہیر میں حضرت محمد صلعم کی اہلبیت کی پاکی بیان کی گئی ہے۔
۲۲	۱	کدبانو کارخانۂ ایجاد کی	عالم ایجاد کی مالکہ
۲۲	۲	مخزن علم لدنی	علم غیبی کا خزانہ

صفحہ	سطر	الفاظ	تشریح
۲۲	۲	الفاطمۃ بضعۃ منی	فاطمہ میرے جسم کا ٹکڑا ہے حضرت محمد صلعم کی حدیث ہے۔
۲۲	۲	ناقۃ اللہ وسقیٰہا	اللہ کی اونٹنی اور اس کی سیرابی (کا خیال رکھنا) قران شریف کی آیت ہے۔
۲۲	۲	اذانی من اذاھا	حدیث شریف ہے من اذاھا فقد اذانی جس نے اُس کو تکلیف پہنچائی اُس نے مجھ کو تکلیف پہنچائی اور اس کے آگے یہ بھی ہے کہ من اذانی فقد اذی اللہ. جس نے مجھ کو تکلیف پہنچائی اُس نے خدا کو تکلیف پہنچائی۔
۲۲	۲-۳	کنزاً مخفیاً	کنت کنزاً مخفیاً فاحببتُ ان اُعرفَ یہ حدیث میں خدا کا ارشاد ہے کہ میں چھپا ہوا خزانہ تھا میں نے چاہا کہ میں پہچانا جاؤں۔
۲۲	۳	اذنادیٰ ربّہ نداءً خفیًا	جب اس نے اپنے رب کو ہلکے سے آواز دی
		ارجعی الیٰ ربّک راضیۃً مرضیہ	(یاایّتھا النفس المطمنۃ. اے نفس مطمئن) اپنے رب کی طرف خوش خوش لوٹ۔
۲۲	۴	زہرۃ الریاض من شجرۃ مبارکۃ زیتونۃ لاشرقیۃ ولاغربیۃ	مبارک زیتون کے درخت کے باغ کی کلی ہیں جو نہ کسی چیز کے مشرق میں ہے نہ مغرب میں ہے۔
۲۲	۴-۵	مشکوۃ چراغ اللہ نور السموات	اللہ تعالیٰ جو کہ آسمانوں کا نور ہے اُس کے چراغ کا طاق
۲۲	۵	محفل افروزِ باقیات الصالحات	باقی رہنے والی نیکیوں کی محفل کو رونق دینے والا
۲۲	۵	ماذاغ البصر وماطغیٰ	نگاہ بہکی نہیں اور اس نے غلطی نہیں کی. معراج کے ذکر میں قران شریف میں ہے۔
۲۲	۵-۶	سبحان الذی اسریٰ	قران شریف میں معراج کے ذکر کی طرف اشارہ ہے پاک ہے وہ (خدا) جو لے گیا.... اپنے بندہ کو مسجد الحرام سے مسجد اقصیٰ تک۔
۲۲	۶	منصوص نفطم شیعتھا من النار	جن کے لیے حکم ہو کہ ہم ان کے گروہ کے لوگوں کو جہنم سے آزاد کریں گے۔

صفحہ	سطر	الفاظ	تشریح
۲۲	۶۔۷	قاسمہ جناتٌ تجری من تحتھا الانہار	تقسیم کرنے والی جنتوں کی جن کے نیچے نہریں بہتی ہیں۔
۲۲	۷	کریمۃ النبیلہ	معزز بخشش کرنے والی
۲۲	۷	مکروبۃ العلیلہ	بیمار تکلیف زدہ
۲۲	۷	مظلومۃ الزاکیہ	پاک طاہر ستم رسیدہ
۲۲	۷	معصومۃ التقیہ	خدا سے ڈرنے والی معصومہ
۲۲	۸	ذات الاحزانۃ الطویلہ فی مدتہٗ القلیلہ	تھوڑی سی مدت میں بہت ہی لمبے غم اٹھانے والی
۲۲	۱۰	مالکۂ یوم الدین	قیامت کے دن کی مالکہ
۲۲	۱۰	زوجۂ خیر الامہ	امت میں سب سے بہتر شخص کی بیوی۔ خیر الامہ سے مراد حضرت علیؑ۔
		ام الائمہ	اماموں کی ماں
۲۲	۱۱	البتول العذرا	البتول، دنیا سے علیحدہ ہو کر خدا سے تعلق والی۔ العذرا، کنواری خدا سے تعلق رکھنے والی بی بی۔ حضرت فاطمہؑ کا نام بھی تھا۔
۲۲	۱۱ - ۱۲	صلی اللہ علی ابیھا وعلی بعلھا وبنیھا	اللہ کی صلوۃ ہو اُن کے والد پر اُن کے شوہر پر اور اُن کے بیٹوں پر۔
۲۲	۲۰	سیماھم فی وجوھھم من اثر السجود	سجدوں کے اثر سے اُن کے چہروں میں نشانیاں پڑی ہوئی ہیں۔
۲۲	۲۱	سعدین آسمان رسالت	رسالت کے آسمان کے دو مبارک سیارے۔
۲۲	۲۱	قطبین فلک امامت	امامت کے آسمان کے دو ستارے۔ قطبین دو ستارے ہیں۔
۲۳	۱	کفۂ میزان عدالت	انصاف کی ترازو کے پلڑے۔
۲۳	۲	معوذتین قرآن نجات	نجات کے قرآن کی دو سورتیں۔ قل اعوذ برب الفلق اور قل اعوذ برب الناس۔
۲۳	۳	قرینۂ موسیٰ و ہارون	حضرت موسیٰ اور حضرت ہارون کے ہمسر۔ یہ دونوں بھائی تھے۔ اور نبی تھے اور کار نبوت میں ایک دوسرے کے مددگار تھے۔
۲۳	۳ - ۴	دو صدر نشین سینۂ رسول	حضرت محمد صلعم شفقت اور محبت سے دونوں صاحبزادوں کو بچپن

صفحہ	سطر	الفاظ	تشریح
			میں اپنے سینۂ مبارک پر بٹھاتے تھے ۔
۲۳	۴	ہما ریحانتان من الدنیا	"وہ دونوں دنیا کے باغ کے دو پھول ہیں" حضرت امام حسنؑ اور امام حسینؑ کی صفت میں ارشاد ہے۔
۲۳	۴ - ۵	اللہم انی احبہما	اے اللہ میں اُن کو عزیز رکھتا ہوں (حدیث)
۲۳	۵	دو گوہر بحر یخرج منہما اللؤلؤ والمرجان	"اُس میں سے موتی اور مونگا نکلے" ایسے سمندر کے دو موتی ۔
۲۳	۶	دو مخصوص بحدیث سبطان	وہ دو حضرات جن کے واسطے سبطان والی حدیث مخصوص ہے ۔
۲۳	۶	دو یکہ تاز نعم الفارسان من الاسباط	دو سوار جن کے حق میں ہے کہ اولاد میں یہ اچھے شہسوار ہیں (حضرات حسنینؑ سے مراد ہے)
۲۳	۶ - ۷	دو مہتدیٔ آیت ہدینا ہما الصراط	ہدینا ہما الصراط (ہم نے اُن کو راہ کی ہدایت کی) کی آیت سے ہدایت پائے ہوئے دو حضرات ۔
۲۳	۷	دو مامور طہرا بیتی للطائفین والعاکفین	طہرا بیتی للطایفین والعاکفین ۔ اللہ تعالیٰ نے حکم دیا کہ میرے گھر کو، خانۂ کعبہ کو، طواف کرنے والوں اور عبادت کے لئے قیام کرنے والوں کے لئے پاک صاف کرو، قرآن شریف کی آیت ہے
۲۳	۷	دو دانشورِ آتینا ہما الکتاب المستبین	آتینا ہما الکتاب المستبین ۔ ہم نے اُن کو روشن اور واضح کتاب دی ۔ آتینا ہما الکتاب المستبین کے دو جاننے والے ۔
۲۳	۸	ربنا اجعلنا مسلمین	اے پروردگار ہم کو اپنا فرمان بردار بنادے ۔
۲۳	۸	دو ماصدق انی ترکت فیکم الثقلین	"بیشک میں نے تمہارے درمیان دو بھاری چیزیں چھوڑی ہیں" حدیث شریف ہے جن کے اوپر یہ حدیث صادق ہوتی ہے ۔ حضرت نبی کریم صلعم نے ارشاد فرمایا کہ میں دو چیزیں قابل تقلید چھوڑتا ہوں ۔ ایک قرآن شریف اور دوسرے اہل بیتؑ ۔
۲۳	۸	دو مخاطب بخطاب قد اجیبت دعوتکما فاستقیما	یقیناً تم دونوں کی درخواست قبول کرلی گئی ۔ پس تم مضبوطی سے اپنے

صفحہ	سطر	الفاظ	تشریح
			کاموں پر قایم رہو۔ وہ دو صاحبان جن کو یہ خطاب قران شریف میں ہوا۔
۲۳	۹	دو تائید یافتہ لاتخافا انی معکما	وہ دو صاحبان جن کو اس قول سے امداد کی گئی کہ مت ڈرو میں تمہارے ساتھ ہوں۔
۲۳	۹	دو پنجۂ دِر عالمِ حقیقت بین الاصبعین من اصابع الرحمٰن	حدیث شریف ہے ان قلوب العباد بین الاصبعین من اصابع الرحمٰن یقلبھا کیف یشاء۔ بندوں کے دل رحمٰن خدا کی انگلیوں میں سے دو انگلیوں کے درمیان میں ہیں۔ اُن کو جیسے چاہتا بدلتا ہے اُس حقیقت پر دو قابو رکھنے والے۔
۲۳	۹ - ۱۰	دو صاحب دستگاہ وسعت آباد مجاز بل یداہ مبسوطتان	قران شریف کی آیت کا ٹکڑا ہے کہ "بلکہ اُس کے دونوں ہاتھ کھلے ہوئے ہیں" منکرین کہتے ہیں کہ اللہ کے دونوں ہاتھ بندھے ہوئے ہیں وہ کچھ نہیں دیتا۔
		المظلومان فی دار الجنۃ	دو مظلوم ستم رسیدہ جو جنت میں ہیں۔
۲۳	۱۰	سید شباب اہل الجنۃ	جنت کے جوانوں کے سردار۔ حدیث شریف میں ہے کہ حضرت امام حسنؑ اور حضرت امام حسینؑ جنت کے جوانوں کے سردار ہوں گے۔
۲۳	۱۱	الامام المرتجیٰ	وہ امام جن سے لوگوں کو امیدیں ہیں۔
۲۳	۱۱	سبط المصطفیٰؐ	حضرت محمد مصطفیٰ صلعم کی اولاد۔
۲۳	۱۱	عَلَمُ الہدیٰ	ہدایت کا جھنڈا۔ ہدایت کا پہاڑ۔
۲۳	۱۱	العالم الرفیع ذی الحسب	عالی خاندان بزرگ عالم۔
۲۳	۱۲	المقتول بالسم النقیع	(امام حسنؑ) جو مہلک زہر سے شہید کیے گئے۔
۲۳	۱۲	المدفون بارض البقیع	جو کہ بقیع کی زمین میں دفن ہیں۔ بقیع مدینہ طیبہ کے قبرستان کا نام ہے۔
۲۳	۱۲ - ۱۳	نور العینین شہسوار بدر و حُنین	بدر اور حُنین کے معرکوں کے پہلوان (حضرت علیؑ) کی دونوں آنکھوں

صفحہ	سطر	الفاظ	تشریح
			کے نور۔
۲۳	۱۳	المقتول الشہید المحنۃ والکرب والبلا	بے چینی اور بلا اور مصیبت سے قتل کئے ہوئے شہید۔
۲۳	۱۳	المظلوم والمذبوح بجفاء الیزید البلید،	یزید ناپاک کی جفاؤں سے ستائے ہوئے اور ذبح کئے ہوئے۔
۲۳	۱۴	المدفون بارض کربلا	جو کہ کربلا کی زمین میں دفن ہوئے۔
۲۳	۱۴	علیہا الصلوٰۃ والسّلام والتحیۃ والثناء	اُن کے اوپر صلوٰۃ اور سلام اور برکتیں اور تعریفیں ہوں۔
۲۳	۱۶	نفوسِ فلک اعتلا کے	آسمان رفعت کے نفس
۲۳	۱۶	اسماءِ حسنیٰ ایزدِ متعال کے	خدائے بزرگ کے برگزیدہ نام
۲۳	۱۷	دُرِ بحرِ زخارِ جلال کے	جلالِ خداوندی کے ناپید اکنار سمندر کے موتی
۲۳	۱۷	سلکِ لعلِ سُرخروئی شہادت	شہادت کے سُرخرو لعل کی لڑی
۲۳	۱۸	سلسلۃ الذہب پاکیٔ طینت	طبیعت کی پاکی کی سونے کی زنجیر
۲۳	۱۸	گلستانِ رسالت کے ریحانِ زکی	رسالت کے باغ کے پاک پھول
۲۳	۲۰	منتظرِ وعدۂ انہم لہم المنصورون	بیشک اُن ہی لوگوں کی مدد کی جائے گی، اس وعدے کے منتظر۔ قرآن شریف کی آیت ہے۔
۲۳	۲۰	مبشرانِ جندنا لہم الغالبون	"بیشک ہمارا ہی لشکر غلبہ فتح پانے والا ہے" اس خوش خبری کی بشارت پائے ہوئے۔
۲۳	۲۰۔۲۱	متمکن بساطِ فی جنات النعیم علیٰ سررٍ متقابلین کے	فی جنات النعیم علیٰ سررٍ متقابلین کے فرش پر بیٹھنے والے۔ قرآن شریف کی آیت کا ٹکڑا ہے۔ جنّت سے فایز ہونے والے جنّت میں آمنے سامنے تختوں پر بیٹھیں گے۔
۲۳	۲۱	نظارہ کرنے والے عندہم قاصرات الطرف عین کے	"اُن کے پاس بڑی آنکھوں والی اور نیچی نگاہ رکھنے والیاں ہوں گی" ایسی کیفیت کا نظارہ کرنے والے۔ قران شریف کی آیت ہے۔

صفحہ	سطر	الفاظ	تشریح
۲۳	۲۱-۲۲	والی ولایت جعلنا ہم ایمۃ یہدون بامرنا	"ہم نے اُن کو دین کا پیشوا بنایا ہے کہ ہمارے حکم سے لوگوں کی ہدایت کرتے ہیں" ایسی حکومت کے والی۔ قران شریف کی آیت ہے۔
۲۳	۲۲	مالکِ ملکِ والدار الآخرۃ خیر وابقیٰ	"آخرت کا گھر بہتر اور پایدار ہے" ایسے ملک کے مالک۔ قرآن شریف کی آیت ہے۔
۲۳	۲۲-۲۳	وعد اللہ الذین آمنوا وعملوا الصالحات یستخلفنھم	"اللہ نے اون لوگوں سے جو ایمان لائے اور نیک عمل کرتے ہیں، اس بات کا وعدہ کیا ہے کہ اُن کو زمین میں خلیفہ یعنی جانشین بنائے گا" قرآن شریف کی آیت ہے۔
۲۳	۲۳	مقرب بارگاہ اللہ معکم اینما کنتم	"اللہ تمھارے ساتھ ہے تم جہاں کہیں بھی ہو" اللہ کی ایسی بارگاہ کے مقرب۔ قران شریف کی آیت ہے۔
۲۳	۲۳	مخصوصان سلام وتحیۃ اولئک ہم خیر البریۃ	"وہی لوگ مخلوق میں سب سے بہتر ہیں" کے اور سلام اور برکات کے لئے مخصوص۔ قران شریف کی آیت ہے۔
۲۴	۱	شمس النہار المستغفرین	بخشش مانگنے والوں کے دن کے آفتاب۔
۲۴	۱	القمر لیلۃ المتہجدین	تہجد (آخری رات کی نماز) پڑھنے والوں کی رات کے چاند۔
۲۴	۲	بحر الزاخر	بھرا پُرا سمندر۔
۲۴	۲	بدر الباہر	روشن چاند۔
۲۴	۲۰	النجم الزاہر	روشن ستارا۔
۲۴	۳	الامام الوثیق	با اعتبار امام۔
۲۴	۳	ساقی شیعۃ من شراب الرحیق	اپنے شیعوں کو صاف شراب پلانے والے۔
۲۴	۴	الکضیم	اس کا املا ظ سے ہونا چاہئے۔ غصّے کے ضبط کرنے والے۔
۲۴	۴	مسمی الکلیم	کلیم یعنی حضرت موسیٰ علیہ السّلام کے ہم نام۔ امام موسیٰ کاظمؑ
۲۴	۶	العالم باسرار المبداء والمعاد	آفرنیش یعنی پیدایش اور آخرت کے بھیدوں کے عالم۔

صفحہ	سطر	الفاظ	تشریح
۲۴	۶	مناص المحبین یوم التناد	قیامت کے روز اپنے محبت کرنے والوں کی پناہ۔
۲۴	۷	الموصوف بالسداد	جو راستی سے موصوف ہیں۔ اُن کی ہر بات صحیح اور درست ہے۔
۲۴	۷	المعروف بالارشاد	جو ہدایت کے لئے مشہور ہیں۔
۲۴	۸	الکامل الباذل والغیث الہاطل	کامل فیاض اور زور سے برسنے والے بادل
۲۴	۸	المرتجیٰ	جن سے لوگوں کو اُمیدیں ہیں۔
۲۴	۱۰	امین الدیان	انصاف کرنے والے، خدا کا امین۔
۲۴	۱۰	خلیفۃ الرحمٰن	رحمٰن کے نایب۔
۲۴	۱۱	نایب مناب پیغمبرؐ	پیغمبر صلعم کے قایم مقام
۲۴	۱۱	امام ثانی عشر	بارہویں امام
۲۴	۱۲	اللہم ہولاء ائمتی وسادتی وقادتی بہم اتولیٰ ومن اعداہم ابترؤ	اے اللہ یہ سارے کے سارے میرے پیشوا ہیں اور میرے سردار ہیں اور میرے رہنما ہیں۔ میں اُن سے محبت رکھتا ہوں اور اُن کے دشمنوں سے براءت کا اظہار کرتا ہوں۔
۲۴	۱۲-۱۳	اللہم وال من والاہم وعاد من عاداہم وانصر من نصرہم واخذل من خذلہم والعن من ظلمہم واہلک عدوہم من الجن والانس من الاولین والآخرین	اے اللہ، جو اُن سے محبت کریں تو اُن سے محبت کر، جو اُن سے دشمنی کریں تو اُن سے دشمنی کر، اور جو اُن کی مدد کریں تو اُن کی مدد کر اور جو اُن کی طرف سے کنارہ کشی کریں تو اُن سے کنارہ کشی کر اور لعن کر اُن لوگوں پر جنھوں نے ان کے اوپر ظلم کیا ہے اور جنوں میں سے اور انسانوں میں سے پہلے والوں میں سے اور آخر والوں میں سے اُن کے دشمنوں کو ہلاک کر۔
۲۴	۱۴	اللہم زدنا محبتہم وارزقنا شفاعتہم والحشرنا معہم وفی زمرتہم تحت لوائہم بفضلک وجودک واحسانک ورحمتک یا ارحم	اے اللہ ہمارے لئے ان کی محبت کو زیادہ کر اور اُن کی شفاعت مرحمت فرما اور اُن کے ساتھ حشر کر اور اُن کے گروہ میں اُن کے جھنڈے کے نیچے، اپنے فضل سے اور مہربانی سے اور احسان سے

صفحہ	سطر	الفاظ	تشریح
		الراحمین	اور رحمت سے شامل فرمائے سب رحم کرنے والوں سے زیادہ رحم کرنے والے۔
۲۴	۱۱	صلوۃ اللہ وسلامہ علیہم وعلی ابائہم اجمعین الی یوم الدین	اللہ کی صلوۃ اور سلام اُن کے اوپر اور اُن کی تمام آل کے اوپر قیامت کے روز تک۔
۲۴	۱۶	تمت المناقب ائمۂ طاہرین صلوۃ اللہ وسلامہم اجمعین	پاک اماموں کی تعریف ختم ہوئی۔ اُن سب کے اوپر اللہ کی صلوۃ اور سلام ہو۔
۲۴	۱۸	تحفۂ دعا ہدیۂ ثنا بہر تعجیل ظہور موفور السرور صاحب الدعوۃ النبویہ والصولۃ الحیدریہ والعصمت الفاطمیہ والحلم الحسنیہ والشجاعۃ الحسینیہ والعبادۃ السجادیہ والآثار الجعفریہ والعلوم الکاظمیہ والحجج الرضویہ والجود التقویہ والہیبۃ العسکریہ امام منتظر	دعا کا تحفہ اور تعریف کی سوغات اُن کے بڑی مسرت والے ظہور کی جلدی کے واسطے جو کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی دعوت دینے والے ہیں اور حضرت علیؑ کی بہادری والے اور حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کی پاکی والے اور حضرت امام حسنؑ کی بردباری والے اور حضرت امام حسینؑ کی شجاعت والے اور حضرت سجادؑ کی عبادت والے اور حضرت جعفر صادقؑ کے نشانات والے اور حضرت موسیٰ کاظمؑ کے علم والے اور حضرت امام علی رضاؑ کی دلیلوں والے اور حضرت امام محمد تقیؑ کی سخی بخشش والے اور حضرت امام حسن عسکریؑ جیسے دبدبہ والے وہ امام جن کا کہ انتظار ہے۔
۲۴	۲۱	خاتم اثنا عشر، کمال قدرت ملک جبار ہمنام احمد مختار زیبندۂ انواع لحوظ حافظ لوح محفوظ متصف بصفت خدا	بارہ اماموں میں سے آخری، قدرت والے مالک کی قدرت کے کمال، حضرت محمد، احمد برگزیدہ کے ہم نام، ہر قسم کے لحاظوں کے لئے سزاوار۔ لوح محفوظ کے محافظ، خدا کی صفتوں سے موصوف۔
۲۴	۲۲	ظاہر در پردۂ خفا، صورتِ قربِ احمدیؐ، معنیٔ حقیقت محمدیؐ، وارثِ مرتبہ امیرالمومنین مقتدائے اولین و آخرین	پوشیدگی کے پردے میں رہ کر ظاہر ہونے والے، حضرت محمد صلعم سے نزدیکی کی صورت۔ حضرت محمد صلعم کی حقیقت کے معنی۔ حضرت امیرالمومنین علیؑ کے منصب کے وارث اور پہلوں اور آخر میں آنے والوں

صفحہ	سطر	الفاظ	تشریح
			کے رہبر (امام مہدیؑ سے مراد ہے)
۲۴	۲۳	ان لہ عندنا لزلفی وحسن مآب	"بیشک اُس کے لئے ہمارے نزدیک غیر معمولی قرب ہے اور انجام اچھا ہے"
۲۵	۱	وہو قایم یصلی فی المحراب	"اور وہ محراب میں کھڑے ہو کر نماز پڑھ رہے تھے"
۲۵	۱ - ۲	یذکرون اللہ قیاما	وہ لوگ کھڑے ہو کر اللہ کا ذکر کرتے ہیں۔ قران شریف کی آیت ہے۔
۲۵	۲	انی جاعلک للناس اماما	بیشک میں تم کو لوگوں کا امام بنانے والا ہوں۔
۲۵	۲	ویکلم الناس فی المہد وکہلا من الصالحین	وہ گہوارے میں یعنی شیرخوارگی کے زمانہ اور سن رسیدگی میں لوگوں سے بات کرتے تھے اور نیکوں میں سے تھے۔ قران شریف کی آیت ہے۔
۲۵	۳	وجیہاً فی الدنیا والآخرۃ ومن المقربین	دنیا اور آخرت میں وہ معزز ہیں اور خدا کے مقربوں میں ہیں۔ قرآن شریف کی آیت ہے۔
۲۵	۳ - ۴	لہ اسلم من فی السموات والارض طوعا و کرہا والیہ ترجعون	اُس ہی کے سامنے خوشی سے یا ناخوشی سے آسمانوں اور زمین کی سب چیزیں جھکی ہوئی ہیں یعنی تابع فرمان ہیں اور اُس کی طرف تم لوٹائے جاؤ گے۔ قرآن کی آیت ہے۔
۲۵	۴	اولئک حزب اللہ الا ان حزب اللہ ہم المفلحون	وہی اللہ کا گروہ ہے۔ سُن لو اللہ کا گروہ ہی کامیاب ہے۔
۲۵	۵	منذر ارایتم ان اصبح ماءکم غورا	ہاں ذرا بتاؤ تو سہی کہ اگر تمہارا پانی زمین میں دھنس جائے تو تمہارے پاس بہتا ہوا پانی کون لائے گا۔ قران شریف کی اس آیت سے ڈرنے والے
۲۵	۵	منصوص یملاء الارض عدلا بعد ما ملئت ظلماً وجورا	جن کے حق میں یہ نص ہے کہ وہ زمین کو عدل اور انصاف سے بھر دیں گے اُس وقت کے بعد جبکہ دنیا ظلم اور ستم سے بھر چکی ہوگی یہ حدیث شریف کا مضمون ہے جب دنیا میں فتنہ وفساد اور ظلم

صفحہ	سطر	الفاظ	تشریح
			حد سے زیادہ ہوجائیگا تو حضرت عیسیٰ علیہ السلام آسمان سے آئیں گے اور حضرت امام مہدیؑ کا ظہور ہوگا۔
۲۵	۵ - ۶	امین الدیان	انصاف کرنے والے خدا کا امین۔
۲۵	۵ - ۶	صاحب الزمان	موجودہ زمانہ کا مالک، اس وقت کا امام، ایک عقیدہ یہ ہے کہ حضرت امام مہدیؑ موجود ہیں اور اس زمانہ کے امام ہیں اور چھپے ہوئے ہیں۔
۲۵	۶	صلوٰۃ اللہ الملک العلام	بہت بڑے علم والے مالک، اللہ کی صلوٰۃ (رحمت) ہو۔
۲۵	۷	علیہ وعلی آبائہ الکرام	اون کے اوپر اور اُن کے بزرگ اجداد کے اوپر۔
۲۵	۱۲	دوحۂ ثنا	تعریف کا درخت۔
۲۵	۱۸	زمام ایالت وسرفرازی	حکومت اور بزرگی کی مہار۔
۲۵	۱۹	طلیعۂ سپاہ	فوج کا آگے کا دستہ پیش رو۔
۲۶	۲	انیس الدولۃ	حکومت کا ہمراز۔
۲۶	۲	البہیۃ الباہرہ	واضح دبدبہ
۲۶	۲	جلیس الحضرۃ	بارگاہ میں بیٹھنے والا۔
۲۶	۲	العلۃ القاہرہ	زبردست سبب۔
۲۶	۳	تمثیل فرمانِ ان اللہ یامرکم بالعدل والاحسان۔	ان اللہ یامرکم بالعدل والاحسان کے حکم کی تعمیل۔ قرآن شریف کی آیت ہے۔ بیشک اللہ تم کو انصاف اور احسان کرنے کا حکم دیتا ہے۔
۲۶	۳	المویدبتائید اللہ المستعان	امداد کرنے والے اللہ کی امداد پایا ہوا۔
۲۶	۳	المویدمن السماء	آسمان سے (اللہ کی طرف سے) امداد پایا ہوا۔
۲۶	۳	المظفر علی الاعداء	دشمنوں کے اوپر فتح یاب۔

صفحہ	سطر	الفاظ	تشریح
۲۶	۴	امین المملکت والولایت	بادشاہت اور ولایت (ملک) کا امانت دار
۲۶	۸	ادام اقبالہٗ و دادوم اجلالہٗ	خدا اُس کا اقبال بہت عرصہ تک رکھے اور اُس کا جلال ہمیشہ رکھے۔
۲۶	۸ - ۹	اللّٰھم متع المسلمین بطول بقائہٗ وحیاتہ	اللہ اُس کی دراز زندگی اور سلامتی سے مسلمانوں کو فائدہ پہنچائے۔
۲۶	۹	ضاعف ثواب جمیل حسناتہ	اُس کی اچھی نیکیوں کے ثواب کو دونا کر۔
۲۶	۹	ارفع درجۃ اولیائہٗ	اُس کے دوستوں کے درجوں کو بلند کر۔
۲۶	۹	دمر علیٰ اعدائہٗ	اُس کے دشمنوں کو تباہ کر۔
۲۶	۹-۱۰	اللّٰھم امن بلدہ	اے اللہ اُس کے شہر میں امن رکھ۔
۲۶	۱۰	احفظ ولدہ	اُس کی اولاد کو محفوظ رکھ۔
۲۶	۱۰	ایدہ المولیٰ علیٰ اعدائہٗ وشماتہٖ	خدا اُس کی دشمنوں اور بدخواہوں کے مقابلہ میں امداد کرے۔
۲۶	۱۵	تمت الثناء والدعا	تمام ہوئی تعریف اور دعا۔
۲۶	۲۰	رب یسر علیہ کل تعسر	اے اللہ اُس کی سب دشواریوں کو آسان کر۔
۲۷	۱۴	کفش گوہر فشاں بر فرق سائل	اُس کا ہاتھ ہر ایک مانگنے والے کے سر پر موتی بکھیرنے والا ہے۔
		وجودش دُرِ دریائے فضائل	اور اُس کی ذات خوبیوں کے سمندر کا موتی ہے۔
۲۷	۱۵	بسپہرِ جود را خورشید انور	وہ بخشش کے آسمان کا چمکتا ہوا سورج ہے۔
		بہ باغِ فضل سروِ سایہ گستر	اور بزرگی کے باغ میں سایہ دار سرو کا درخت ہے۔
۲۷	۱۶	امین دولت و خان زمانہ	دولت کا امین ہے اور زمانہ کا مالک ہے۔
		بحسن خلق در عالم فسانہ	اخلاق کی خوبی کی وجہ سے جہان بھر میں قصہ کہانی کی طرح مشہور ہے۔
۲۷	۱۷	افاضل پرور عالی مناصب	عالموں فاضلوں کی پرورش کرنیوالا جس کے بڑے رتبے ہیں۔
		فضیلت گستر و وافر مناقب	وہ بڑی بزرگی والا ہے اور اُس کی بہت تعریفیں ہیں۔
۲۷	۱۸	مساند زیب فضل و عز و تمکیں	وہ بزرگی اور عزت اور شان کی مسندوں کو زینت دینے والا ہے۔
		مقاصد بخش ارباب مساکیں	اور مسکین (ضرورت مند غریب) لوگوں کی مرادیں بخشنے والا ہے۔

صفحہ	سطر	الفاظ	تشریح
۲۷	۱۹	سلمہ الملک المنان	احسان کرنے والا مالک اُس کو سلامت رکھے۔
۲۷	۱۹ - ۲۰	شرف قدرہ وشرح صدرہ	اُس کا اعزاز بڑھے اور اُس کا سینہ کھلے۔
۲۸	۲ - ۳	التقیۃ دینی و دین آبائی والتقیہ جُنۃ	تقیہ ہمارا دین اور ہمارے بزرگوں کا دین ہے اور تقیہ ڈھال ہے۔
۲۸	۱۱	من بکا علی الحسین او تبا کا وجبت لہ الجنۃ	جو کوئی حسین کے اوپر رویا یا رونی صورت بنائی اُس کے لئے جنّت واجب ہوگئی۔
۲۹	۳	السعی منی والاتمام من اللہ تعالی	کوشش کرنا ہمارا کام ہے اور پورا کرنا خدائے برتر کا کام ہے۔
۲۹	۵	الدال علی الخیر کفاعلہ	کسی نیکی کا بتانے والا اُس کے فاعل کے برابر ہے۔ حدیث شریف ہے۔
۲۹	۸	لا تتحرک ذرۃ الا باذن اللہ	کوئی ذرہ بغیر خدا کے حکم کے حرکت نہیں کرتا۔
۳۱	۲	والسّلام علی من اتبع الھدی	اُن لوگوں پر سلام جنھوں نے ہدایت کی پیروی کی۔
۳۱	۷	لعنۃ اللہ علی الکاذبین	اللہ کی لعنت ہو جھوٹوں کے اوپر۔
۳۱	۱۲ - ۱۳	الحمد للہ رب العالمین وصلی اللہ علی سید المرسلین وآلہ الطاہرین الی یوم الدین	تعریف ہے اُس خدا کی جو دونوں جہان کا مالک ہے اور صلوۃ ہو نبیوں کے سردار حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر اور اُن کی پاک اولاد پر قیامت کے دن تک۔
۳۱	۱۶	رب یسّر و تمم بالخیر وعلی اللہ توکلت فی جمیع اموری وھو حسبی ونعم الوکیل	اے اللہ آسان کر اور خیریت کے ساتھ انجام کو پہنچا اور میں نے اپنے تمام کاموں میں اللہ پر بھروسہ کیا اور وہ میرے واسطے کافی ہے اور بڑا اچھا وکیل (کارساز) ہے۔
۳۲	۱	استطلاحات	کاتب نے املا غلط لکھدیا ہے۔ اصطلاحات ہونا چاہئے۔
۳۲	۳	ہر کس از من کند بہ نیکی یاد بجہان نامش ہم بہ نیکی باد	جو کوئی مجھ کو نیکی سے یاد کرے اُس کا بھی نام دنیا میں نیکی سے رہے۔
۳۲	۷	فکر ہر کس بقدر ہمت اوست	ہر ایک کا خیال اس کی ہمت کے مطابق ہوتا ہے۔
۳۲	۹	عدیم الاستطاعۃ	جس کو مقدور یا لیاقت نہیں ہے۔

صفحہ	سطر	الفاظ	تشریح
۳۲	۹	فکر اگر اعجاز باشد بے بلند و پست نیست در ید بیضا ہمہ انگشتہا یکدست نیست	خیال اگر اعجاز ہو تو بھی بغیر بلندی اور پستی کے نہیں ہوتا ید بیضا میں بھی پانچوں انگلیاں برابر نہیں ہوتیں۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام کا معجزہ تھا کہ ہاتھ دکھاتے تھے تو سورج کی طرح چمکتا تھا۔ اس کو ید بیضا کہتے ہیں۔
۳۲	۱۰	و باللہ الموفق التوفیق	توفیق دینے والے اللہ کے ہاتھ میں توفیق ہے۔
۳۲	۱۴	الٰہی باعزاز آن پنج تن کہ ہستند فخر زمین و زمن	یا اللہ اُن پنج تنؑ کے طفیل میں جو کہ دنیا اور زمانے کے فخر ہیں۔ (حضرت محمدؐ۔ علیؑ۔ فاطمہ۔ حسنؑ اور حسینؑ)
۳۲	۱۷	شمس الضحیٰ	چاشت کے وقت کا سورج چمکتا ہوا سورج۔
۳۲	۱۸	کاظم الغیظ	غصہ کو ضبط کرنے والے۔
۳۲	۱۹	ثامن ضامن	حفاظت اور ضمانت کرنے والے آٹھویں امام
۳۲	۲۰	نجم العلا	بلند ستارہ
۳۳	۳	کہ در دین و دنیا مرا چند کار برآری بفضل خود اے کردگار	اے پروردگار کارساز اپنے فضل سے دین اور دنیا میں میرے چند کام پورے کر۔
۳۳	۲۱	المال والبنون زینت الحیوۃ الدنیا	مال اور اولاد دنیا کی زندگی کی زینت ہیں۔ قران کی آیت ہے۔
۳۳	۲۲	اموالکم و اولادکم فتنہ	تمھارے مال اور تمھاری اولاد آزمائش ہیں۔ قران کی آیت ہے۔
۳۴	۲	یحشر المرء مع احبائہ	ہر شخص کا حشر اُس کے دوستوں کے ساتھ ہوگا۔
۳۴	۳	من بکا علی الحسین او تباکا	جو کوئی حسین کے لئے رویا یا روتی صورت بنائی
۳۴	۶	سپردم بتو مایۂ خویش را تو دانی حساب کم و بیش را	میں نے اپنا سرمایہ تیرے سپرد کر دیا کمی بیشی کا حساب تو جانے
۳۴	۷	فتقبل منی انک انت السمیع العلیم انک علی کل شئ قدیر	پس یہ مجھ سے قبول فرمائے بےشبہ تو سننے والا اور جاننے والا ہے اور بےشبہ تو ہر ایک چیز پر قادر ہے۔

صفحہ	سطر	الفاظ	تشریح
۳۴	۸	جز تو کسے ندارم فریاد رس الٰہی عاصی و شرم سارم فریاد رس الٰہی	یا الٰہی تیرے سوا میرا کوئی فریاد سننے والا نہیں ہے۔ گنہگار ہوں شرمندہ ہوں یا الٰہی میری فریاد سن۔
۳۴	۹	آلھی استجب استجب دعانا یا اللہ یا اللہ یا مولانا استجب	یا الٰہی قبول فرما قبول فرما میری دعا کو یا اللہ یا اللہ اے آقا قبول فرما۔
۳۴	۱۷	ان قتل الحسین امر عظیم	بیشک، حسین کا قتل بہت بڑا حادثہ ہے۔
۳۴	۱۸	ثاتون	ساتوں (۷) یہ اُس زمانہ کا املا ہے جب کتاب لکھی گئی
۳۵	۹	فرقۃ الجن نساء الجن نساء عدنان نساء الہاشمیات بنات المصطفیٰ احمد امام للبریات	کسی دوسرے شعر سے قطعہ بند ہوگا۔ مطلب یہ ہے کہ جنوں کا فرقہ جنوں کی عورتیں عدنان کے قبیلہ کی عورتیں اور ہاشمی عورتیں اور حضرت احمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی صاحبزادیاں (جو مخلوق کے پیشوا ہیں) اس واقعہ پر روئیں۔
۳۵	۱۰	مسح الرسول جبینہ فلہ بریق فی الخدود	رسول نے ان کی پیشانی کو چھوا تھا جس کی وجہ سے ان کے رخساروں میں تابانی ہے۔
۳۵	۱۸	ان وعدک الحق	تحقیق کہ تیرا وعدہ سچا ہے۔
۳۷	۱	عظم اللہ اجورنا و اجورکم بمصابنا بالحسین وارزقنا شفاعت جدہ محمد سید الکونین	اللہ تعالیٰ ہمارے حسین کے غم اور ماتم کے اجر اور ثواب کو زیادہ کر۔ اور ہمیں اُن کے نانا دونوں جہانوں کے سردار محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی شفاعت نصیب کر۔
۳۷	۲ - ۳	ان من شیعتہ لابراہیم	بیشک ابراہیم ان کے گروہ میں کے ایک تھے۔ قران شریف کی آیت کا ٹکڑا ہے۔
۳۷	۴	الدنیا مزرعۃ الآخرۃ	دنیا آخرت کی کھیتی ہے۔
۳۹	۲۱	یالیتنی کنت معھم فافوز فوزا عظیما۔	اے کاش میں اُن کے ساتھ ہوتا پس بہت بڑی کامیابی حاصل کرتا قرآن شریف کی آیت ہے۔

صفحہ	سطر	الفاظ	تشریح
۴۰	۲۱	والصلوۃ والسلام علی خیر الاخیار وآلہ الاطہار	صلوٰۃ اور سلام ہو اچھوں میں سے اچھوں پر اور ان کی پاک اولاد پر
۴۱	۲	اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ الَّذِیْ جَعَلَنَا مِنْ اُمَّۃِ حَبِیْبِہٖ وَخَلِیْلِہٖ مُحَمَّدِ الْمُصْطَفٰی رَبِّ الْعَالَمِیْنَ الَّذِیْ رَبَّانَا فِیْ زُمْرَۃِ اَوْلِیَاءِ وَلِیِّہٖ وَوَصِیِّہٖ عَلِی الْمُرْتَضٰی الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ الَّذِیْ نَوَّرَ قُلُوْبَنَا بِمَحَبَّۃِ الْحَسَنِ الْمُجْتَبٰی وَمَوَدَّۃِ الْحُسَیْنِ الشَّہِیْدِ بِکَرْبَلَا مَالِکِ یَوْمِ الدِّیْنِ الَّذِیْ مَلَّکَ	سب تعریفیں اُس اللہ کے لئے ہیں جس نے ہم کو اپنے حبیب اور خلیل محمد مصطفی صلی اللہ علیہ وسلم کی امت میں بنایا ہے جو اُس کائنات کے پالنے والے کے منتخب ہیں، جس نے ہم کو اپنے ولی اور وصی علی مرتضیٰ کے دوستوں کی جماعت میں پالا ہے جو اللہ بڑے مہربان اور رحم کرنے والے کے پسندیدہ ہیں جس نے ہمارے دلوں کو حسن مجتبیٰ کی محبت اور کربلا میں شہید ہونے والے حسین کی الفت سے نور بخشا ہے وہ قیامت
۴۱	۴	عَلَیْنَا زَیْنَ الْعَابِدِیْنَ بِالْاِمَامَۃِ وَالْھُدٰی اِیَّاکَ نَعْبُدُ عِبَادَۃً تُبَلِّغُنَا فِی الْقِیَامَۃِ بِصُحْبَۃِ مُحَمَّدِ الْبَاقِرِ وَجَعْفَرِ الصَّادِقِ وَمُوْسَی الْکَاظِمِ وَعَلِیِّ ابْنِ مُوْسَی الرِّضَا وَاِیَّاکَ نَسْتَعِیْنُ کَمَا اسْتَعَانَ بِکَ مُحَمَّدُ التَّقِیُّ وَعَلِیُّ النَّقِیُّ اللَّذَانِ ھُمَا مِنْ اَھْلِ الْمَجْدِ وَالْعُلٰی اِھْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِیْمَ الَّذِیْ ھُوَ مُتَابَعَۃُ الْحَسَنِ الْعَسْکَرِیِّ وَمُحَمَّدِ الْمَھْدِیِّ ھُوَ الْمُقْتَدٰی صِرَاطَ الَّذِیْنَ اَنْعَمْتَ عَلَیْھِمْ غَیْرِ الْمَغْضُوْبِ	کے دن کا مالک ہے جس نے ہمارے اوپر زین العابدین کو امامت اور ہدایت کے لئے فایز کیا (اے اللہ) ہم تیری ایسی عبادت کرتے ہیں جو ہم کو محمد باقر اور جعفر صادق اور موسیٰ کاظم اور علی ابن موسیٰ الرضا کی صحبت اور معیت میں قیامت کے روز پہنچائے اور ہم تجھ سے ہی مدد مانگتے ہیں جس طرح محمد تقی اور علی نقی نے، جو کہ شرف اور بزرگی والے تھے۔ تجھ سے مدد مانگی. ہم کو سیدھا راستہ دکھا جو کہ حسن عسکری اور محمد مہدی کی پیروی کا راستہ ہے جو کہ رہبری کرنے والے ہیں. اُن لوگوں کے راستہ کی ہدایت فرما جن کے اوپر تو نے انعام کیا ہے. نہ اُن لوگوں کا راستہ جن پر تیرا غضب نازل ہوا
۴۱	۸	عَلَیْھِمْ وَلَا الضَّآلِّیْنَ الْمُنْکِرِیْنَ مِنْ اَھْلِ الْبِدْعَۃِ وَالْھَوٰی	ہے اور نہ اُن لوگوں کا راستہ جو گمراہ ہیں اور انکار کرنے والے ہیں اور نئی بات نکالنے والے اور خواہشات کی پیروی کرنے والے ہیں۔
۴۱	۱۱	باز این چہ شورش است کہ در خلق عالم ست باز این چہ نوحہ وچہ عزا وچہ ماتم ست	پھر یہ کیا آشوب اور ہلچل ہے کہ تمام دنیا میں پھیلی ہے. پھر یہ کیسا نوحہ، کیسا ماتم اور کیسی غمی ہے۔

صفحہ	سطر	الفاظ	تشریح
۴۱	۱۲	باز این چہ رستخیز عظیم است کز زمین بے نفخ صور خاستہ تا عرش اعظم ست	پھر یہ کیسی بڑی قیامت ہے کہ بغیر صور پھونکے ہوئے زمین سے عرش اعظم تک قایم ہے۔
۴۱	۱۳	این صبح تیرہ باز دمید از کجا کز د کار جہان و خلق جہان جملہ درہم ست	یہ تاریک صبح پھر کہاں سے نکل آئی کہ جس سے تمام دنیا اور تمام مخلوقات پریشان ہے۔
۴۱	۱۴	گویا طلوع میکند از مغرب آفتاب کاشوب در تمامی ذرات عالم ست	یہ معلوم ہوتا ہے کہ سورج مغرب سے نکل آیا جس سے تمام عالم کے ذرّوں میں شورش اور پریشانی ہے۔
۴۱	۱۵	گر خوانمش قیامت دنیا بعید نیست این رستخیز عام کہ نامش محرم ست	اگر اس عام قیامت کو جس کا نام محرم ہے دنیا کی قیامت کہوں تو کچھ بیجا بات نہیں ہے۔
۴۱	۱۶	در بارگاہِ قدس کہ جائے ملال نیست سرہائے قدسیان ہمہ بر زانوئے غم ست	بارگاہِ قدس یعنی خدا کے دربار میں، جو کہ رنج اور افسوس کی جگہ نہیں ہے وہاں بھی قدسیوں کے سر غم کے گھٹنوں پر ہیں۔
۴۱	۱۷	جن و ملک بر آدمیان نوحہ میکنند گویا عزائے اشرف اولاد آدم ست	جن اور فرشتے انسانوں پر ماتم کرتے ہیں گویا کہ آدم کی اولاد میں سب سے زیادہ بزرگ کا ماتم ہے۔
۴۱	۱۸	خورشید آسمان و زمین نور مشرقین	آسمان اور زمین کے آفتاب اور مشرق اور مغرب کے نور
۴۱	۱۹	پروردۂ کنار رسولؐ خدا حسینؑ	رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے پرورش یافتہ حسینؑ کا ماتم ہے۔
۴۲	۳	حجۃ الوداع	رخصت کا حج۔ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے جو آخری حج کیا۔ اس کا نام ہے۔
۴۲	۴	الیوم اکملت لکم دینکم	قرآن شریف کی آیت ہے۔ حجۃ الوداع کے وقت نازل ہوئی جب اسلام کے احکام پورے ہوگئے اور دین مکمل ہوگیا: آج میں نے تمہارے لئے دین کامل کر دیا اور تمہارے لئے اپنی نعمت کو پورا کر دیا۔
۴۲	۵	و اتممت علیکم نعمتی	
۴۳	۴	اللھم انی احبہ فاحبہ	اے اللہ میں اُس سے محبت کرتا ہوں پس تو بھی اُس سے محبت کر۔ حدیث شریف کا مضمون ہے۔

صفحہ	سطر	الفاظ	تشریح
۴۳	۹	عصابہ	پٹی۔
۴۳	۱۰	مجل	محل چاہیے۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی بیبیاں۔ ازواجِ مطہرات۔ امہات المومنینؓ۔
۴۵	۷	من مس جلدی لم تمسہ النار	جو کوئی میرے بدن کو مَس کرے اُس کو دوزخ کی آگ نہ چھوئے گی۔
۴۶	۷	السّلام علیک یا اھل بیت النبوۃ	اے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے گھر کے لوگو آپ کے اوپر سلام ہو۔
۴۶	۱۹	صاحب سکینہ	سکینہ، قلبی سکون۔ عقل سلیم۔ ایک فرشتہ جو اہل ایمان کو تسکین دیتا ہے (راغب)۔ صاحبِ سکینہ، سکینہ کے اسرار کے راز دار، اس جگہ حضور نبی کریم علیہ التحیہ والتسلیم سے مراد ہے۔ سکینہ، علوم و اسرارِ الٰہی کا ایک خزانہ بتایا جاتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے انبیا علیہ السّلام کے پاس بھیجا تھا۔ انھوں نے اُس کی حفاظت کی اور وہ خزانہ سلسلہ بسلسلہ انبیا علیہم السّلام سے منتقل ہوکر حضور نبی کریم صلعم کو پہنچا۔ آپ نے حضرت علی کرم اللہ وجہ کو تفویض فرمایا۔ حضرت علی سے وہ اماموں کو پہنچا اور ہر ایک اُس سے استفادہ کرتا رہا اور اُس کی حفاظت کرتا رہا۔
۴۹	۲ تا ۷	اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ الَّذِی اذاب قُلُوبَ الاحباء من الشوق لِقَآءِ الحسین وارتفع مدارج الشھداء ومعارج العرفاء من تحت لواء الحسین ونور عیون المشتاقین ھم فی محبۃ اھل بیتہ صادقون وبشفاعتھم واثقون بتربۃ کربلاء الحسین وزیارۃ احبائہ الذین جاھدوا فی سبیل اللہ فقاتلوا وقتلوا مع اقرباء الحسین	سب تعریفیں اُس اللہ کیلئے ہیں جس نے حسین کی ملاقات کے شوق سے دوستوں کے دلوں کو پگھلایا ہے اور حسین کے جھنڈے کے نیچے شہیدوں کے درجے اور عارفوں کے مرتبے بلند کئے ہیں اور ان لوگوں کی آنکھوں کو منور کیا ہے جو مشتاق ہیں اور اہلبیت کی محبت میں سچے ہیں اُن کی شفاعت پر اعتماد رکھتے ہیں۔ حسین کی کربلا کی تربت اور ان کے ساتھیوں کی زیارت کے طفیل میں جنھوں نے اللہ کے راستہ میں جہاد کیا۔ پس انھوں نے جنگ کی اور حسین کے رشتہ داروں کے ساتھ

صفحہ	سطر	الفاظ	تشریح
		وشرفَ شیعةِ نبیہٖ وَ وَلِیہٖ بزیارة قبّةِ قُرّةِ عین المصطفیٰ والبتول الزّہراءِ اعنی سَیّد الشہداءِ الحُسَینِ وَصَلّی اللہُ علیٰ محمدٍ وَاٰلِہٖ اجمعین والحمدُ للہِ رب العالمین	قتل ہوئے اور اس نے اپنے نبی صلی اللہ علیہ وسلم اور اپنے ولی کے شیعوں کو بتول زہرا اور حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی آنکھوں کی ٹھنڈک یعنی شہیدوں کے سردار حسین کے قبہ کی زیارت کا شرف بخشا۔ اللہ تعالیٰ محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر اور اُن کی تمام آل (اولاد) پر درود و رحمت نازل فرمائے اور سب تعریفیں اللہ کے لئے ہیں جو کہ تمام جہانوں کا پالنے والا ہے۔
۴۹	۹	کشتی شکست خوردہٗ طوفان کربلا درخاک وخون فتادہ بمیدان کربلا	کربلا کے طوفان میں جن کی کشتی ٹوٹ گئی۔ وہ کربلا کے میدان میں مٹی اور خون میں پڑے ہیں۔
۴۹	۱۰	گرچشم روزگار بروفاش میگریست خون میگذشت ازسر ایوان کربلا	اگر زمانہ کی آنکھ ان کے غم میں علانیہ روتی تو کربلا کے میدان سے خون باہر نکل جاتا۔
۴۹	۱۱	نگرفت دست دہر گلابے بغیر اشک زان گل کہ شد شگفتہ ببستان کربلا	کربلا کے چمن میں جو گل کھلا اُس کی وجہ سے زمانہ کے ہاتھ کو کوئی گلاب بغیر آنسوؤں کے نہ ملا۔
۴۹	۱۲	درآب ہم مضایقہ کردند کوفیان خوش داشتند حرمت مہمان کربلا	پانی دینے کی بھی کوفیوں نے بندش کی۔ کربلا کے مہمانوں کی اچھی بزرگداشت کی۔
۴۹	۱۳	بودند دیو و دد ہمہ سیراب ومیمکید خاتم زقحط آب سلیمان کربلا	جن اور جانور سب پانی سے سیراب تھے اور کربلا کے سلیمان پانی نہ ملنے کی وجہ سے انگوٹھی چوستے تھے۔
۴۹	۱۴	زان تشنگان ہنوز بعیوق میرسد فریاد العطش ز بیابان کربلا	اُن پیاسوں کی واویلا اور پیاس پیاس کی فریاد اب تک کربلا کے جنگل سے عیوق ستارے تک پہنچتی ہے۔
۴۹	۱۵	آہ از دمے کہ لشکر اعدا نکردہ شرم کردند رو بخیمہٗ سلطان کربلا	آہ کیا تھا وہ وقت کہ جب دشمنوں کے لشکر نے بے شرمی سے سلطان کربلا کے خیمہ کا رخ کیا۔
۴۹	۱۶	آن دم فلک بر آتش غیرت سپند شد	اس وقت آسمان شرم کی آگ پر جل گیا۔

صفحہ	سطر	الفاظ	تشریح
۴۹	۱۷	کز خوف خصم در حرم افغان بلند شد	جب کہ دشمن کے ڈر سے حرم (زنانہ) کے اندر شور برپا ہوا۔
۵۰	۱۲	اشھد ان محمدا رسول اللہ	میں گواہی دیتا ہوں کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کے رسول ہیں۔
۵۱	۲۲	ھذا فراق بینی وبینک	یہ میرے اور تمہارے درمیان میں جدائی ہے۔
۵۶	۲	الحمد للہ الذی روح ارواح المحبین بنسیم لَا الہ الا اللہ وعطرمشام المشتاقین بآثارِ شمیم لا الہ الا اللہ وَانَّسَ قلوب العاشقین فی غلبات شوقھم وطیبِ حالاتھم بالاشتغال بقولِ لا الہ الا اللہ وَنوَّر عیون العارفین وجمال العاشقین بنورِ معرفۃ لَا اِلٰہَ الا اللہ واسرج مشکوٰۃ قلوب المومنین وَاَحِبَّاء الراسخین وَزین مجالسھم بدوام ذکر لا الہ الا اللہ وصلی اللہ علی محمد وَ اٰلِہٖ اجمعین والحمد للہِ ربّ العالمین	سب تعریفیں اُس اللہ کے لئے ہیں جس نے لا الہ الا اللہ (سوائے اللہ کے کوئی معبود نہیں ہے) کی نسیم کے ذریعہ محبت کرنے والوں کی روحوں کو سکون عطا کیا اور مشتاقوں کے مشام (دماغ) کو لا الہ الا اللہ کی خوشبو کے اثر سے معطر کیا اور عاشقوں کے دلوں کو اُن کے شوق کے غلبہ میں مانوس کیا لا الہ الا اللہ کے قول کے شغل سے ان کے حالات کو سنوارا عارفوں کی آنکھوں کو اور عاشقوں کے جمال کو لا الہ الا اللہ کی معرفت کے نور سے منور کیا اور مومنوں اور سچی محبت کرنے والوں کے دلوں کے طاق کو روشن کیا اور ان کی مجلسوں کو لا الہ الا اللہ کے ذکر کی مداومت سے زینت دی اور اللہ تعالیٰ کی رحمت محمد صلی اللہ علیہ وسلم اور ان کی تمام آل (اولاد) پر ہو اور تمام تعریفیں اللہ تعالیٰ کے لئے ہیں جو سارے جہان کا پالنے والا ہے۔
۵۶	۹	برخوان غم چو عالمیان را صلا زدند اول صلا بسلسلۂ انبیا زدند	جب دنیا کے لوگوں کو غم کے دسترخوان پر دعوت دی گئی تو پہلے نبیوں کو بلایا گیا۔
۵۶	۱۰	نوبت باولیا چو رسید آسمان طپید زان ضربتے کہ بر سرِ شیرِ خدا زدند	جب ولیوں کی باری آئی تو جو ضرب شیر خدا، حضرت علی کے سر پر ماری گئی اُس سے آسمان کانپ اُٹھا۔
۵۶	۱۱	پس آتشے ز اخگر الماس ریزہا افروختند و بر حسنِ مجتبیٰ زدند	اس کے بعد ہیروں کے ریزوں سے آگ جلائی اور وہ آگ حسن مجتبیٰ کے لگا دی۔

صفحہ	سطر	الفاظ	تشریح
۵۶	۱۲	وانگہ سرادقے کہ ملک محرمش بنود کنند از مدینہ و در کربلا زدند	اُس کے بعد اُس خیمہ گاہ کو، جس میں فرشتہ بھی محرم نہ تھا، مدینہ سے اُکھاڑ کر کربلا میں لگا دیا۔
۵۶	۱۳	وز تیشۂ ستیزہ دران دشت کوفیان بس نخلہا ز گلشن آلِ عبا زدند	اُس جنگل میں کوفیوں نے دشمنی کی کلہاڑی سے آل عبا کے چمن کے بہت سے بُوٹوں کو کاٹ گرایا۔
۵۶	۱۴	پس ضربتے کزان جگر مصطفیٰؐ درید بر حلق تشنۂ خلفِ مرتضیٰ زدند	اُس کے بعد ایسی ضرب، کہ جس سے حضرت محمد مصطفیٰ صلعم کا جگر پھٹ گیا، حضرت علی کے بیٹے کے پیاسے گلے پر لگائی۔
۵۶	۱۵	اہل حرم دریدہ گریبان کشادہ مو فریاد بر در حرم کبریا زدند	حرم کی بیبیوں نے گریبان پھاڑ کر اور بال کھول کر اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں فریاد کی۔
۵۶	۱۶	روح الامین نہادہ بزانو سر حجاب تاریک شد ز دیدن او چشم آفتاب	روح الامین یعنی حضرت جبرئیل نے شرم سے سر گھٹنوں پر رکھ لیا۔ ان کو دیکھنے سے سورج کی آنکھ تاریک (بے نور) ہوگئی۔
۵۹	۱۵	صدق یا رسول اللہ (صدقتَ)	سچ فرمایا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
۶۳	۱۳	افمن یلقی فی النار خیر ام من یاتی اٰمنا یوم القیامۃ	تو کیا وہ شخص بہتر ہے جو قیامت کے روز جہنم کی آگ میں ڈالا جائے گا یا وہ شخص بہتر ہے جو قیامت کے روز امن وعافیت سے حاضر ہوگا۔ قرآن شریف کی آیت ہے۔
۶۳	۱۵	انا للہ وانا الیہ راجعون	ہم اللہ ہی کے ہیں اور اُس ہی کی طرف لوٹنے والے ہیں۔ قران شریف کی آیت ہے۔
۶۴	۲	الحمد للہ الذی اورثنا الجنۃ ببکاء الحسین ویسر لنا ما نتمنیٰ فی الدنیا والاخرۃ ببہاء الحسین ورفع درجات رجالنا ونسائنا بسبب ارتقاء الحسین ویسر لنا طیبات الرزق وصالحات العمل بانزواء	سب تعریفیں اس اللہ کے لئے ہیں جس نے حسین کے لئے رونے کی وجہ سے ہم کو جنت کا وارث بنایا اور ہمارے لئے حسین کی آبرو کے طفیل میں وہ تمام چیزیں آسان کر دیں جن کی دنیا اور آخرت میں خواہش تھی اور حسین کے بلند مرتبہ کی وجہ سے ہمارے مردوں اور عورتوں کے درجے بلند کئے اور حسین کی گوشہ نشینی کے طفیل میں ہمارے

صفحہ	سطر	الفاظ	تشریح
		الحسین وشفع لنا سیاتنا ومظالمنا وجرائمنا وماثمنا بآباء الحسین وجعل لنا النجاة یوم المحشر تحت لواء الحسین ولعن القاتلین الذین قتلوا الحسین وابناء الحسین ولعنة الله علی اعدائهم ومخالفیهم اجمعین الی یوم الدین والحمد لله رب العالمین۔	لیے پاکیزہ رزق اور اچھے اعمال کو آسان کردیا اور حسینؑ کے آباؤ اجداد کے طفیل میں ہمارے گناہوں اور ظلموں اور جرموں اور برائیوں کو بخش دیا اور ہمارے واسطے محشر کے دن حسینؑ کے جھنڈے کے نیچے نجات مقرر کردی اور ان قاتلوں کو ملعون کیا جنھوں نے حسینؑ کو اور اُن کی اولاد کو قتل کیا اور اُن کے سب دشمنوں اور مخالفوں پر اللہ کی لعنت قیامت کے دن تک ہو اور سب تعریفیں اللہ کے واسطے ہیں جو جہانوں کا پالنے والا ہے۔
۶۴	۹	کاش آن زمان سرادق گردون نگون شدے وین خرگہ بلند ستون بے سکون شدے	ایسا ہوا ہوتا کہ اُس وقت آسمان کا خیمہ اوندھا ہوگیا ہوتا اور یہ اونچے ستون کا شامیانہ متزلزل ہوگیا ہوتا۔
۶۴	۱۰	کاش آن زمان درآمدے از کوہ تا بکوہ سیل سیہ کہ روے زمین قیرگون شدے	ایسا ہوتا کہ اُس وقت پہاڑ سے پہاڑ تک کالا طوفان آگیا ہوتا کہ تمام زمین تارکول کی طرح سیاہ ہوجاتی۔
۶۴	۱۱	کاش آن زمان ز آہِ جگرسوز اہل بیت یک شعلہ برق خرمن گردون دون شدے	ایسا ہوتا کہ اہل بیت کی جگر جلانے والی آہ کے ایک شعلے سے کمینہ آسمان بجلی کی طرح جل جاتا۔
۶۴	۱۲	کاش آن زمان کہ این حرکت کرد آسمان سیماب وار روے زمین بے سکون شدے	ایسا ہوتا کہ جب آسمان نے یہ حرکت کی تمام زمین پارے کی طرح بے قرار ہوگئی ہوتی۔
۶۴	۱۳	کاش آن زمان کہ پیکر او شد بزیر خاک جان جہانیان ہمہ از تن برون شدے	ایسا ہوتا کہ جب اُن کا جسم پاک مٹی کے نیچے ہوا اُس وقت تمام دنیا کے لوگوں کی جان تن سے نکل جاتی۔
۶۴	۱۴	کاش آن زمان کہ کشتی آل نبیؐ شکست عالم تمام غرقۂ دریاے خون شدے	ایسا ہوتا کہ جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی آل کی کشتی ٹوٹی اُس وقت تمام عالم خون کے دریا میں ڈوب گیا ہوتا۔
۶۴	۱۵	این انتقام گر نفتادے بروز حشر باین عمل معاملۂ دہر چون شدے	اگر اس کا بدلہ قیامت کے روز کے لئے مقرر نہ ہوتا تو اس حرکت کی وجہ سے تمام دنیا کے ساتھ کیا معاملہ ہوتا۔

صفحہ	سطر	الفاظ	تشریح
۶۴	۱۶	آل نبیؐ چو دست تظلّم بر آورند ارکان عرش را بتزلزل در آورند	جب حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی آل کے لوگ فریاد کے لیے ہاتھ اٹھائیں گے تو عرش کے ستون زلزلے میں آجائیں گے۔
۷۲	۲	اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الْحَمِیْدِ الْمَجِیْدِ الْمُبْدِیْ الْمُعِیْدِ فَعَّالٌ لِّمَا یُرِیْدُ وَ وَعَدَ بِدَارِ کَرَامَتِهٖ وَحِیَاضِ عِنَایَتِهٖ الْمُسْلِمَ الشَّهِیْدَ الَّذِیْ رَفَعَ مَنْزِلَةَ الْحُسَیْنِ عَلَی الرُّتْبَةِ حَتّٰی قَالَ حَبِیْبُ السَّدِیْدِ حُسَیْنٌ مِنِّیْ وَاَنَا مِنْ حُسَیْنٍ عِنْدَ قَرِیْبٍ وَّبَعِیْدٍ اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِیْکَ لَهُ الْقُدْرَةُ وَالْبَقَاءُ وَالْعَظَمَةُ وَالثَّنَاءُ وَهُوَ فِیْ ذَاتِهٖ وَصِفَاتِهٖ وَحِیْدٌ اَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهُ الْبَشِیْرُ النَّذِیْرُ السِّرَاجُ الْمُنِیْرُ عَلٰی کُلِّ شَقِیٍّ وَّسَعِیْدٍ وَّ اَشْهَدُ اَنَّ عَلِیًّا وَّلِیُّ اللّٰهِ وَصِفْوَتِهٖ الشُّجَاعِ الْغَضَنْفَرِ وَالْغَالِبِ الْمُظَفَّرِ عَلٰی کُلِّ جَبَّارٍ عَنِیْدٍ ۔	سب تعریفیں اللہ کے واسطے ہیں جو کہ قابل تعریف اور بزرگی والا، ہر چیز کو وجود میں لانے والا اور دوبارہ لوٹانے والا اور جو چاہے وہ کرنے والا ہے اور جس نے اپنے بزرگی کے گھر کا اور اپنی عنایتوں کے حوضوں کا مسلمان شہید ہونے والوں سے وعدہ کیا ہے، جس نے حسینؑ کے مقام کو اس مرتبہ تک بلند کیا ہے کہ اُس کے سچے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ حسین مجھ سے ہے اور میں حسین سے ہوں قریب والوں اور دور والوں کے نزدیک۔ میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں ہے جو اکیلا ہے اور کوئی اُس کا شریک نہیں ہے۔ اُس ہی کو قدرت اور بقا اور بزرگی اور تعریفیں حاصل ہیں وہ اپنی ذات اور صفات میں یکتا ہے۔ میں گواہی دیتا ہوں کہ بیشک محمد صلی اللہ علیہ وسلم اُس کے بندے اور رسول بشارت دینے والے اور ڈرانے والے، ہر بدبخت اور مبارک شخص کے لیے روشن چراغ ہیں اور گواہی دیتا ہوں کہ بیشک علی اللہ کے ولی اُس کے منتخب اور بہادر شیر اور سب سرکش اور مغرور انسانوں کے اوپر غالب ہونے والے ہیں۔
۷۲	۱۰	چون خون خلق تشنۂ او بر زمین رسید جوش از زمین بذروہ عرش برین رسید	جب اُن کے پیاسے گلے کا خون زمین پر گرا، زمین سے جوش عرش اعلیٰ کے کنگرہ تک پہنچا۔
۷۲	۱۱	نزدیک شد کہ خانۂ ایمان شود خراب از بس شکستہا کہ بارکان دین رسید	قریب تھا کہ ایمان کا گھر برباد ہو جائے، دین کے ستونوں کو اس قدر دھکّے اور صدمے پڑے۔

صفحہ	سطر	الفاظ	تشریح
۷۲	۱۲	نخل بلند او چو خسان بر زمین زدند طوفان برآسمان ز غبار زمین رسید	ان کے اونچے درخت یعنی مقدس جسم کو جب ذلیل آدمیوں نے زمین پر دے مارا اس سے زمین کا غبار طوفان بن کر آسمان پر پہنچا۔
۷۲	۱۳	باد آن غبار چون بمزار نبی رساند گرد از مدینه بر فلک هفتمین رسید	ہوا نے جب وہ غبار حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے مزار پر پہنچایا تو مدینہ سے وہ گرد ساتویں آسمان پر پہنچی۔
۷۲	۱۴	یکبار جامه در خم گردون بنیل زد چون این خبر بعیسی گردون نشین رسید	جب یہ خبر آسمان پر رہنے والے حضرت عیسیٰ کو پہنچی تو انھوں نے ماتم میں کپڑے آسمان کے خُم میں نیلے رنگ لیے۔
۷۲	۱۵	پر شد فلک ز غلغله چون نوبت خروش از انبیا بحضرت روح الامین رسید	آسمان شور و غوغا سے بھر گیا جب اس شور کی نوبت انبیا علیہم السلام سے حضرت جبریل کو پہنچی۔
۷۲	۱۶	کرد این خیال وهم غلط کار کاین غبار تا دامن جلال جهان آفرین رسید	غلطی کرنے والے خیال نے یہ سمجھا کہ یہ گرد جہانوں کے پیدا کرنے والے کے جلال کے دامن تک پہنچی۔
۷۲	۱۷	هست از ملال گرچه بری ذات ذوالجلال	اگرچہ اُس کی جلال والی ذات رنج اور افسوس سے بری ہے مگر وہ
۷۲	۱۸	او در دلست و هیچ دلے نیست بے ملال	دل میں ہے اور کوئی دل رنج اور افسوس سے خالی نہیں ہے۔
۸۲	۲	اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِي قَدَّرَ لَنَا فِي صَوَانِعِ عِلْمِهٖ بِالْاِحْسَانِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ الَّذِي رَبَّانَا بِالْجُوْدِ وَالنِّعَمِ الْاَلْوَان اَلرَّحْمٰنُ عَلَيْنَا فِي سَكَرَاتِ الْمَوْتِ بِالْاِيْمَانِ الرَّحِيْمُ عَلَيْنَا اِذَا كُنَّا فِي الْقُبُوْرِ بَيْنَ التُّرَابِ وَالدِّيْدَان مَالِكِ يَوْمِ الدِّيْنِ يَحْكُمُ بِالْعَدْلِ وَالْاِحْسَانِ اِيَّاكَ نَعْبُدُ حَقَّ الْعُبُوْدِيَّةِ بِالْفَضْلِ وَالْاِمْتِنَانِ وَاِيَّاكَ نَسْتَعِيْنُ عَلٰى جَمِيْعِ الْاَعْدَاءِ مِنَ الْجِنِّ وَالْاِنْسِ وَالشَّيْطَانِ اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ بِالْاِ سْتِقَامَةِ عَلَى التَّوْبَةِ وَالْاِيْمَان	سب تعریفیں اللہ کے واسطے ہیں جس نے اپنے علم کی مختلف قسموں میں ہمارے لیے احسان (حسن عمل) کو مقدر کر دیا وہ عالموں کا پالنے والا ہے جس نے ہماری پرورش فیاضی سے اور بہت قسم کی نعمتوں سے کی وہ ہمارے اوپر مہربان ہے موت کی بیہوشی میں ایمان کی سلامتی سے وہ رحم کرنے والا ہے جب کہ ہم ہوں گے قبروں میں درمیان مٹی اور کیڑوں کے، وہ قیامت کے دن کا مالک ہے جو حکم کرتا ہے انصاف اور احسان سے، ہم تیری ہی عبادت کرتے ہیں جیسا کہ تیری بندگی کا حق ہے عنایت سے اور مہربانی سے اور تجھ سے ہی مدد چاہتے ہیں تمام دشمنوں کے مقابلہ میں۔ جن اور انسانوں اور

صفحہ	سطر	الفاظ	تشریح
		صِرَاطَ الَّذِیْنَ انعمتَ عَلَیْھِمْ اِلٰی سَوَاءِ السَّبِیْلِ وَالْجِنَانِ غَیْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَیْھِمْ مِنْ اَھْلِ الْبِدَعِ وَالْعِصْیَانِ وَنَشْھَدُ اَنْ لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَحْدَہٗ لَا شَرِیْکَ لَہٗ وَنَشْھَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُہٗ وَرَسُوْلُہٗ وَنَشْھَدُ اَنَّ عَلِیًّا وَّلِیُّ اللّٰہِ وَوَصِیُّ رَسُوْلِہٖ وَسَلَّمَ تَسْلِیْمًا کَثِیْرًا بِرَحْمَتِکَ یَا اَرْحَمَ الرَّاحِمِیْنَ	شیطانوں میں سے، ہم کو ہدایت دے سیدھے راستے کی، توبہ کے اوپر پابندی سے اور ایمان کے ساتھ' ان کا راستہ جن پر تو نے انعام فرمایا ہے سیدھے طریقہ اور جنّت کی طرف اور ایسا راستہ نہ دکھا جو ان لوگوں کا ہو جن پر تیرا غضب نازل ہوا اور وہ اہل بدعۃ نئی نئی بری باتیں کرنے والے ہوں یا نافرمان ہوں۔ اور ہم گواہی دیتے ہیں کہ اللہ کے سوا کوئی عبادت کے قابل نہیں ہے اور گواہی دیتے ہیں کہ بیشک حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم اُس کے بندے اور رسول ہیں اور گواہی دیتے ہیں کہ بیشک علی رضی اللہ عنہ اللہ کے دوست ہیں اور اس کے رسول کے وصی ہیں اور اُن کے اوپر خدا کی طرف سے بہت بہت سلام ہو اے سب سے رحم کرنے والے رحیم تیری رحمت سے۔
۸۲	۱۱	اے مونس شکستہ دلان حال ما بہ بین مارا غریب وبیکس و بے آشنا بہ بین	اے ٹوٹے ہوئے دلوں کے ڈھارس دینے والے ہمارے حال کو دیکھئے۔ ہماری غریبی، بے کسی اور بے مددگاری کی حالت کو دیکھئے۔
۸۲	۱۲	اولاد خویش را کہ شفیعان محشر اند در ورطۂ عقوبت اہل جفا بہ بین	اپنی اولاد کو جو کہ قیامت میں شفاعت کرنے والے ہیں ظلم کرنے والوں کے مظالم کے طوفان میں دیکھئے۔
۸۲	۱۳	در خلد بر حجاب دو کون آستین فشاں واندر جہان مصائب ما بر ملا بہ بین	جنت میں دونوں جہانوں کے پردے کو چھوڑیئے اور اس جہان میں ہماری ان کھلی ہوئی مصیبتوں کو دیکھئے۔
۸۲	۱۴	نے نے در آ چو ابر خروشان بکربلا طغیان سیل و فتنہ و موج بلا بہ بین	نہیں نہیں کربلا میں گرجتے ہوئے بادل کی طرح پہنچئے۔ طوفان کی تیزی، فتنہ وفساد اور بلاؤں کی موجوں کو دیکھئے۔

صفحہ	سطر	الفاظ	تشریح
۸۳	۱	تن ہای کشتگان ہمہ در خاک وخون نگر سرہاے سرور ان ہمہ بر نیزہا بہ بین	شہیدوں مقتولوں کے بدن تمام مٹی اور خون میں آلودہ دیکھئے اور سرداروں کے سر سب نیزوں کے اوپر دیکھئے۔
۸۳	۲	آن سر کہ بود بر سرِ دوشِ نبیؐ مدام یک نیزہ اش ز دوش مخالف جدا بہ بین	اُس سر کو جو ہمیشہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے کندھے پر رہتا تھا، دشمن کے کندھے سے ایک نیزہ اونچا دیکھئے۔
۸۳	۳	وآن تن کہ بود پرورشش در کنار تو غلطاں بخاک معرکۂ کربلا بہ بین	وہ بدن جس کی پرورش آپ کی گود میں ہوئی تھی اُس کو کربلا کی لڑائی میں مٹی میں لوٹتا ہوا دیکھئے۔
۸۳	۴	یا بضعۃ الرسولؐ ز ابن زیاد داد	اے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے بدن کے ٹکڑے، حضرت فاطمہ ابن زیاد کے ظلم کی فریاد ہے، جس نے اہلبیت کی مٹی برباد کی۔
۸۳	۵	کو خاک اہلبیت رسالت بباد داد	
۸۶	۱۴	نہ ہر زن زنست و نہ ہر مرد مرد خدا پنج انگشت یکساں نہ کرد	نہ ہر ایک عورت عورت ہے اور نہ ہر مرد مرد ہے۔ خدا نے پانچوں انگلیاں ایک سی نہیں بنائی ہیں۔
۹۲	۲	الحمد للہ الذی قد رنا فی صوانع علمہ بالاحسان رب العالمین الذی ربانا بالجود والنعم الالوان الرحمن علینا فی سکرات الموت بالایمان الرحیم علینا اذا کنا فی القبور بین التراب والدیدان مالک یوم الدین یحکم بالعدل والاحسان ایاک نعبد حق العبودیۃ بالفضل والامتنان وایاک نستعین علی جمیع الاعداء من الجن والانس وشیطان (بقیہ ترجمہ صفحہ ۸۲ کے خطبہ میں لکھا گیا۔)	یہ خطبہ وہی ہے جو صفحہ ۸۲ پر لکھا ہے اس خطبہ کا بھی وہی ترجمہ ہے جو ۸۲ صفحہ کے مرقوم خطبہ کا ہے۔
۹۲	۱۱	ترسم جزاے قاتل او چون رقم زنند یک بار بر جریدۂ رحمت قلم زنند	مجھ کو ڈر ہے کہ جب اُن کے قاتل کی سزا مقرر کی جائے تو کہیں رحمت کے تمام دفتر ہی کو نہ کاٹ کر پھینک دیا جائے۔

تشریح	الفاظ	سطر	صفحہ
مجھ کو ڈر ہے کہ کہیں قیامت میں گناہوں کی شفاعت کرنے والے اس گناہ سے اتنے شرمندہ ہو جائیں کہ مخلوق کے گناہوں کی شفاعت سے باز رہیں۔	ترسم کزین گناه شفیعان روز حشر دارند شرم کز گنه خلق دم زنند	۱۲	۹۲
اللہ تعالیٰ کے عتاب کا ہاتھ آستین سے نکل آئے گا جب کہ اہلبیت ستم کرنے والوں پر دعویٰ کریں گے۔	دست عتاب حق بدر آید ز آستین چون اہلبیت دست بر اہل ستم زنند	۱۳	۹۲
آہ اُس وقت سے پناہ جب کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی آل (اولاد) خون ٹپکتے ہوئے کفن پہنے ہوئے قبر سے نکل کر آگ کے شعلہ کے مثل اپنا علم (جھنڈا) بلند کریں گے۔	آه از دمے که باکفن خون چکان زخاک آل نبی چو شعلہ آتش علم زنند	۱۴	۹۲
اُس وقت سے فریاد ہے کہ جب اہلبیت کے جوان خون سے سُرخ رنگے ہوئے کفن پہنے ہوئے حشر کے میدان میں قدم رکھیں گے۔	فریاد ازان زمان کہ جوانان اہلبیت گل گون کفن بعرصۂ محشر قدم زنند	۱۵	۹۲
وہ جماعت جن کی صف کو کربلا کے شور (ہنگامہ) نے درہم برہم کر دیا قیامت کے روز صف باندھ کر محشر کی صفیں اُلٹ دے گی۔	جمعے کہ زد بہم صف شان شور کربلا در حشر صف زنان صفِ محشر بہم زنند	۱۶	۹۲
وہ نابکار جنھوں نے حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے گھر والوں کے تلواریں ماریں پھر صاحب حرم یعنی حضور نبی کریم علیہ التحیۃ والتسلیم سے کیا امید کر سکتے ہیں۔	از صاحب حرم چہ توقع کنند باز آن ناکسان کہ تیغ باہل حرم زنند	۱	۹۳
انھوں نے اُس سر کو نیزہ پر رکھا جس کے گیسوؤں کی گرد کو جبرئیل	پس برسناں زدند سرے را کہ جبرئیل	۲	۹۳
علیہ السّلام سلسبیل کے پانی سے دھویا کرتے تھے۔	شویدغبار گیسوئیش از آب سلسبیل	۳	۹۳
ہے کیا کوئی مجھ سے لڑنے والا؟	ھل من مبارز	۲۱	۹۹
حضرت امام حسین علیہ السّلام کے گھوڑے کا نام تھا۔	ذوالجناح	۱۷	۱۰۰
جب وہ قافلہ لڑائی کے میدان سے گذرا تو عقل کو خیال ہوا کہ شور محشر برپا ہو گیا۔	برحربگاہ چون رہ آن کاروان فتاد شور نشور واہمہ را درگمان فتاد	۲	۱۰۴

صفحہ	سطر	الفاظ	تشریح
۱۰۴	۳	ہم بانگ غلغلہ در شش جہت فگندہ (؟) ہم گریہ بر ملایک ہفت آسماں فتاد	تمام چھ سمتوں میں شور مچ گیا اور ساتوں آسمانوں کے فرشتوں میں رونا پڑ گیا۔
۱۰۴	۴	ہر جا کہ بود آہوے از دشت پا کشید ہر جا کہ بود طایرے از آشیاں فتاد	جہاں کہیں کوئی ہرن تھا وہ جنگل سے علیحدہ ہوگیا۔ جہاں کہیں کوئی پرندہ تھا وہ گھونسلے سے گر گیا۔
۱۰۴	۵	شد وحشتے کہ شور قیامت بگرد رفت چون چشم اہلبیت بر آن کشتگان فتاد	اس قدر پریشانی ہوئی کہ قیامت کے شور کی حقیقت نہ رہی جبکہ اہلبیت کی نگاہ ان شہیدوں پر پڑی۔
۱۰۴	۶	ناگاہ چشم دختر زہرا دران درمیاں بر پیکرِ شریف امام زمان فتاد	یکایک حضرت زینب رضی اللہ عنہا کی نگاہ اُن میں سے حضرت حسینؓ زمانہ کے امام کے جسم مبارک پر پڑی۔
۱۰۴	۷	چنداں کہ بر تن شہدا چشم کار کرد بر زخمہاے کاری تیغ و سناں فتاد	جہاں تک شہیدوں کے جسم پر نظر پڑتی تھی تلوار اور برچھوں کے زخم ہی نظر آتے تھے۔
۱۰۴	۸	بے اختیار نعرۂ ہذا حسین از او سر زد چنانکہ آتش ازو در جہان فتاد	بے اختیار اُن کے منہ سے چیخ نکلی کہ یہ حسین ہیں۔ اس طرح چیخ نکلی کہ اس سے تمام جہان میں آگ لگ گئی۔
۱۰۴	۹	پس با زبان پر گلہ آن بضعۃ الرسولؐ	اس کے بعد اُس حضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے جسم کے ٹکڑے، صاحب زادی نے منہ مدینہ طیبہ کی طرف کیا اور شکایت کے لہجہ میں کہا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم۔
۱۰۴	۱۰	رو در مدینہ کرد کہ یا ایہا الرسولؐ	
۱۰۶	۱۱	جس دم ملے ماہ و مشتری بولا سروش در برج شرف بہ بین قران السعدین	جس وقت وہ چاند اور مشتری ملے تو فرشتہ بولا کہ دو مبارک ستاروں کا برج شرف میں یکجا ہونا دیکھو۔
۱۱۶	۲	روزیکہ شد بنیزہ سر آن بزگوار خورشید سر برہنہ برآمد ز کوہسار	جس دن اُن بزگوار کا سر نیزہ پر رکھا گیا، سورج پہاڑ کے پیچھے سے ننگے سر نکلا۔
۱۱۶	۳	موجے بجنبش آمد و برخاست کوہ کوہ ابرے ببارش آمد و بگریست زار زار	ایک موج حرکت میں آئی اور پہاڑوں کے برابر اُٹھی ابر برسا اور پھوٹ پھوٹ کر رونے لگا۔

صفحہ	سطر	الفاظ	تشریح
۱۱۶	۴	گفتی تمام زلزلہ شد خاک مطمئن گفتی فتاد از حرکت چرخ بے قرار	یوں کہو کہ تمام ساکن (حرکت نہ کرنے والی) زمین سراپا زلزلہ ہوگئی۔ گویا بے قرار (ہمیشہ حرکت کرنے والا) آسمان حرکت سے رُک گیا۔
۱۱۶	۵	عرش آنچنان بلرزہ در آمد کہ چرخ پیر افتاد در گمان کہ قیامت شد آشکار	عرش اس قدر ہلا اور کانپا کہ بوڑھے آسمان کو خیال ہوگیا کہ قیامت ظاہر ہوگئی۔
۱۱۶	۶	آن خیمۂ کہ گیسوے حورش طناب بود شد سرنگون ز باد مخالف حباب وار	وہ خیمہ جس کی رسیاں حوروں کے گیسو تھے مخالف ہوا سے بلبلہ کی طرح ٹوٹ کر گر گیا۔
۱۱۶	۷	جمعے کہ پاس محمل شان داشت جبرئیل گشتند بیعماری و محمل شتر سوار	وہ لوگ جن کی محمل کی حضرت جبرئیل حفاظت کرتے تھے بے عماری اور محمل کے ہوگئے اور اونٹ کی ننگی پیٹھ پر سوار ہوئے حالانکہ حضرت
۱۱۶	۸	با آنکہ سر زد این عمل از امت نبی روح الامین ز روے نبی گشت شرمسار	نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی امت سے یہ حرکت ہوئی تھی مگر حضرت جبرئیل حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے نادم ہوگئے۔
۱۱۶	۹	آنگہ ز کوفہ خیل حرم رو بشام کرد	اوس وقت جب کہ حضرت امام حسینؓ کے گھر والوں بیبیوں کے
۱۱۶	۱۰	نوعے کہ عقل گفت قیامت قیام کرد	اونٹ کوفہ سے شام کو روانہ ہوئے تو ایسی حالت ہوئی کہ عقل نے کہا کہ قیامت قائم ہوگئی۔
۱۲۲	۲	خاموش محتشم کہ دل سنگ آب شد بنیاد صبر و خانہ طاقت خراب شد	محتشم چپ ہو جا کہ پتھر کا دل پانی ہوگیا۔ صبر کی بنیاد اور طاقت (برداشت) کا گھر برباد ہوگیا۔
۱۲۲	۳	خاموش محتشم کہ ازین شعر خون چکاں در دیدہ اشک مستمعان خون ناب شد	اے محتشم خاموش ہو جا کہ ان خون ٹپکانے والے شعروں سے سننے والوں کی آنکھوں میں آنسو خوناخون ہوگئے۔
۱۲۲	۴	خاموش محتشم کہ ازین حرف سوزناک مرغ ہوا و ماہی دریا کباب شد	محتشم چپ ہو جا کہ ان جلا دینے والے کلمات سے ہوا کے پرندے اور دریا کی مچھلیاں کباب ہوگئیں۔

تشریح	الفاظ	سطر	صفحہ
محتشم خاموش ہو جا کہ اس رُلانے والی نظم سے تمام روئے زمین جگر کے آنسوؤں سے رنگین ہوگئی۔	خاموش محتشم کہ ازین نظم گریہ خیز روے زمین ز اشک جگر گون خضاب شد	۵	۱۲۲
محتشم چپ ہو جا کہ تیرے رنج کے بیان سے ماتم کرنے والوں نے آہ سرد بھریں اُن سے سورج ٹھنڈا ہو کر چاند ہوگیا۔	خاموش محتشم کہ بسوز تو آفتاب از آہ سرد ماتیان ماہتاب شد	۶	۱۲۲
محتشم خاموش ہو جا کہ حسین کے غم کے ذکر سے جبرئیل کو پیمبر صلی اللہ علیہ وسلم سے شرمندگی ہوگئی۔	خاموش محتشم کہ ز ذکر غم حسینؓ جبرئیل را ز روے پیمبر حجاب شد	۷	۱۲۲
محتشم چپ ہو جا کہ آسمان اس قدر زیادہ خون رویا کہ اوس سے دریا ہزار مرتبہ سرخ بلبلے کی طرح ہوگیا۔	خاموش محتشم کہ فلک بسکہ خون گریست دریا ہزار مرتبہ گلگون حباب شد	۸	۱۲۲
جب سے کمینہ آسمان ہے اُس نے کبھی ایسی خطا نہیں کی کبھی بھی کسی مخلوق کے اوپر ایسی جفا اور ظلم نہیں کیا گیا۔	تا چرخ سفلہ بود خطاے چنیں نکرد بر ہیچ آفریدہ جفاے چنیں نکرد	۹	۱۲۲
پیاس، پیاس	العطش العطش	۲۳	۱۲۴
اے آسمان تو اس بات سے غافل ہے کہ تو نے کیا ظلم توڑا ہے اور دشمنی سے اس ظلم کی دنیا میں کیا کچھ کیا ہے۔	اے چرخ غافلی کہ چہ بیداد کردۂ وز کیں چہا دریں ستم آباد کردۂ	۲	۱۲۹
تیری بُرائی یہ کیا کم ہے کہ دشمن نے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی اولاد پر ظلم کیا اور تو نے اُس کی امداد کی ہے۔	در طعنت این بس است کہ با عترت رسول بیداد کرد خصم و تو امداد کردۂ	۳	۱۲۹
اے زیاد کے بیٹے، کبھی نمرود نے بھی یہ کام نہیں کیا ہے جو تجھ شداد (ظالم) نے کیا ہے۔	اے زادۂ زیاد نہ کردست ہیچ گاہ نمرود این عمل کہ تو شداد کردۂ	۴	۱۲۹
حسین کے قتل سے تو نے یزید کا دلی مقصد پورا کیا۔ ذرا دیکھ کہ کس کے قتل سے تو نے کس کو خوش کیا ہے۔	کام یزید دادۂ از کشتن حسینؓ بنگر کرا بقتل گہ (کہ) دلشاد کردۂ	۵	۱۲۹
اس کمینہ کے واسطے جو بدبختی کے درخت کا پھل ہے۔ تو نے دین کے باغ میں گلاب اور شمشاد کے ساتھ کیا کیا ہے۔	بہر خسے کہ بار درخت شقاوت است در باغ دین چہ با گل و شمشاد کردۂ	۶	۱۲۹

صفحہ	سطر	الفاظ	تشریح
۱۲۹	۷	بادشمنانِ دین نتوان کرد آنچہ تو با مصطفیٰ وحیدر و اولاد کردۂ	دین کے دشمنوں کے ساتھ بھی وہ نہیں کیا جا سکتا جو کچھ تو نے حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت علی کرم اللہ وجہہ اور اُن کی اولاد کے ساتھ کیا ہے۔
۱۲۹	۸	حلقے کہ سودہ لعل لب خود بر آن رسول آزردہ اش بخنجر فولاد کردۂ	جس گلے پر حضرت رسول اللہ صلعم نے اپنے لعل لب کو گھسا تھا اُس کو تو نے فولاد کے خنجر سے تکلیف پہنچائی۔
۱۲۹	۹	ترسم ترا دمے کہ بمحشر در آورند از آتش تو دود چو اخگر بر آورند	مجھے ڈر ہے کہ جب محشر میں تجھ کو لایا جائے گا تو تیرے آتشی عنصر سے دھواں اس طرح بلند ہوگا جیسے انگاروں سے۔
۱۲۹	۱۲	وا ابتاہ	ہائے بابا جان
۱۳۴	۶	انا للہ وانا الیہ راجعون	ہم اللہ کے ہی ہیں اور اُس ہی کی طرف لوٹ کر جانے والے ہیں۔
۱۳۸	۸	یا ابن رسول اللہ وا ویلاہ وا مصیبتاہ	اے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے فرزند کیسی خرابی اور مصیبت ہے۔
۱۳۸	۱۰	وکفیٰ باللہ وکیلا	اور اللہ کارسازی کے لئے کافی ہے۔ قرآن شریف کی آیت کا ٹکڑا ہے۔
۱۳۸	۱۳	دُر درج لافتیٰ	لافتیٰ کی ڈبیہ کا موتی۔ اُس مقولہ کی طرف اشارہ ہے جو حضرت علیؑ کی شان میں ہے کہ لافتیٰ اِلّا علی لاسیف اِلّا ذوالفقار۔ علی کے سوا کوئی بہادر نہیں ہے اور ذوالفقار کے سوا کوئی تلوار نہیں ہے۔
۱۳۸	۱۳	بدر برج ہل اتیٰ	ہل اتیٰ کے برج کا چاند۔ ہل اتیٰ قرآن شریف کی ایک سورت کا آغاز ہے جس میں اہل بیت کی مدح آئی ہے۔
۱۳۸	۱۴	ماں میری خیر النساء فرزند ختم المرسلیں جس اوپر ہیگا کلام بضعۃ منی گوا	میری ماں حضرت خاتم المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم کی صاحبزادی خیر النساء حضرت فاطمہ ہیں جن کے متعلق حدیث بضعۃ منی گواہ ہے۔ حدیث شریف میں ہے کہ فاطمہ رضی اللہ عنہا میرا ٹکڑا ہیں۔
۱۳۹	۷	الحکم للہ ورضینا بقضاء اللہ	حکومت خدا کی ہے اور اللہ تعالیٰ کے فیصلے پر ہم راضی ہیں۔
۱۳۹	۱۸ و ۱۹	السلام علیک وعلی جدک وابیک وامک واخوک (اخیک)	آپ کے اوپر سلام ہو اور آپ کے نانا پر اور آپ کے والد پر اور آپ کی

صفحہ	سطر	الفاظ	تشریح
			والدہ پر اور آپ کے بھائی پر۔
۱۴۰	۵	جزاک اللہ خیرا	اللہ آپ کو اچھا بدلہ دے۔
۱۴۱	۲۳	انا ابن رسول اللہؐ	میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا فرزند ہوں۔
۱۴۳	۵	صدق جدی یا رسول اللہؐ	میرے نانا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سچ فرمایا۔
۱۴۴	۱۵	سلام اللہ علی مولانا الحسین واصحابہ، لعن اللہ علی یزید واعوانہ وانصارہ ولعن اللہ من حال بینک وبین ماء الفرات یا ابن رسول اللہ یالیتنی کنت معک فافوز فوزاً عظیما	اللہ تعالیٰ کا سلام ہو ہمارے آقا حسین پر اور اُن کے ساتھیوں پر، لعنت اللہ کی ہو یزید پر اور اُس کے ساتھیوں اور مددگاروں پر اور لعنت ہو اس پر جو آپ کے اور فرات کے پانی کے درمیان حائل ہوا۔ اے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے صاحبزادے اے کاش میں آپ کے ساتھ ہوتا پس بہت بڑی کامیابی حاصل کرتا۔
۱۴۶	۸	خوزادہ	خواجہ زادہ کا مخفف ہے۔ آقازادہ
۱۴۹	۱۹	واجداہ و وامحمداہ	ہائے نانا جان، وائے محمد صلی اللہ علیہ وسلم
۱۵۵	۱۱	یطھرکم تطھیرا	اور تم کو بہت زیادہ پاک کردے۔ قرآن شریف کی آیت کا ٹکڑا ہے انما یرید اللہ لیذھب عنکم الرجس اھل البیت و یطھرکم تطھیرا۔ اللہ تعالیٰ یہی چاہتا ہے کہ تم سے گندگی کو دور کردے۔ اے اہل بیت اور تم کو بہت زیادہ پاک کردے۔ اس کو آیۂ تطہیر کہتے ہیں۔
۱۵۶	۱۴	علیہم وعلی آبائہم اللعنۃ	اُن پر اُن کے باپ دادوں پر لعنت
۱۵۸	۲،۳،۴	ام حسبت ان اصحاب الکھف والرقیم کانوا من آیاتنا عجبا	کیا آپ نے گمان کیا کہ اصحاب کہف و رقیم ہماری نشانیوں میں کوئی عجیب نشانی تھے۔
۱۶۰	۲۱	اشہد ان لا الہ الا اللہ واشہد ان محمد الرسول اللہ	میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں ہے اور گواہی دیتا ہوں کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کے رسول ہیں۔

صفحہ	سطر	الفاظ	تشریح
۱۷۳	۱	قل لا اسئلکم علیہ اجراً الا المودۃ فی القربا	کہہ دیجئے کہ میں تم سے اس پر کسی اجر کا طلبگار نہیں بجز اس کے کہ میرے اہل قرابت سے محبت کرو۔
۱۷۳	۲	و آت ذی القربا (حقہ)	اہل قرابت کو ان کا حق دیجئے۔
۱۷۳	۳	انما یرید اللہ لیذھب عنکم الرجس اھل البیت و یطھرکم تطھیرا	قرآن شریف کی آیت ہے۔ اللہ تعالیٰ یہی چاہتا ہے کہ تم سے گندگی کو دور کر دے اے اہل بیت اور تم کو بہت زیادہ پاک کر دے۔ اس آیت کو آیت تطہیر کہتے ہیں۔
۱۷۵	۶	یا حسیناہ	ہائے حسین
۱۷۶	۱۴	ان المنافقون (المنافقین) لکاذبون	بیشک منافق جھوٹے ہیں۔
۱۷۶	۱۵ و ۱۶	ویعذب المنافقون (المنافقین) والمنافقات	خدا منافق مردوں اور منافق عورتوں کو عذاب دے (گا)
۱۷۹	۱۳ و ۱۴	یحشر المرء مع احبابہٖ	آدمی کا حشر اُس کے دوستوں کے ساتھ ہوگا۔
۱۸۰	۱۸	انادیک یاجداہ یا خیر رسل حسینک مقتول و نسلک ضائع	اے رسولوں میں سب سے بہتر اے نانا جان آپ سے فریاد کرتی ہوں، آپ کا حسین مقتول ہوگیا اور آپ کی نسل برباد ہوگئی۔
۱۸۱	۲۳	السلام علیک یا ابا عبد اللہ السلام علیک یا بن رسول اللہ	اے ابا عبد اللہ (امام حسین) آپ پر سلام ہو اور اے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے صاحبزادے آپ پر سلام ہو۔
۱۸۲	۱۴	آیہ تطہیر	وہ ہی قرآن شریف کی آیت جو اوپر صفحہ ۱۷۳ سطر ۳ میں لکھی ہے۔
۱۸۲	۲۱	معاذ اللہ	اللہ کی پناہ
۱۸۳	۸ و ۹	علیہم اللعنۃ والنیران	اُن کے اوپر لعنت ہو اور اُن کے لیے آگ ہو۔
۱۸۴	۴	مسافر سبحان الذی اسریٰ	سبحان الذی اسریٰ کا مسافر۔ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم۔ قرآن شریف میں جہاں حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے معراج پر تشریف لے جانے کا ذکر لکھا ہے اُس آیت کو اس طرح شروع کیا ہے کہ سبحان الذی اسریٰ بعبدہٖ لیلاً من المسجد الحرام الی المسجد الاقصیٰ

صفحہ	سطر	الفاظ	تشریح
۱۸۴	۵ و	مجاورِ حرمِ قابَ قوسین او ادنیٰ	وہ ذات پاک ہے جس نے سیر کرائی اپنے بندے (محمد صلی اللہ علیہ وسلم) کو ایک رات میں مسجد الحرام (مکہ) سے مسجد الاقصیٰ (بیت المقدس) تک قاب قوسین او ادنیٰ کے حرم میں قیام کرنے والے (حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم) قرآن شریف میں حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی معراج کے ذکر میں لکھا ہے کہ آپ اُس مقام تک تشریف لے گئے جہاں اللہ تعالیٰ سے دو کمانوں سے بھی کم فاصلہ رہ گیا۔ اُس عالی مرتبہ کی طرف اشارہ ہے۔
۱۸۴	۱	خطیبِ منبرِ فاوحیٰ	فاوحیٰ کے منبر کے خطبہ دینے والے (حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم) قرآن شریف میں معراج ہی کے ذکر میں ہے کہ جب آپ اللہ تعالیٰ کے قریب پہنچ گئے تو فاوحیٰ الیٰ عبدہٖ ما اوحیٰ۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے بندے سے کہا جو کچھ کہ کہا۔ اُس کو بیان نہیں کیا جاسکتا۔
۱۸۴	۵	علّمہ شدید القویٰ	اور اُس کو بڑی قوت والے نے تعلیم دی۔ قرآن شریف کی آیت کا ٹکڑا ہے۔
۱۸۴	۵، ۶	صاحبِ یثرب و بطحیٰ (بطحاء)	مدینہ اور مکہ کے مالک، حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم۔ یثرب مدینہ منورہ کا پہلا نام تھا اور بطحاء اُس حصہ ملک کا نام ہے جہاں مکہ واقع ہے
۱۸۴	۸	سدرۃ المنتہیٰ	آسمانوں کے اوپر بہت اعلیٰ مقام ہے جہاں حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم معراج میں تشریف لے گئے تھے۔
۱۸۴	۹	شہریارِ لافتیٰ	اس مقولہ کے مورد بادشاہ جس میں فرمایا گیا ہے کہ علی کے سوا کوئی بہادر نہیں ہے اور ذوالفقار کے علاوہ کوئی تلوار نہیں ہے۔
۱۸۴	۱۰	صاحبِ قل کفیٰ	قل کفیٰ کے مصداق۔ حضرت علی۔ آیت کا مطلب یہ ہے کہ اے نبی کہہ دیجئے کہ میرے اور تمھارے درمیان اللہ اور جس کے پاس

صفحہ	سطر	الفاظ	تشریح
			علم کتاب ہے۔ یہ گواہ کافی ہیں۔
۱۸۴	۱۰	وارث انّما	انّما کی دولت کے وارث یعنی حضرت علی۔ اشارہ ہے آیۂ کریمہ انّما ولیکم اللہ .... وھم راکعون کی طرف۔ مطلب یہ ہے کہ مسلمانو بس تمہارے دوست اللہ اور رسول ہیں اور نیز وہ اہل ایمان جو نماز پڑھتے اور رکوع کی حالت میں (سائل کو) خیرات دیتے ہیں۔
۱۸۴	۱۰، ۱۱	سرفراز انا مدینۃ العلم وعلی بابہا	حضرت علی اُس حدیث کے مضمون سے سرفراز جس میں فرمایا ہے کہ میں علم کا شہر ہوں اور علی اُس کا دروازہ ہیں۔
۱۸۴	۱۱	سزاوار انا میزان الحکمۃ وعلی لسانہا۔	حضرت علی کرم اللہ وجہہ۔ اُس حدیث کے مضمون کے سزاوار جس میں فرمایا گیا ہے کہ میں حکمت کی ترازو ہوں اور علی اُس کی زبان (کانٹا) ہیں۔
۱۸۴	۱۴	مظہر العجائب و الغرائب	حضرت علی کرم اللہ وجہہ جن سے عجیب و غریب باتیں اور واقعات ظاہر ہوئے۔
۱۸۴	۱۴	امام المشارق والمغارب	حضرت علی کرم اللہ وجہہ۔ تمام مشرقوں اور مغربوں کے امام۔
۱۸۴	۱۵	گوہر درج الفاطمۃ بضعۃ منی	الفاطمۃ بضعۃ منی کی صندوقچی کا موتی۔ حضرت امام حسین۔ حدیث شریف میں ہے کہ فاطمہ میرے جسم کا ٹکڑا ہیں۔
۱۸۴	۱۵، ۱۶	من اذاہا فقد اذانی	جس کسی نے اُن کو تکلیف پہنچائی اُس نے مجھ کو تکلیف پہنچائی۔ یہ مضمون حدیث شریف میں حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کے متعلق وارد ہے۔
۱۸۴	۱۷	سبط رسول و قرۃ العین بتول	حضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے نواسے اور حضرت فاطمہ بتول الزہرا رضی اللہ عنہا کی آنکھ کی روشنی۔
۱۸۵	۱	بانگی	مؤذن
۱۸۵	۱۱	گرگ	گہبک

صحت نامہ

صفحہ	سطر	غلط	صحیح	صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۲	۲	پڑہو	پڑہو	۱۶	۱۱	تین	تیئں
۲	۱۵	آگے	اگے	۱۶	۱۴	شاہر	شاہد
۳	۵	اُذانی	اذانی	۱۶	۱۸	معشربشر	معشربشرکے
۳	۱۰	شبیر	شپتیر	۱۷	۸	اوس کے کی	اوس کی کے
۳	۱۹	کردگارِ	کردگار	۱۷	۸	آفتاپ	آفتاب
۴	۲	دین	دیں	۱۷	۱۲	ہی	ہے
۴	۵	لے کے	لے کہ	۱۷	۱۸	پے سخن	بے سخن
۴	۸	بہیتر	بہتر	۱۸	۲۳	مفاتح	مفاتیح
۵	۳	.....	ہوا دُرِ نجعت	۱۹	۷	مصطفائی	مصطفاے
۵	۵	اور بہیتیجے	بہتیجے	۲۰	۱	بدر درج	بدرِ برج
۵	۱۵	نزاد	نژاد	۲۱	۱	رقم	قُم
۶	۱	بصدقِ ادب	بصدق وادب	۲۱	۲۱	حواری	حوراے
۷	۱۹	محمد شاہ	احمد شاہ	۲۲	۷	زاکیہ	زکیہ
۸	۱۲	شبیر	شپتیر	۲۲	۸	اخزانتہ	اخزانتہ
۸	۲۰	اون کو	اون کوں	۲۲	۱۲	نبیہا	بنیہا
۱۰	۱۱	علم	عم	۲۳	۸	دعویکا	دعویکا
۱۰	۱۴	با اعتقاد	باعتقاد	۲۳	۱۵	جگر گوشۂ	جگر گوشہ ہاے
۱۱	۱	زورِ	روزِ	۲۳	۱۵	نشینِ	نشین
۱۲	۴	سے	سوں	۲۴	۹	حدقتہ المرتضی	حدیقتہ المرتضی
۱۳	۱۷	محمد شاہ	احمد شاہ	۲۵	۴	ضرب اللہ	حزب اللہ
۱۵	۹	اوس کے کا	اوس کی کا	۲۵	۷	یہ دراصل نثر کا ٹکڑا ہے چھٹی سطر سے متعلق	

صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۲۵	۱۶	یوں	یو
۲۵	۲۰	دیکھلاے	دیکھلائے
۲۶	۳	من السماو	من السماء
۲۸	۶	نساءعورات	نساوعورات
۲۸	۹	ہم سے	ہم سی
۲۸	۱۶	یہ شکل	یہ شکل
۲۸	۱۷	ہندی	ہندی نثر
۲۸	۱۸	ہوئے	ہوئی
۲۹	۱۱	کیا	گیا
۲۹	۱۴	مینی	مینے
۲۹	۱۷	"	"
۳۰	۱	کو	کوں
۳۰	۳	دونوں	دونو
۳۰	۳	دوڑو	دوڑ
۳۰	۱۱	میں نے	مینے
۳۰	۱۷	روپیے	روپے
۳۰	۲۰	بتاراتِ	بشاراتِ
۳۱	۱۹	یہ دراصل شعر ہے:	
		تاریخ کی بہی قید کہ کس سنِ ہجری میں	
		تصنیف یہ کتاب ہوئی بے مثال ہے	
۳۲	۱۹	امام موسی	امام موسی الرضا
۳۳	۱۵	محبت سے	اپنی محبت سے
۳۴	۹	الٰہی استجب	استجب
۳۵	۱۴	کہ آدم	کہ اے آدم
۳۵	۲۰	اور مبترا ہے	اور توں مبترا ہے
۳۶	۱۰	تبہے	ہے
۳۶	۱۵	قتل الحسین	ان قتل الحسین
۳۷	۵	یہ دراصل شعر ہے:	
		جو روئے حسین اوپر اور رولاوے اوس کی سزا	
		یہ ہے کہ اوس پہ بلاشک بہشت واجب ہے	
۳۷	۲۰	پانی نکلے	پانی کا نکلے
۳۸	۱	میں نے	مینے
۳۸	۶	بہی آئے	بہے
۳۹	۵	مونہہ بہی	منہہ بہے (کذا کو ساقط سمجھا جائے)
۴۰	۲	کتب معتبرہ	اکثر کتب معتبرہ
۴۰	۱۴	جا کہیں	جا گہیں (کذا کو ختم سمجھا جائے)
۴۲	۷	خم غدیر	غدیر خم
۴۲	۷	فرمائی	فرمائے
۴۲	۱۱	اُن کے کی طرح	اُن کے کی کس طرح
۴۲	۱۴	فرزندوں کو	فرزندوں کوں
۴۲	۲۰	بچّے	بچے
۴۳	۲	کہا کہ اے	کہا اے
۴۳	۹	باندہا	باندہا
۴۳	۱۰	نودیں محل	نوویں محل (کذا کو ساقط سمجھا جائے)
۴۳	۲۰	توں صابر تہا	کہ توں صابر تہا
۴۴	۲۰	پاؤں پرکر	پاؤں پرگر
۴۵	۷	تمسہ النار	لن تمسہ النار
۴۵	۱۷	اور چاہتی ہوں کہ	اور چاہتی کہ
۴۶	۴	عزرائیل کے ساتھ	عزرائیل ساتہہ
۴۷	۷	غریبی بہریں گے	غریبی سے بہریں گے
۴۷	۹	کام تمہارا	کام تمہارے
۴۸	۶	رے	دے
۴۸	۱۵	آج	آج سے

صفحہ	سطر	غلط	صحیح	صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۵۰	۱	حوالی ہے	حوال ہے	۵۹	۲۰	علی	چلے
۵۰	۴	غم میں	غم نے	۶۰	۸	حم	ہم
۵۰	۶	آنکھوں سے	انکھیوں سے	۶۰	۲۳	وردان	وردان ملعون
۵۰	۱۲	بپھاڑ	پچھاڑ	۶۱	۳	جوں شمشیر	جوں وہ شمشیر
۵۱	۳	پڑپڑی	پرپڑی	۶۱	۶	مسجد میں	مسجد موں
۵۱	۴	اتنا	ایتا	۶۱	۹	باپ کی	باپ کے
۵۱	۷	•	•	۶۱	۲۰	کو	کوں
۵۱	۸	پندرہ نہ دن	پندرنہ دن	۶۲	۵	کرے چلے	گھرے چلے
۵۱	۹	مٹی	ماٹی	۶۲	۸	نماز ادا کیا	نماز کیا
۵۱	۱۲	دو مظلوم	دو مظلوم کی	۶۲	۱۳	کرتے تہی	کرتی تہی
۵۲	۴	کل رات	کل کی رات	۶۲	۲۱	لکھتا ہے	لکھے ہے
۵۲	۹	بہو کے	بہو کہے	۶۳	۴	بردہ	پردہ
۵۲	۱۳	بہیتر	بہتر	۶۳	۱۰	لکھو	لکھہ
۵۳	۸	بیٹھے ہیں	بیٹھے	۶۳	۱۵	کو	کوں
۵۳	۱۹	میں نے	مینے	۶۴	۴		•
۵۳	۲۲	کہ جیوتے جیو	جیسے کہ جیوتے جیو	۶۵	۶	پیش دستی نہ کر سکا	پیش دستی نہ کر سکا جو آپ
۵۴	۶	تو	توں				فرمادیں
۵۴	۶	میں نے	مینے	۶۵	۶	میں	میں بہی
۵۴	۸	کہا کبھو	کہا حاشا کہ کبھو	۶۵	۱۹	کو	کوں
۵۵	۳	مجھے دیے	مجھے دے	۶۶	۵	دوں گا	دوں
۵۷	۸	اور ملعون نے	اوس ملعون نے	۶۶	۶	کسی سے	کسو سے
۵۷	۱۶	نکلیاں	باہر نکلیاں	۶۶	۱۶	گمر	مگر
۵۸	۱۰	کو	کوں	۶۹	۲	کو	کوں
۵۸	۲۱	بارو	یارو	۶۹	۲۱	میں نے	مینے
۵۹	۱	پہونچاؤ	پہونچائیو	۷۱	۳	کسوں	کسو
۵۹	۶	شبیر	شپیر	۷۱	۲۱	فرمائے	آنکھیں کھول فرمائے
۵۹	۱۰	بس	پس	۷۳	۷	منزل	ایک منزل

صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۷۳	۹	میں نے	مینے
۷۳	۱۵	ابن	یا ابن
۷۵	۸	وہاں کی	وہاں کی بہی
۷۵	۱۹	مسجد میں	مسجد سے
۷۶	۹	دہیل	ڈہیل
۷۷	۴	اپنے کار رہ	اپنے کام کارہ
۷۷	۶	کسی سے	کسو سے
۷۸	۱	ضرورت نہیں	احتیاج نہیں
۷۸	۶	دو جگ سے	دو جگ سنے
۷۸	۱۸	اوس کے	اوس ملعون کی
۸۴	۵	اوس کے ساتہہ	اوس ساتہہ
۸۴	۱۲	آہ کیا قاضی	یہ دراصل شعر ہے۔ یوں لکھا جائے۔ آہ کیا قاضی ہمارا باپ سچ اب مر گیا / ہم دونو کوں تج بلاؤں میں یتیم اب کر گیا
۸۵	۲	دونوں	دونو
۸۶	۳	لگی	لگے
۸۸	۶	اور	آور
۸۸	۷	دیکھے	نہ دیکھے
۸۹	۱۰	اور بخش ہماری عاجزی پر	اور بخش ہماری اس بیکسی اور عاجزی پر
۸۹	۱۲	زرہ	زرہ
۹۰	۱۸	مارے جاتے ہیں گہڑی	مارے جاتے ہیں کہڑے
۹۱	۴	نکم آہ	محکم
۹۱	۵	آخر کار	آہ آخر کار
۹۱	۱۱	سرکاٹ	سرتن سے کاٹ
۹۴	۹	بپہپاڑ تن	بپہپاڑیں
۹۴	۱۳	اپنی	اپنے
۹۴	۲۲	اپنے دادا نانا کوں	اپنے نانا کوں (حاشیہ کو کالعدم سمجھا جائے)
۹۵	۲	کہتا ہے	کہتا تہا
۹۵	۷	دوچار ہوئی	آ دوچار ہوئی
۹۵	۸	ٹہٹکا	ٹہٹہکا
۹۶	۹	کو	کوں
۹۶	۱۱	زخموں سے	زخموں میں
۹۷	۱۱	پوری گہڑی ہے	پوری گہڑی آئی
۹۷	۱۹	جان میں جان ہے	یہ فقرہ کالعدم سمجھا جائے۔
۹۸	۱۷	یوں	توں
۹۹	۲۰	رن سینگی کی .... بلند ہوئے	رن سینگے کی .... بلند ہوئی
۱۰۰	۱	غیب	غیبی
۱۰۰	۴	کاے کے .... کوں	گاے کے پیٹ و پیٹہ بچہی کوں
۱۰۰	۶	ان حکوتوں	ان کوتوں
۱۰۰	۷	دونوں	دونو
۱۰۰	۱۲	باتوں سے	باتوں میں
۱۰۰	۱۶	میں نے	مینے
۱۰۰	۲۲	ہوئی ہے	ہوئی
۱۰۱	۱۰	مرد .... نہ تہا	مرد مردانہ اور بہادر یگانہ تہا۔
۱۰۱	۱۴	کو	کوں
۱۰۱	۱۶	یہ بات کی	یہ بات بیہودہ کی
۱۰۴	۱۰	مصرع اول کے آگے (کذا) لکھا جائے۔	
۱۰۴	۱۱	دوسرے مصرع کے آگے (کذا) لکھا جائے۔	
۱۰۵	۸	شعر کے آگے (کذا) لکھا جائے	
۱۰۵	۱۵	تو	توں
۱۰۶	۵	فرمائے کے بعد یہ جملہ بڑھایا جائے: "پوشاک نو قاسم کوں"	

صفحہ	سطر	غلط	صحیح
			پہناؤ اور اپنی بہن زینب کوں
			فرمائے یہ
۱۰۷	۱۱	زیر	ریز
۱۰۷	۱۳	کو	کوں
۱۰۸	۱	مال	مالِ
۱۰۸	۲	یہ ہی ہے	یہ ہے
۱۰۸	۴	کو	کوں
۱۰۸	۱۵	چلنا ہے دریا سیں دہن میں	جلنا ہے دہنیں دہنیں
۱۰۹	۱	آنکہوں	انکہیوں
۱۱۰	۱۰	آدمی	آوے
۱۱۰	۲۲	دونو	دونو کے
۱۱۱	۱۴	آرزو میں	آرزومند
۱۱۱	۱۶	اب قاسم	اب اے قاسم
۱۱۱	۱۸	مجہ آگے	گیا مجہ آگے
۱۱۱	۲۰	بالیں	بالپن
۱۱۲	۴	روتے ہیں اور پیٹتے	روتی ہیں اور پیٹتی
۱۱۲	۶	اب جانہ	اب جا (دونوں مصرعوں میں)
۱۱۲	۸	سرے نہ	سرے
۱۱۲	۱۷	لوہو میں	دریائے لوہو میں
۱۱۳	۵	ایرن	ابرن
۱۱۳	۱۱	آنکہوں	انکہیوں
۱۱۴	۱	گہونٹے	گہوٹنے
۱۱۶	۱۳	لوہو کے	لوہو کی
۱۱۶	۱۸	امام مظلوم	امام مظلوم بے اختیار
۱۱۷	۲۱	ایک	ایک گروہ
۱۱۸	۲	کہے	عرض کیے
۱۱۹	۲۰	نہ بپو	نہ پیو

صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۱۲۳	۱۰	تصد	فصد
۱۲۳	۱۴	کہتی تہی	کہتی
۱۲۶	۷	اور لشکر	اور تمام لشکر
۱۲۶	۱۷	بدن سے	چہاتی میں
۱۲۹	۴	بقتل گہ	بقتل کر
۱۲۹	۱۰	کذا۔ غالباً مصرع اول کے آخر میں "کا" ہوگا۔	
۱۳۰	۳۔۴	ہر جگہ "سکینہ" لکھا جائے۔	
۱۳۰	۴	بابا موئے	بابا موئی
۱۳۰	۱۰	آوریاں	آواریاں
۱۳۱	۶	زین کی ہرنی	زین کے ہرنے
۱۳۱	۱۷	پہوئے	پہوئی
۱۳۱	۱۹	پیواؤ	چواؤ
۱۳۲	۲	بہیگا	بہبہکا
۱۳۲	۲۱	پتاتی	چٹاتی
۱۳۲	۲۲	نیت	نت
۱۳۳	۴	کہوٹی	گہوٹی
۱۳۳	۱۶	دولہن نے	دولہن لی
۱۳۳	۲۰	تس	تس کا
۱۳۳	۲۱	تیرا	تیر
۱۳۶	۷	کنگرہ	کنکرہ
۱۳۶	۱۶	پہلے مصرع کو یوں لکھا جائے:	انصاف کا یہ دیدہ بینا اگر جو ہوتا
۱۳۸	۲	سکینہ	سکہینہ
۱۳۸	۱۶	پرواذت کا	پرواز نت تا
۱۴۰	۲۲	پیارے عابد	عابد پیارے
۱۴۶	۱۸	ہوکتا	ہلوکتا
۱۴۹	۱۷	ہاتہہ میں دیا	ہاتہہ دیا
۱۴۹	۱۸	اون	اون کا

صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۱۵۰	۷	دوپہر	دوبہر
۱۵۱	۶	بکھر	نکھر
۱۵۱	۸	اوردہر	اودہر
۱۵۱	۱۶	کہنے	گہنے
۱۵۲	۱۹	بیٹی	بیتی
۱۵۳	۱۲	قطعہ	لمولفہ
۱۵۳	۱۳	کودمیں اجد کے	گودمیں آجد کی
۱۵۳	۱۷	ایسے روشن ہوئے	ایسی روشنی ہوئی
۱۵۵	۸	شل	مانند
۱۵۶	۱۵	زین العابدین	حضرت زین العابدین
۱۵۸	۴	امیر	امر
۱۵۸	۱۶	موئے	سوئے
۱۵۹	۴	فرشتوں	فرشتوں کے
۱۵۹	۹	بسند اون نے	اون نے
۱۵۹	۲۰	یزید پاس	یزید پے
۱۶۰	۱۱	بے پر	بے بر
۱۶۰	۲۱	لرسول	رسول
۱۶۰	۲۳	راہب سے کہا	راہب کہا
۱۶۱	۶	نکر	نہ کرکر
۱۶۲	۱	اہل بیت	اہل بیتِ رسالت
۱۶۲	۱۱	کذا۔ "ڈہانکنے کوں" ہونا چاہیے۔	
۱۶۲	۱۲	کذا۔ "نیزہ" ہونا چاہیے۔	
۱۶۲	۱۶	کذا۔ "ثری سے ثریّا لگ" ہونا چاہیے۔	
۱۶۳	۱۰	گہبڑاک	گہبرک
۱۶۴	۳	عجائب	عجائب عجائب
۱۶۴	۲۱	دو ہیں	دونہیں
۱۶۵	۱۲	پہنہائیں	پہنائیں
۱۶۵	۱۴	ان میں	اون میں
۱۶۵	۱۶	ثیریں نے چاہا کہ کچہہ ایک زیور	غرض کہ کچہہ ایک زیور
۱۶۶	۱۱	اوڑہنے	اوڑہنی
۱۶۷	۱۰	پہٹ	کذا۔ "پہٹ گیا تہا" کا محل معلوم ہوتا ہے۔
۱۶۸	۱۲	آیسہ	کذا۔ "آسیہ" ہونا چاہیے۔
۱۶۹	۱۳	بوریوں	بورے موں
۱۶۹	۱۴	اے میں ہوں	آئی میں ہوں
۱۷۰	۸	غمدیدہ	غمدیدہ، محنت کشیدہ
۱۷۲	۱۴	آئینی	آئے
۱۷۵	۱۶	اوّر	اور
۱۷۶	۳	بہائی سر پر پڑی	بہائی کے سر پر پڑی
۱۷۸	۱۳	گئے	گیے
۱۸۰	۸	جانتے کہ	جانتے کہ کلمہ
۱۸۰	۱۰	یزید	یزید پلید
۱۸۰	۱۶	اینوں	ایتوں
۱۸۱	۳	رسول خد	رسولِ خدا
۱۸۱	۱۹	دو دن کی	دو دن کے
۱۸۲	۵	ایک ایک	ایک ایک کا
۱۸۲	۹	جواب	خواب
۱۸۲	۱۴	کہے ہے	کہے ہے،
۱۸۲	۱۶	خولی نے	خولیِ خوئی نے
۱۸۴	۳	ابن الرسول اللہ المختار	ابن الرسول المختار
۱۸۴	۵	میں بیٹا	میں ہوں بیٹا
۱۸۴	۱۸	میں بیٹا ہوں سبط رسولِ مظلوم و مغموم کا	میں ہوں بیٹا مظلوم مغموم کا

صفحہ	سطر	غلط	صحیح	صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۱۸۵	۴	یزید کی طرف مونہہ کر	مونہہ یزید کی طرف کر	۱۸۸	۱۹	ہمارے سر پہ جو	ہمار سر جو
۱۸۵	۲۲	کی	گی	۱۸۹	۲۱	بجوش	جوش
۱۸۸	۶	نڑپہتا	تڑپہتا	۱۸۹	۲۳	سندے	سندسی
۱۸۸	۱۸	بیحوں کا	بختوں کا	۱۹۰	۱	کراؤ	کرواؤ

Form No.] Book No............

UNIVERSITY LIBRARY, ALLAHABAD

Date Slip

The borrower must satisfy himself before leaving the counter about the condition of the book which is certified to be complete and in good order. The last borrower is held responsible for all damages.

An overdue charge will be charged if the book is not returned on or before the date last stamped below.